موجودہ دور میں

جہاد کی ضرورت

مولانا فضل محمد یوسف زئی
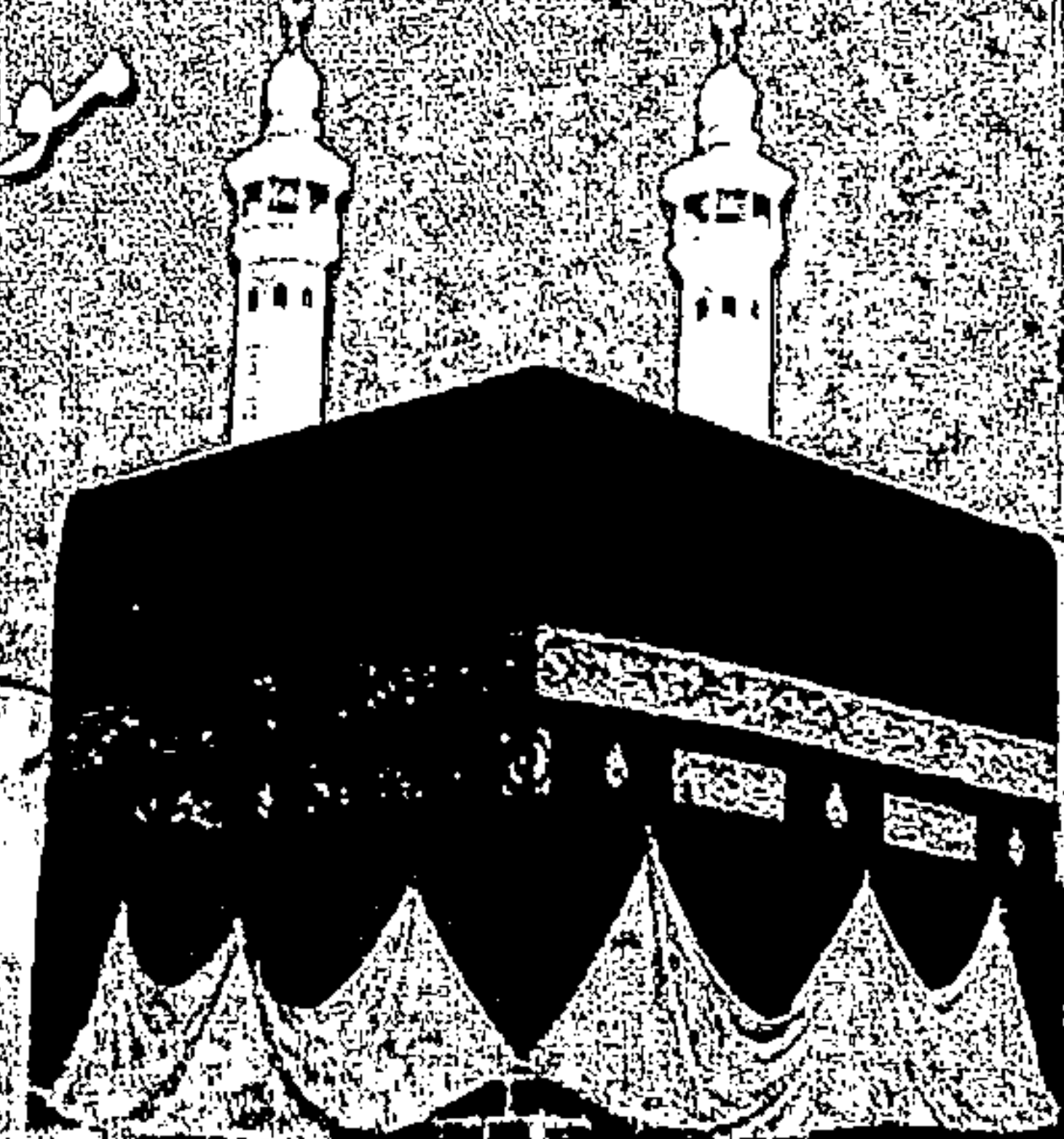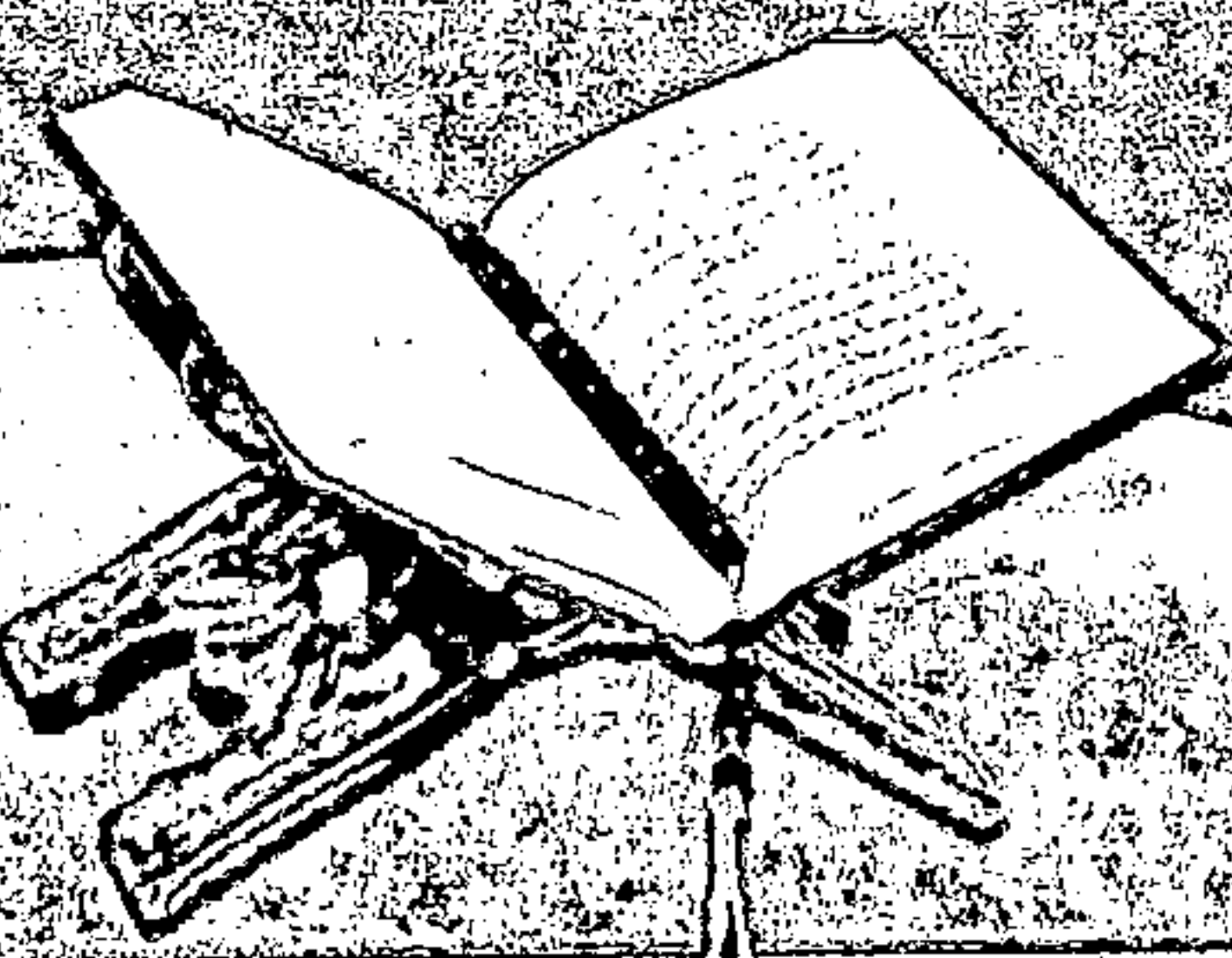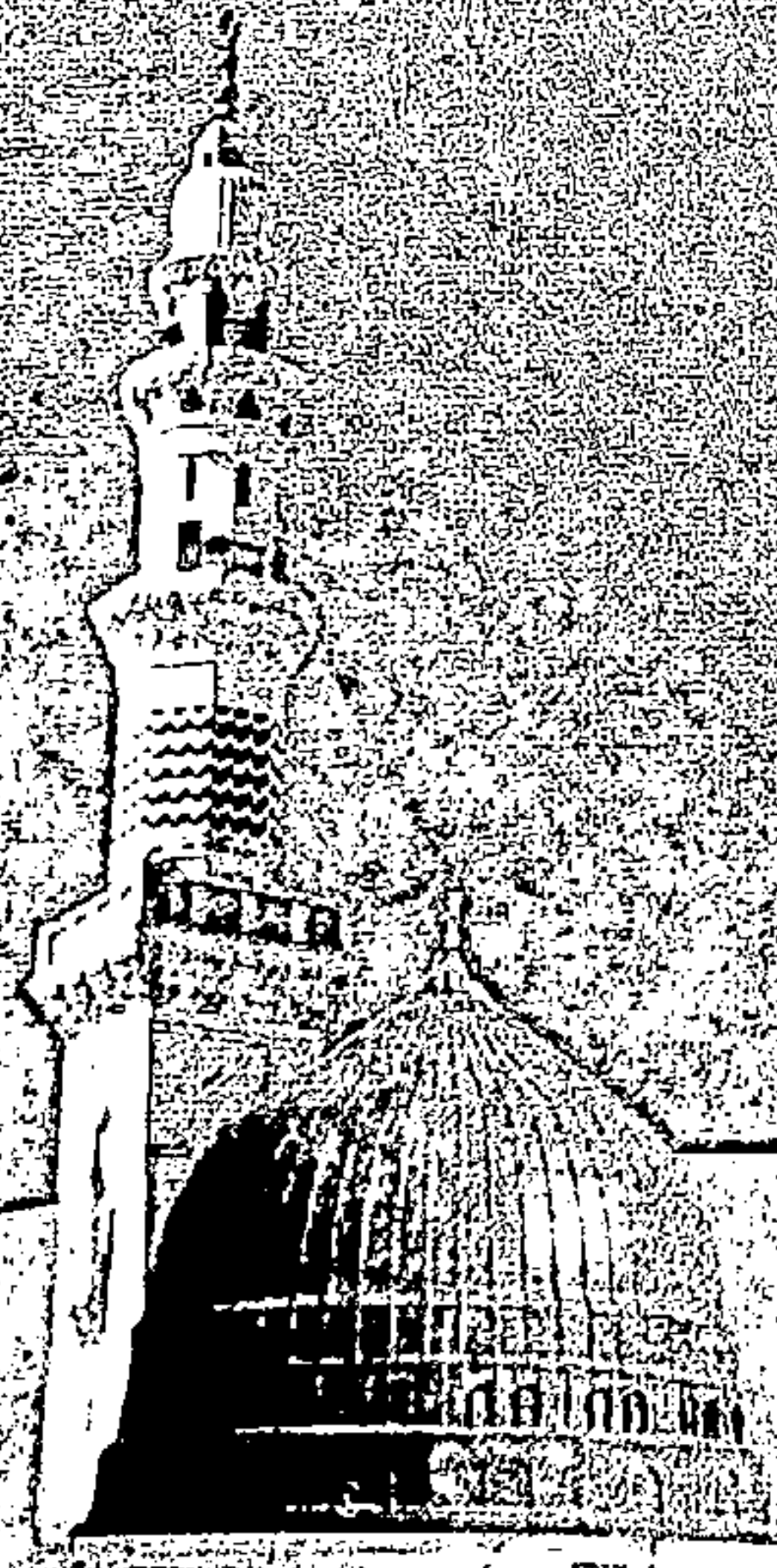
مکتبہ ایمان ویقین

موجودہ دور میں

جہاد کی ضرورت

قرآن و حدیث کی روشنی میں

آٹھ مقالات پر مشتمل دردناک حقائق

تالیف

مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی

استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ ایمان و یقین

نام کتاب موجودہ دور میں جہاد کی ضرورت
مؤلف مولانا فضل محمد صاحب یوسف زئی
تاریخ اشاعت مارچ ۲۰۱۴
ناشر مکتبہ ایمان ویقین

احادیث جہاد پر 85، 97

* ہماری خواتین پر ظلم 175، 178 تا 180، 183

نصرت شاہ ولی 26

* روس کی فتوحات کا ذکر 29

* 2 احمد نام کے لوگوں کا ذکر 30

* حرم میں کا فر قتل 58

* ابو جندل والے Group سے جہاد میں امیر اور عمل کی شرط کا دفاع 63

بد صلوۃ طوق 81

* جہاد کی انفرادی خصوصیت 52-54

* نبی پاک کے جہادی خط 110

* سلطان کا قط 106

* مسلمانوں کے چند مطالبات 165-166

فہرست

عرضِ حال

نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! بندہ عاجز نے جہادِ مقدس کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا۔ لیکن اب میں نے مناسب سمجھا اور بعض احباب نے توجہ بھی دلائی کہ میں ان طویل مباحث میں سے بطور اختصار چند اہم مضامین کو الگ کتابچہ میں شائع کردوں تا کہ عام مسلمان مرد و خواتین اور سرکاری و غیر سرکاری حضرات کے لیے اس کا پڑھنا اور ذہن نشین کرنا آسان ہو جائے۔

اس مقصد کے لیے میں ہر خاص و عام کے سامنے یہ کتابچہ پیش کرتا ہوں۔ میں نے اس مختصر کتاب کا نام "موجودہ دور میں جہاد کی ضرورت" رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین

فضل محمد یوسف زئی

استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

جمشید روڈ نمبر 5

۵ مارچ ۲۰۱۴ء
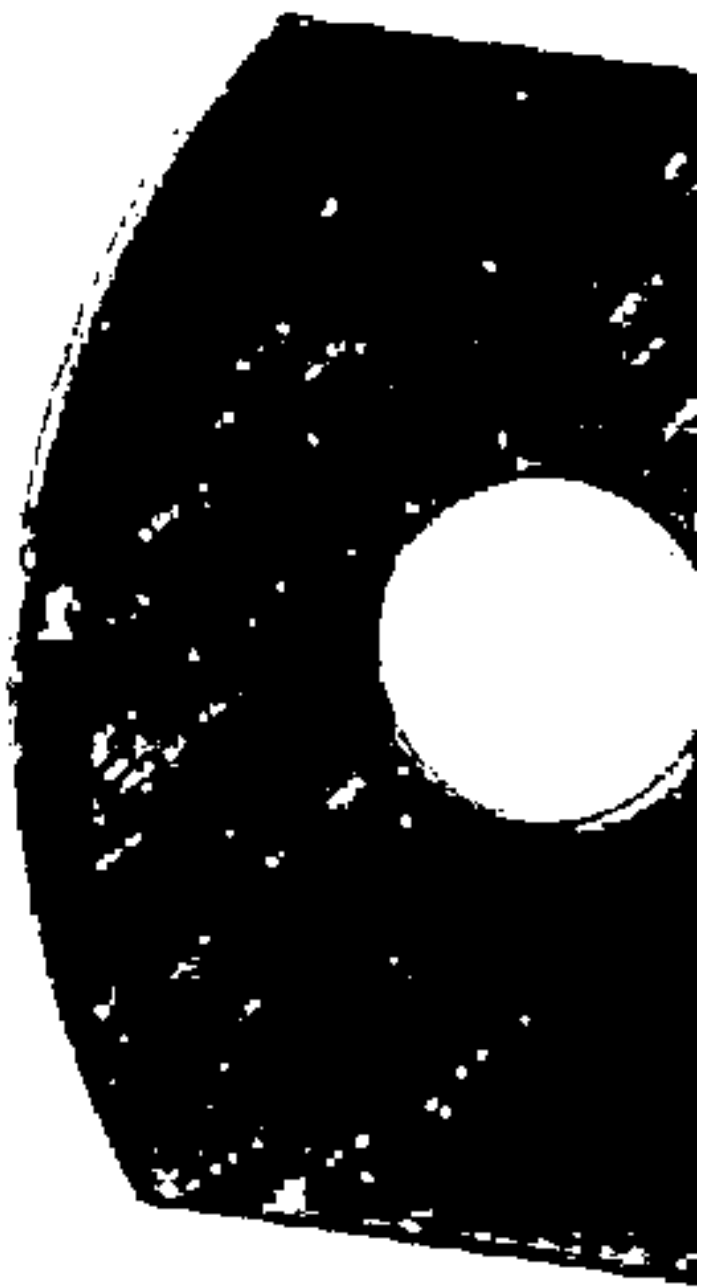
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجہاد فی الاسلام

و قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ نساء آیت ۹۵)

برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے، اللہ نے بڑھادیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان کے ساتھ بیٹھ رہنے والوں پر درجہ، اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا، اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں۔

و قال رسول اللہ ﷺ " اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ " (مشکوۃ:۱۰۰)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ہر قسم کے امیر کی ماتحتی میں جہاد فرض ہے، چاہے وہ امیر نیک ہو یا گناہ گار ہو اگرچہ کبائر کر رہا ہو"۔

میرے مجاہد ساتھیو!

دین اسلام کے احکامات میں سے ایک حکم جہاد بھی ہے جس طرح باقی فرائض نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہے اسی طرح جہاد بھی اسلام کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے بلکہ باقی فرائض کی بقاء اور اس کی تنفیذ اور حفاظت کے لئے جہاد بطور محافظ اور دفاعی لائن ہے۔

جہاد فی الاسلام ایک اصطلاحی لفظ ہے اور اس کا ایک شرعی مفہوم ہے اور دین اسلام میں احکامات کا مدار شرعی اصطلاحی مفہومات پر ہوتا ہے لغوی مفہوم پر شرعی احکام کا مدار نہیں ورنہ بہت سارے احکامات میں بڑی پیچیدگیاں آجائیں گی، مثلاً صلوۃ لغت میں دعاء کے معنی میں ہے اب اگر ایک شخص کہے کہ میں دعا کروں گا اور نماز نہیں پڑھوں گا یہ شخص گمراہ ہو جائے گا، کیونکہ نماز کا شرعی مفہوم اس طرح ہے کہ مخصوص اوقات میں مخصوص ارکان کو مخصوص طریقہ سے بجالانے کا نام نماز ہے۔ چنانچہ اسی غلط سوچ کی بنیاد پر ''ذکری'' فرقہ وجود میں آگیا ہے۔ اسی طرح ''صوم'' کا لفظ ہے جس کا لغوی مفہوم یہ ہے کہ کچھ دیر کے لئے کھانے پینے سے اپنے آپ کو روک لینا اب اگر ایک شخص یہ کہے کہ میں بھی کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو کھانے پینے سے روک لوں گا بس روزہ ہو جائے گا تو اس طرح کرنے سے وہ شخص گمراہ ہو جائے گا کیونکہ روزہ کا خود ایک شرعی مفہوم ہے یعنی صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے اجتناب کرنا، اسی طرح لفظ حج کو لیجئے، اس

کا لغوی مفہوم قصد و ارادہ ہے، اب اگر ایک شخص کسی ملک کا قصد کرتا ہے یا گھر کا یا کھانے پینے کا قصد کرتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے حج ادا کر دیا تو اس طرح وہ شخص گمراہ ہو جائے گا کیونکہ حج کا ایک شرعی مفہوم ہے جو ایک مخصوص زمانہ میں مخصوص افعال کے ساتھ مخصوص مقامات کا قصد کرنا ہے۔

بالکل اسی طرح جہاد کا ایک لغوی مفہوم ہے اور دوسرا اصطلاحی شرعی مفہوم ہے، قرآن وحدیث نے مسلمانوں سے جس جہاد کا مطالبہ کیا ہے اور سلف صالحین نے جہاد کا جو مفہوم سمجھا تھا اور اس میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا وہ اصطلاحی شرعی جہاد ہی تھا نہ کہ لغوی جہاد، بلکہ جس طرح آج عوام الناس نماز کا نام سن کر ایک خاص عبادت سمجھ لیتے ہیں، روزہ اور حج کے لفظ سے ایک خاص عبادت محسوس کر لیتے ہیں اسی طرح ازمنۂ ماضیہ میں لفظ جہاد کو سن کر سلف صالحین اس کے اصلی شرعی مفہوم کو سمجھ لیتے تھے اور اس سے ذہن میں اسلحہ اور میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ اور مسلح جنگ کا ایک نقشہ سامنے آتا تھا، چنانچہ سلف وخلف نے جہاد کا جو شرعی ولغوی مفہوم اپنی کتابوں میں لکھا ہے یا احادیث کی کتابوں میں جہاد کا مفہوم بتایا گیا ہے میں اس کے چند نظائر پیش کرتا ہوں۔

جہاد کی تعریف

سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ارشاد شدہ تعریف ملاحظہ کیجئے:

(۱) "قِيلَ وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: اَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ اِذَا لَقِيتَهُمْ. قِيلَ: فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَاُهْرِيقَ دَمُهُ". (کنز العمال ج۱ ص۰)

"پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! جہاد کیا چیز ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہاد یہ ہے کہ تم مقابلے کے وقت کفار سے لڑو۔ پوچھا گیا افضل ترین جہاد کون سا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ افضل ترین جہاد اس شخص کا جہاد ہے جس کا گھوڑا جہاد میں کٹ مرے اور پھر خود اس کا خون گرے۔

(۲) قَالَ: فَاَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ. قَالَ: وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: اَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ اِذَا لَقِيتَهُمْ وَلَا تَغُلَّ وَلَا تَجْبُنْ. (کنز العمال ص۰)

"ایک صحابی نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! سب سے افضل ہجرت کونسی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ہجرت جہاد کی ہجرت ہے۔ صحابی نے پوچھا کہ جہاد کیا چیز ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہاد یہ ہے کہ تم وقت مقابلہ کفار سے لڑو اور اس راستے میں نہ خیانت کرو اور نہ بزدلی دکھاؤ"

(۳) وَفِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ الَّذِي رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ قِتَالُ الْكُفَّارِ. (رواہ احمد بحوالہ ڈاکٹر عزام شہید ؒ)

''مسند احمد کی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ جہاد فی سبیل اللہ کیا چیز ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں سے لڑنے کا نام جہاد ہے''۔

(۴) اَلْجِهَادُ بِكَسْرِ الْجِيْمِ اَصْلُهٗ لُغَةً هُوَ الْمُشَقَّةُ وَ شَرْعًا بَذْلُ الْجُهْدِ فِيْ قِتَالِ الْكُفَّارِ۔ (فتح الباری:۶/۴)

ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں جہاد کی تعریف اس طرح کی ہے کہ جہاد کسرۂ جیم کے ساتھ لغت میں بمعنی مشقت ومحنت ہے اور اصطلاح شرع میں کفار سے لڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کرنے کا نام جہاد ہے۔

(۵) اَلْجِهَادُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِيْ مُدَافِعَةِ الْعَدُوِّ۔ (مفردات القرآن ص۹۹)

''یعنی دین کے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی پوری طاقت صرف کرنے کا نام جہاد ہے''۔

(۶) اَلْجِهَادُ هُوَ قَهْرُ الْاَعْدَاءِ اَيْ اَلْمُحَارَبَةُ مَعَ الْكُفَّارِ۔

(شرح شرعہ الاسلام ص ۵۱۷)

''یعنی دین کے دشمنوں کو مغلوب کرنے اور کفار سے لڑنے کا نام جہاد ہے''۔

(۷) الجہاد قتال با دشمناں۔ (قاموس مادہ ج،ہ،د)

یعنی دشمنان اسلام سے لڑنے کا نام جہاد ہے۔

میرے نوجوان ساتھیو!!

ذرا غور کر کے دیکھو کہ شرعی جہاد کی جن حضرات محدثین نے تعریف کی ہے یا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ہر جگہ قتال اور لڑنے کا لفظ اس کے مفہوم میں مذکور ہے، ایک طرف یہ صراحت و وضاحت اور دوسری طرف ہماری معذرت کہ چھانٹ کانٹ کر جہاد کو اس طرح گول مول کر کے پیش کرتے ہیں کہ اس مبارک اور مقدس لفظ کا رعب اور اس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے اور جہاد کا مصداق ایک کونے میں بیٹھ کر چار اطراف سے شکست کو تسلیم کرنا بنایا گیا ہے اور ہر حقیر سے حقیر محنت کو جہاد قرار دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ مچھر کے خلاف جہاد ملیریا کے خلاف جہاد، مہنگائی کے خلاف جہاد، بھوک کے خلاف جہاد، اور مکھیوں کے خلاف جہاد، ناخواندگی کے خلاف جہاد وغیرہ وغیرہ۔

جہاد کو اس طرح کمزور کرنے والوں کو کبھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کہہ دیں کہ امریکہ کے خلاف جہاد، برطانیہ، فرانس، چین کے خلاف جہاد اور ہندوستان کے خلاف جہاد ہر باطل اور ہر ظالم و جابر کے خلاف جہاد۔ اس کی توفیق ان کو اس لئے نہیں ہوئی کہ یہاں جان کا خطرہ ہے، خون دینے کا مرحلہ ہے قربانی کا جذبہ ہے اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو کچھ دینا تو جانتے نہیں بس صرف لینے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ قرآن کریم کا حکم ہے: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ پہلے تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تب اللہ تمہاری مدد کر کے تمہیں ثابت قدم بنا دے گا۔

جہاد کی قسمیں

قرآن کریم کی جس آیت کو میں نے شروع میں ذکر کیا ہے سورۃ نساء کی اسی آیت نے جہاد کو دو قسموں کی طرف تقسیم کیا ہے اور فقہاء کرام اور محدثین عظام نے اسی آیت کے پیش نظر جہاد کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

جہاد کی پہلی قسم فرض کفایہ

دوسرے لفظوں میں اس کو جہاد اقدامی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر اسلام کو عالم میں غلبہ اور شوکت حاصل ہے لیکن وقت کا خلیفہ صرف فریضہ جہاد کو زندہ رکھنے کے لئے کسی علاقہ میں کفار سے مقابلہ کے لئے کسی جماعت کو روانہ کرتا ہے تو یہ قسم اقدامی ہے اور یہ قسم فرض کفایہ ہے اور اس کی چند شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......سرپرست کی اجازت ہو۔ (۲)......امیر عام ہو۔ (۳)......بعض کے ہاں طاقت کا توازن ہو۔ (۴)......دعوت الی الاسلام ہو۔

یاد رہے جہاد سے پہلے جس دعوت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس پر جہاد موقوف ہوتا ہے اس دعوت کے تین جملے ہیں کافروں سے کہا جائے: (۱) اسلام قبول کرلو۔ (۲) ورنہ جزیہ ادا کرو۔ (۳) نہیں تو پھر قتال کے لئے میدان میں آجاؤ۔ یہ دعوت بھی ان لوگوں کے لئے ہے جن تک کسی طور پر اسلام کی آواز نہیں پہنچی ہو لیکن اگر ان لوگوں تک کسی طرح ایک بار اسلام کی دعوت پہنچی ہو یا نشریاتی ذرائع سے انہوں نے اسلام کا

نام سنا ہو تو ان لوگوں کو دوبارہ اسلام کی دعوت دینا ضروری نہیں ہاں میدان جنگ میں اگر مسلمانوں نے ان کو دوبارہ دعوت اسلام دے دی تو یہ مستحب ہوگا۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ اس وقت دنیا میں کوئی مشرک ایسا نہیں کہ جن تک اسلام کی آواز نہیں پہنچی ہو ہاں اگر دور دراز کسی قوم تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اور ان سے لڑنے کی نوبت آ گئی تو پہلے دعوت دی جائے۔ امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو ممالک مسلمانوں کے پڑوس میں ہوں اور وہ اپنے کفر پر قائم ہوں تو ان کو دعوت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ پڑوس میں رہنا کافی ہے ان کو خود معلوم ہے کہ مسلمان کون ہوتے ہیں کیا چاہتے ہیں اور کس بنیاد پر کفار سے لڑتے ہیں۔

ائمہ احناف نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ دعوت پہنچانے کے دو طریقے ہیں، اول یہ کہ کوئی آدمی یا وفد جا کر براہ راست کفار کو اسلام کی دعوت دیدے۔ دوم یہ کہ اسلام مشرق و مغرب میں اتنا مشہور ہو جائے کہ اس کی آواز خود پھیل کر سب تک پہنچ جائے، اول قسم دعوت حقیقی ہے اور قسم دوم دعوت حکمی ہے، جس قسم کی دعوت پہنچ گئی دعوت کا حق ادا ہو گیا یعنی ایک دفعہ دعوت پہنچنے سے دعوت کا وجوبی حق ادا ہو جاتا ہے، آج کل جو رشد و ہدایت اور اصلاح و نصیحت کی دعوت مسلمانوں کے ہاں چلتی ہے یہ جہاد والی دعوت نہیں ہے اور نہ جہاد اس پر موقوف ہے کیونکہ جہاد کا تعلق کفار سے ہے تو اس کی دعوت کا تعلق بھی کفار سے ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل رحمۃ الامۃ کتاب میں ہے۔

جہاد اقدامی کی بات آ گئی تو یہ بات یاد رکھیں کہ اسلام میں جس طرح جہاد دفاعی ہے اسی طرح جہاد اقدامی بھی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات کو اگر دیکھا جائے تو چند غزوات کے علاوہ سارے اقدامی ہیں، مثلاً احد و خندق کو چھوڑ کر باقی تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقدام کیا ہے جنگ خندق کے اختتام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم ان کفار پر چڑھائی کریں گے اور وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے چنانچہ خیبر، بنی مصطلق، ہوازن، مکہ، تبوک اور جزیرۂ عرب کے دیگر غزوات اقدامی ہی تھے بلکہ اگر دیکھا جائے تو خود جنگ بدر میں اقدام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ اسی طرح سرزمین شام پر صحابہ کرامؓ کی سینکڑوں جنگیں اور پھر مصر، فارس اور پھر خراسان و کابل بلکہ ملتان تک صحابہ و تابعین کی کاروائیاں سب اقدامی غزوات تھے۔ لہٰذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام میں اقدامی جہاد نہیں تھا اور نہ ہے تو یہ لوگ ملحد اور بے دین ہیں اور یہ لوگ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کی مقدس تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ کفار کو کسی نہ کسی طرح تھوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔

فتاویٰ تاتارخانیہ اور فقہاء حنفیہ کی دیگر کتابوں کو دیکھا جائے تو سب نے دفاعی جہاد کے ساتھ اقدامی جہاد کو فرض لکھا ہے قرآن تصریح کرتا ہے کہ **قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ** اس وقت تک ان کفار سے لڑو جب تک کہ فتنہ یعنی کفر و شرک باقی ہو، تو جب تک دنیا میں کہیں کفر باقی رہے گا جہاد جاری رہے گا یہاں تک

کہ سب کفار یا مسلمان ہوجائیں یا ذلیل ہوکر جزیہ ادا کریں تو کفر کا اس طرح تعاقب کرنا اقدام نہیں تو اور کیا ہے؟

اس وقت دنیا میں سرکاری طور پر کہیں بھی جہاد اقدامی نہیں ہے ہر جگہ دفاعی جنگ ہے اور وہ بھی غیر سرکاری ہے البتہ آج کل طالبان نے افغانستان کے اندر اقدام شروع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ اقدامی جہاد وسط ایشیاء تک پھیل جائے گا اور اسی کے ساتھ دین اسلام بھی پھیل جائے گا اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں پیش کی ہیں جو لوگ طالبان سے بغض رکھتے ہیں وہ بد بخت ہیں جہاد اقدامی کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ ''فَاِنْ لَمْ یَقُمْ بِهٖ اَحَدٌ اَثِمَ جَمِیْعُ النَّاسِ ''یعنی اگر جہاد اقدامی اور فرض کفایہ کو تمام مسلمانوں نے ترک کر دیا تو تمام مسلمان گناہ گار ہوجائیں گے۔

جہاد کی دوسری قسم!

جہاد دفاعی ہے اور اس قسم کو جہاد فرض عین کہا جاتا ہے۔ دفاعی کا مطلب یہ ہے کہ کفار نے کسی مسلم علاقہ پر قبضہ کرلیا یا چڑھائی کر کے مال لوٹا لوگوں کو مارا عورتوں کو قید کرلیا اور مسلمان دفاع کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے یہ جہاد دفاعی ہے یہ ابتداءً علاقے کے لوگوں پر فرض عین ہوجاتا ہے لیکن اگر ان میں مقابلہ کی طاقت نہیں تو رفتہ رفتہ مشرق سے مغرب تک تدریجاً تمام مسلمانوں پر فرض ہوجاتا ہے اس میں صرف نفیر عام کی ضرورت ہے۔ نفیر عام کے بعد تمام مسلمانوں کو نکلنا

پڑے گا اس قسم کے لئے کسی قسم کی شرط نہیں ، ہر شخص بغیر کسی کی اجازت کے میدان میں کود پڑے گا حتی کہ بیوی کو اپنے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس میں دعوت الی الاسلام بھی ساقط ہوجاتی ہے کیونکہ یہ عقلاً ونقلاً بے جا ہے کہ ایک شخص کسی مسلمان کے سینہ پر بیٹھا ہے اس کو ذبح کر رہا ہے اور وہ نیچے سے بول رہا ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ، اس قسم کے جہاد کے لئے وجود خلیفہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی بس صرف نفیر عام ہونا چاہئے یہ نفیر عام یا تو وقت کے حاکم کی طرف سے ہوگا اور یا مظلوم مسلمانوں کے ظلم کی خبر جہاں جہاں پہنچ جائے اور سننے والا لڑنے پر قادر ہو تو اس پر جہاد فرض ہو جائے گا۔

بحر الرائق میں لکھا ہے کہ اگر مشرق میں کسی نے ایک مسلمان عورت کو قید کرلیا تو مغرب تک تمام مسلمانوں پر اس کا چھڑانا فرض ہو جاتا ہے بعض لوگ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس طرح تو پورا نظام زندگی معطل رہ کر رہ جائے گا کیونکہ جب سارے لوگ میدانِ جہاد میں کود پڑیں گے تو پیچھے نظام کون سنبھالیگا اس کا جواب فتح القدیر نے یہ دیا ہے کہ فرض عین کا مطلب یہ نہیں کہ ایک ہی وقت میں سارے کے سارے لوگ نکل جائیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک جماعت جہاد کرنے چلی گئی جب وہ واپس آجائے گی تو دوسری جماعت چلی جائے گی اس طرح نظام بھی برقرار رہے گا اور جہاد میں بھی لوگ جاتے آتے رہیں گے۔ فتح القدیر نے اس کی مثال حج کے ساتھ دے دی ہے کہ حج بھی تو مالداروں پر فرض ہوتا ہے اور فرض عین

کی صورت میں ایک سال کچھ لوگ جاتے ہیں تو دوسرے سال دوسرے چلے جاتے ہیں بہرحال فرض کفایہ کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بس جانا ہی نہیں چھٹی ہوگئی اور فرض عین کا یہ مطلب نہیں کہ ایک دم سارے کے سارے نکلیں گے جہاد کا فرض کفایہ ہونا فرض عین ہونا یہ جہاد کے اپنے خصوصی احوال ہیں کہ کسی وقت فرض عین اور کسی وقت فرض کفایہ ہوجاتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاد فرض ہے چاہے کفایہ ہو یا عین ہو یہ ثانوی چیز ہے پہلے اس کو دیکھنا چاہئے کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور فرض کا انکار کفر ہے باقی یہ دو قسمیں اس لئے بنی کہ چونکہ سورت نساء کی آیت ۹۵ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد پر جانے اور نہ جانے والوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى یعنی ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اسی لفظ سے علماء نے فرض کفایہ کو اخذ کیا ہے کہ بعض اوقات جہاد پر نہ جانے والا بھی معاف رکھا جاتا ہے اور اسے بھی پسندیدہ کہا جاتا ہے اور وہ بھی مقبول بارگاہ الٰہی بن سکتا ہے جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ جہاد کی ایک قسم ایسی بھی ہے کہ اگر اس میں کچھ لوگ نہیں گئے تو ان سے مواخذہ نہیں ہوگا اور یہ رخصت کی نشانی ہے البتہ یہاں ایک اہم بات یہ ذہن نشین کرلی جائے کہ جو لوگ میدان کارزار کی طرف نکل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی لوگ مجاہدین کہلائے جاتے ہیں گھروں میں بیٹھے رہنے والے چاہے کتنے نیک کیوں نہ ہوں وہ مجاہدین کہلانے کے مستحق نہیں، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا یہاں گھروں میں

بیٹھنے والے بعض صحابہ کرام تھے جو اس وقت جہاد میں کسی وجہ سے نہیں جا سکے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کو قاعدین کے نام سے یاد کیا مجاہدین کے نام سے نہیں کیونکہ مجاہد وہی ہوتا ہے جو کفار سے لڑنے کی غرض سے میدان جہاد میں نکل جائے یہاں بیٹھنے والے صحابہ تہجد گزار شب بیدار اور متقی اور پرہیز گار تھے اور نفس کے ساتھ سخت مجاہدہ کرنے والے بھی تھے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو مجاہد نہیں کہا، معلوم ہوا ہر عابد مجاہد نہیں ہوا کرتا بلکہ مجاہد وہی ہوتا ہے جو جہاد میں شریک ہو کر میدان میں جائے ثواب حاصل ہونے نہ ہونے کی بات الگ ہے۔

انواعِ جہاد

ایک حدیث کے پیش نظر بعض علماء مثل امام راغب اصفہانی وغیرہ نے جہاد کی چند انواع کو بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث اس طرح ہے۔

و عن انس عن النبی ﷺ قال: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو، چنانچہ اس حدیث میں جہاد کی تین انواع کا ذکر آ گیا ہے۔

اول جہاد بالمال

جہاد بالمال یہ ہے کہ کسی شخص کا مال جہاد کے میدان میں لگ جائے اور اس

سے مجاہدین کا اسلحہ اور دیگر ضروریات کا انتظام اور اہتمام ہو جائے یعنی اس مال سے میدان جہاد کو فائدہ پہنچے یہ جہاد بالمال ہے اور اگر کسی شخص نے کسی فقیر کے ساتھ تعاون کیا ان کی مدد کی ان پر خرچ کیا، تو یہ ایک نیک کام تو ہو سکتا ہے لیکن یہ جہاد بالمال نہیں ہے اور نہ اس کو جہاد کہہ سکتے ہیں۔

دوم جہاد باللسان

اسی طرح جہاد باللسان وہ ہوتا ہے کہ زبان کے ذریعہ سے جہاد کی ترغیب ہو، جہاد کی تقریر و تحریر ہو فضائل جہاد کا تذکرہ ہو اور شوق جہاد کے واقعات و حکایات ہوں، جہاد کے متعلق جوشیلے اشعار ہوں، جاندار نظمیں ہوں، کفار کو للکار ہو، ان کو دھمکی ہو، نہ یہ کہ دو گھنٹہ تقریر تو کھانے پینے سونے جاگنے اور چلنے پھرنے کے فضائل پر کی اور پھر فرمانے لگے کہ میں نے جہاد باللسان کیا یہ ایک نیک کام تو ہے مگر جہاد باللسان نہیں ہے۔

سوم جہاد بالنفس

جہاد بالنفس جہاد بالجان ہے یہ وہ جہاد ہے کہ نفس کو جہاد کے میدان میں جھونک دیا جائے اور اس کو کفار سے لڑنے کے لئے ذریعہ اور آلہ اور واسطہ بنایا جائے بالنفس میں با آلہ پر داخل ہے مطلب یہ کہ نفس لڑنے کے لئے آلہ بن گیا، حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ تم خود اس نفس کے ساتھ لڑنا شروع کر دو اور

اس کے ساتھ ریاضت میں لگ جاؤ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اس طرح ہے کہ مشرکین کے ساتھ اس نفس کے ذریعہ سے لڑو اور جہاد کرو تو مقابلہ میں مشرکین ہیں نہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنے نفس کے ساتھ لڑو یا جہاد کرو اس کے لئے تو یہ لفظ ہونا چاہئے تھا کہ "جَاهِدُوْا اَنْفُسَكُمْ" تم اپنے جانوں کے ساتھ مقابلہ کر کے لڑو جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفس کے مقابلے میں مشرکین کو لا کھڑا کیا ہے کہ اس نفس کو واسطہ بنا کر کفار سے لڑو، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک حدیث ہے "رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ" کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے اور بڑا جہاد نفس کی اصلاح کا جہاد ہے اور چھوٹا جہاد کفار سے جہاد کرنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ موضاعات کبیر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ یہ ابراہیم بن عبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو "حَدِيْثٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ" فرمایا ہے کہ یہ حدیث باطل بے اصل ہے۔

فتاویٰ عزیزی میں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حدیث کی کتابوں میں یہ حدیث نہیں ملی اور یہ حدیث اس لئے بھی نہیں ہے کہ اس کی عبارت بھی صحیح نہیں ہے۔

البتہ ایک روایت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے ملتی جلتی تاریخ بغداد میں ذکر کی ہے لیکن ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رجال حدیث نے اس کو بھی ضعیف قرار دیا ہے اور اس میں ایک راوی کذاب بھی ہے۔ بہر حال جہاد اسلام کا ایک عظیم رکن ہے اور

فرض ہے ہر مسلمان کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہاد تم پر لازم ہے چاہے امیر نیک ہو یا برا ہو، ایک اور حدیث میں ہے کہ جہاد جنت کا مختصر ترین راستہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جہاد کے لئے نکلا تو اس نے ہر قسم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی۔

ایک حدیث میں ہے کہ صبح اور شام میں تھوڑے وقت کے لئے جہاد میں نکلنا دنیا اور دنیا کے اندر تمام اشیاء سے بہتر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اسلام کی چوٹی کا بلند حصہ جہاد ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مرا اور اس نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کا جذبہ رکھا تو وہ نفاق کے شعبہ پر مرا۔ ایک اور حدیث میں ایک شخص کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (تیرے اعمال میں) نہ جہاد ہوا اور نہ زکوٰۃ ہو تو تم کس چیز کو لے کر جنت میں جاؤ گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کئے جائیں گے سوائے حقوق العباد کے۔ اللہ تعالیٰ جہاد کی توفیق دے۔ آمین۔

یَا اُمَّتِیْ وَجَبَ الْجِهَادُ فَشَمِّرِیْ
فَالْمَوْتُ فِیْ سَاحِ الْبُطُوْلَةِ اَرْوَعُ

اے میری قوم جہاد فرض ہو چکا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ
کیونکہ بہادری کے میدان میں موت عالیشان ہے۔

وَ إِذَا أَرَادَتْ أُمَّةٌ نَيْلَ الْعُلٰى
ضَحَّتْ وَ لَوْ أَكْبَادُهَا تَتَقَطَّعُ

جب کوئی قوم بزرگی حاصل کرنا چاہتی ہے تو قربانی دیتی ہے اگر
چہ اس قربانی میں جگر ٹکڑے ہو جائیں۔

قرآن وحدیث

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ (سورۃ التوبہ: ۱۱۰)

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (سورۃ الصّف آیت ۳)

عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰى يُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ۔ (ابوداؤد ۳۳۶)

لَوَدِدْتُّ أَنْ أُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلُ۔ (بخاری ج۲ ص ۳۹۲)

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا۔ (بخاری ج۱ ص ۳۹۹)

انگریز کی جہاد دشمنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ: وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا (بقرہ ۲۱۷)

"اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمہارے دین دے پھیر دیں اگر قابو پالیں"۔

و قال اللہ تعالیٰ: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ (بقرہ ۲۱۶)

"فرض ہوئی تم پر لڑائی اور بری لگتی ہے تم کو اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید کہ تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو"۔

و قال اللہ تعالیٰ : وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ (البقرہ ۲۵۱)

"اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع کرا دینا ایک دوسرے سے تو خراب ہو جاتا ملک، لیکن

اللہ جہاں کے لوگوں پر بہت مہربان ہے"۔

وقال رسول اللہ ﷺ: وَذَرْوَةُ سِنَامِهِ الْجِهَادُ۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین اسلام کے کوہان کی بلند چوٹی جہاد ہے"۔

اسلام کے مجاہد نوجوانو!!

اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے کہ جب دین اسلام کا کوئی حکم لوگوں کے ذہنوں سے نکلنے لگ جاتا ہے اور عوام وخواص کے ہاں ان کے اہتمام میں کوتاہی شروع ہوجاتی ہے اور وہ حکم دین اسلام میں اہم مقام رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ حادثاتی طور پر یا یوں سمجھیں کہ ہنگامی طور پر اس حکم کو زندہ فرما دیتا ہے۔ اور دنیا پر اس حکم کو اس طرح آشکارہ فرما دیتا ہے کہ ہر طبقہ کا ہر فرد اس کو پہچان لیتا ہے کیونکہ یہ اصول ہر عقلمند کے ہاں مسلم ہے کہ ٹکراؤ کے ساتھ نظریات زندہ رہتے ہیں اور عقائد کی تحقیق وتدقیق اور اس کی بحث وتمحیص ان عقائد کی حفاظت اور زندہ رکھنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو اجاگر کرنا ہوتا ہے وہاں مقابلہ میں مشرک لوگوں کی بے جان مورتیوں اور ان کی پوجا پاٹ کا ذکر آتا ہے جہاں توحید باری تعالیٰ کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے وہاں شرک وکفر اور بت پرستی کے تذکرے ضرور آتے ہیں، چنانچہ شاعر ساحر متنبی نے اپنے شعر میں اس فلسفہ کو بیان کیا ہے۔

وَنُذِيمُهُمْ وَبِهِمْ عَرَفْنَا فَضْلَهُ

وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ

ہم ان حاسدوں کی مذمت بھی کرتے ہیں لیکن ممدوح کی قدر ہم
نے انہیں حاسدین کی وجہ سے پہچان لی ہے۔ کیونکہ اشیاء اپنی
ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل اسی طرح تقابل کے دوران عام ہو کر سامنے آئے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جب مخالفت شروع ہوگئی تو آپ کے فضائل جہاں جہاں کسی کے دل و دماغ میں محفوظ تھے وہ منظر عام پر آ گئے بلکہ خود صحابہ کرام کے متعلق جب بعض مریض ذہنوں میں قصور و فتور پیدا ہو گیا اور انہوں نے صحابہ کرام پر مطاعن اور دشنام طرازی کا بازار گرم کیا تو امت کے علماء کرام اور محدثین نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ ارشادات جمع کیے جن کا تعلق صحابہ کرام کے مناقب سے تھا اور اس طرح امت کے سامنے مناقب صحابہ کے متعلق احادیث مقدسہ کے انبار لگ گئے۔ اسی طرح ختم نبوت کے عقیدہ کو لیجئے جب اس میں بعض بد باطنوں نے سلف صالحین کے زمانے میں رخنہ اندزی شروع کی تو محدثین کرام اور مفسرین عظام نے عقیدۂ ختم نبوت کے ہر ہر پہلو کو اس طرح واضح کیا کہ اس میں کوئی تشنگی باقی نہیں رہی، اس طرح قرآنی آیات کی تشریحات و احادیث مقدسہ کے فرمودات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ امت کے سامنے آ گیا اور عقیدۂ ختم نبوت ہر لحاظ سے مصون و محفوظ و مبرھن ہو گیا بالکل اسی طرح پچھلی صدیوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم پردۂ نسیان میں چلا گیا اور عوام و خواص کے

ذہنوں سے یہ حکم اوجھل ہونے لگا حتی کہ خواص تک اس کے احکام وفضائل اور اس کے اقسام ومسائل اور اس کی تعریفات وتعارف اور اس کی ضرورت واہمیت میں کمزوری دیکھنے میں آنے لگی۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

برصغیر میں انگریز کی آمد

انگریزوں کی پہلی آمد ہندوستان میں سنہ ۱۶۰۱ء میں ہوئی تھی۔ یہ آمد محض تجارتی مشن کے تحت شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں ہوئی تھی اس کے بعد انگریزوں کو سنہ ۱۶۰۸ء میں شہر سورت (ہند) میں تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت ملی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے سے انگریز نے اجتماعی طاقت پیدا کرلی۔ سنہ ۱۶۶۳ء میں انگریز ملعون اس قابل ہوگئے کہ وہ ہر قسم کے دست درازیوں اور اشتعال انگیزیوں پر اتر آئے اور حکومت وقت سے جنگ کرنے لئے پر تولنے لگے لیکن چونکہ جہانگیر کی حکومت مستحکم تھی اس لئے انگریز در پردہ سازش تو کرتے رہے کہ کبھی مرہٹوں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہے اور کبھی کوئی اور سازش سوچتے رہے مگر کھل کر سامنے نہیں آئے جہانگیر کی وفات سے ایک خلاء پیدا ہوگیا لیکن اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت نے اس خلاء کو پر کرلیا اور انگریز کھل کر ہندوستان پر قابض نہ ہوسکے مگر سنہ ۱۷۰۷ء میں جب اورنگ زیب عالمگیر نے وفات پائی تو آپ کی وفات سے مغلوں کی حکومت برصغیر پر کمزور پڑگئی کیونکہ نئے آنے والے بادشاہ عیاش پرست بھی ہوئے اور انگریزوں کی سازشوں کی وجہ سے آپس میں دست وگریبان بھی ہوئے،

ادھر نادر شاہ ایرانی نے دہلی پر ۱۷۳۸ء میں حملہ کیا جس سے دہلی کی حکومت مزید کمزور ہوگئی، اس وقت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ تحریکیں انگریزوں کے خلاف شروع ہوگئیں، چنانچہ سلطان ٹیپو نے انگریزوں سے جنگیں لڑیں اور امیر علی خان انگریز کے مقابلے کے لئے میدان میں کود پڑے لیکن ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا گیا اور اس کے بعد ۱۸۱۸ء میں امیر علی نے انگریزوں سے صلح کر لی اس طرح اب انگریزوں کو برصغیر پر مکمل بالا دستی حاصل ہوگئی۔ گویا ۱۶۰۱ء میں انگریزوں نے ہندوستان پر قدم رکھا اور دو سو چھپن سال ۱۸۵۷ء تک وہ اس ملک پر اپنے مخصوص قدم جمائے رکھے تھے جس وقت انگریز نے شاہان مغلیہ کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو ختم کیا تو انگریز نے راتوں رات ہندوستان کے عدالتی اسلامی نظام کو معطل کیا جبکہ فقہ حنفیہ کی کتاب فتاویٰ عالمگیری ان عدالتوں میں سرکاری حیثیت رکھتی تھی، فارسی زبان چونکہ اسلامی حکومتوں کی سرکاری زبان تھی اس لئے انگریزوں نے اس پر پابندی لگادی اور حکومت کے تمام اداروں میں اب انگریزوں کے قوانین رائج ہو گئے، اسی نقشہ کو شاہ نعمت اللہ ولی صاحب متوفی ۵۶۸ھ نے اپنی عجیب پیشگوئیوں میں پیش کیا ہے۔

شاہ نعمت اللہ ولی صاحب کی یہ پیش گوئیاں سات سو سال پرانی ہیں اور پڑھنے والا جب اس کو پڑھتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ واقعات دیکھ کر لکھ دیئے ہیں۔ یہ پیش گوئیاں فارسی اشعار میں ہیں اور کتاب کا نام عظیم پیش گوئیاں ہے اس کتاب میں جنگ عظیم اول اور دوم کا تذکرہ ہے مقتولین کی تعداد کا

ذکر ہے، ہندوستان کے بعد ترکوں کی خلافت کے خاتمہ کا ذکر ہے پھر روس کے غالب آنے کا ذکر ہے، پھر افغانوں کے جہاد کا ذکر ہے، پھر ہندوستان پر مسلمانوں کے ایک بار پھر غلبے کا ذکر بھی ہے۔عجیب کتاب ہے۔

چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

پس ایں زمانہ آید چوں آخری زمانہ
شہباز صدر بینی از دست رائگانہ

اس زمانہ کے بعد جو زمانہ آئے گا تم دیکھو گے کہ مسلمانوں کا عروج جاتا رہے گا۔

رفتہ حکومت از شاں ، آیند بقہر مہماں
اغیار سکہ رانند از ضرب حاکمانہ

جولوگ مہمان بن کر آئیں گے وہی سخت دشمن بن جائیں گے اور حکومت پر قبضہ کرلیں گے دشمن اپنا سکہ چلائیں گے۔

نوٹ: انگریز تاجر بن کر انڈیا آیا پھر تجارت کی حفاظت کے لئے اسلحہ حاصل کیا اور پھر حکومت پر ۱۹۴۷ء تک قابض رہے اس کے خلاف ۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی شروع ہوگئی۔

قوم نصاریٰ ہر سو اغوا غلو نمایند
پس ملک او بگیرد از مکر از بہانہ

انگریز قوم ہر طرف لوٹ مار اور زیادتی کرے گی اور مکر و فریب
سے مسلمانوں کی حکومت چھین لے گی۔

آں را جگانِ جنگی مخمور و مست و بنگی
در ملک شاں فرنگی آیند غاصبانہ

بہادر مسلمان حکمران شراب اور بھنگ میں مست ہوں گے اور ان کے
ملک میں انگریز غاصبانہ طریقے سے تسلط حاصل کرلیں گے۔

قتلِ عظیم سازد از دست او بمیرند
بر قوم ترکمانہ آیند چوں ظالمانہ

بڑی قتل و خونریزی کریں گے لوگ ان کے ہاتھوں مریں گے
اس کے بعد ترکوں پر ان کا غلبہ ہوگا۔

آں موموناں بزاری از جنگ آری آیند
چوں سگ پئے شکاری گیرند بے ایمانہ

مسلمان جنگ سے عاجز آجائیں گے اور انگریز شکاری کتوں کی
طرح ان مسلمانوں کے پیچھے پڑے ہوں گے۔

جنگ عظیم باشد قتل عظیم سازد
یک صد و سی و یک اک باشد شمار خانہ

ایک عظیم جنگ ہوگی جس میں عظیم قتل عام ہوگا جس میں ایک

کروڑ اکتیس لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

نوٹ: پہلی جنگ عظیم جو مورخہ (۴) اگست ۱۹۱۴ء سے شروع ہو کر ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو گیارہ بج کر گیارہ منٹ پر ختم ہوئی، برطانیہ نے اس جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا تھا جس نے سوا سال کے بعد اپنی رپوٹ تیار کی اس میں جانی نقصان کی تعداد ایک کروڑ تیس لاکھ سے زائد اور اکتیس لاکھ کے قریب بتائی ہے۔

بر کوہ قاف بندر روسی شوند حاکم
از خوارزم و خیوہ گیرند تا کرانہ

کوہ قاف کی بندرگاہ پر بھی روسی حاکم ہو جائیں گے اور خوارزم سے خیوہ اور چترال تک تمام اطراف پر قبضہ کر لیں گے۔

اسلام و اہل اسلام گردد غریب د میداں
.در ملک روم و ایران در ہند سندھیانہ

روم و ایران اور ہندوستان و سندھ غرض ہر جگہ اسلام اور مسلمان غریب اور پریشاں ہوں گے۔

دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از دلِ خود تفسیر فی القرآنہ

احمد نام کے دو آدمی لوگوں کو بہت گمراہ کریں گے وہ من گھڑت

طریقے سے قرآن کی تفسیر بیان کریں گے۔

نوٹ: احمد نام کے دو مشہور آدمی ہندوستان میں گذرے ہیں اور جنہوں نے تفسیر بھی لکھی ہے ایک تو سر سید احمد خان صاحب ہیں اور دوسرے احمد رضا خان صاحب ہیں، ہوسکتا ہے کہ یہی دو حضرات مراد ہوں جن کے نظریات قرآن و حدیث سے بہت ہٹ کر ہیں، ادھر ایک اور شخص بھی ہے جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے اس نے بھی تفسیر لکھی ہے اور پھر نبوت کا دعویٰ کیا یہ شخص تو بالکل کافر تھا، بہر حال اس پیش گوئی میں یہی لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

پس سال بست و یکم آغاز جنگ دوئم
مہلک ترین ز اول باشد بجارحانہ

جنگ اول کے ۲۱ سال بعد دوسری جنگ عظیم ہوگی جو اپنی جارحانہ نوعیت میں جنگ اول سے زیادہ مہلک ثابت ہوگی۔

نوٹ: یہ دوسری جنگ عظیم تھی جو ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہو کر ۹ مئی ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

نصرانیاں کہ باشد ہندوستاں سپارند
تخم بدی بکارند از فسق و جاودانہ

انگریز ہندوستان سے چلے جائیں گے لیکن اپنی بدکاری اور برائیوں کے بیج ہمیشہ کے لئے بو جائیں گے۔

نوٹ: انگریز ۱۹۴۷ء میں ہندوستان سے چلے گئے لیکن آپس میں ایک دوسرے کو دشمن بنا کر گئے اور فسادات کے اسباب چھوڑ کر گئے۔

تقسیم ہند گردد در دو حصص ہویدا
آشوب و رنج پیدا از مکر از بہانہ

ہندوستان کی تقسیم دو حصوں میں ہوگی، مکر و فریب سے باہمی رنج پیدا ہوں گے۔

نوٹ: ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی تقسیم ہوئی، ایک حصہ کا نام ہندوستان اور بھارت ہے اور دوسرے کا نام پاکستان ہے بڑے فسادات ہوئے دس لاکھ انسان مارے گئے۔

بے تاج پادشا ہاں شاہی کنند ناداں
اجراء کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ

بے تاج حکمران حکومت کریں گے اور بے ہودہ و بے کار احکامات جاری کریں گے یعنی جمہوری نظام رائج ہوگا۔

احکام دین اسلام چوں شمع گشت خاموش
عالم جہول گردد جاہل شود علامہ

دین اسلام کے احکام چراغ کی طرح بجھنے لگیں گے لوگ عالموں کو جاہل اور جاہلوں کو عالم تصور کریں گے۔

در مکتب و مدارس علم نجوم خوانند

از علم فقہ و تفسیر غافل شود بے گانہ

اسکولوں اور کالجوں میں علم نجوم جیسی فضولیات پڑھائی جائیں گی اور فقہ و تفسیر یعنی علوم دینیہ سے لوگ غافل ہو جائیں گے۔

شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل

صد کربلا چوں کربل ہر جا بہ خانہ خانہ

ایک بڑا شہر سب سے بڑی مقتل گاہ بنے گا اور ہر گھر میں کربلا جیسی سیکڑوں کربلائیں مچ جائیں گی۔

نوٹ: یہ مشرقی پاکستان کے المیہ کی طرف اشارہ ہے جہاں ڈھاکہ شہر میں عظیم خون ریزی ہوئی اور ملک کٹ گیا۔

از غازیانِ سرحد لرزد زمین چوں مرقد

بہرِ حصول مقصد آیند والہانہ

اس کے بعد سرحد کے بہادر غازیوں سے زمین لرز اٹھے گی وہ لوگ اپنی کامیابی کے لئے دیوانہ وار جہاد میں کود پڑیں گے۔

غلبہ کنند ہم چوں مور و ملخ شبا شب

حتی کہ قوم افغاں باشند فاتحانہ

راتوں رات چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح حملہ کر دیں گے یہاں

تک کہ افغان قوم فتح حاصل کرے گی یعنی پیدل وشہسوار میدان جنگ میں مقابلہ کے لئے کود پڑیں گے۔

اعراب تیر انداز از کوہ و دست ہاموں
سیلاب آتشیں را از ہر طرف روانہ

جنگل پہاڑ اور دشت و بیاباں اور دریا وصحرا سے جنگجو عرب آتشیں اسلحے لئے سیلاب کی طرح امنڈ آئیں گے۔

نوٹ: روس نے جب افغانستان میں جارحیت کی تو عرب وعجم نے مل کر ان کو دندان شکن جواب دیا۔ (اور مستقبل میں بھی ممکن ہے ان شاء اللہ)

یک جا شوند افغاں ہم دکنیاں و ایراں
فتح کنند ایشاں کل ہند غازیانہ

افغانی ایرانی اور بلوچستانی ایک ہو جائیں گے اور یہ لوگ پورے ہندوستان کو غازیانہ شان سے فتح کریں گے۔

پنجاب شہر دلی کشمیر ملک دکن
با زور شہر جموں گیرند غائبانہ

پنجاب، دہلی، کشمیر، دکن اور جموں کے شہر کو اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے فتح کر لیں گے۔

چوں ہندیاں بمغرب قسمت خراب گردد

تجدید یاب گردد جنگ سہ نو بتانہ

ہندوستان کی طرح یورپ کی بھی قسمت خراب ہو جائے گی اور

تیسری جنگ عظیم چھڑ جائے گی۔

بہادر شاہ ظفر کے بیٹے ابوبکر شاہ نے جب مندرجہ بالا اشعار سنے تو جواب میں فرمانے لگے:

سنا قاصد نے ''یورپ'' سے پیام جنگ لایا ہے

بحمد اللہ کہ اب خون شہیداں رنگ لایا ہے

آمدم برسر مطلب

بہرحال انگریز جب ہندوستان پر واحد فاتح کی حیثیت سے قابض ہوا تو اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی دفاعی لائن اور دفاعی نظام کہاں اور کس چیز میں پوشیدہ ہے، اس چالاک دشمن نے جان لیا کہ مسلمانوں کے پاس ان کی حفاظت اور ان کے دین و دنیا کی حفاظت کے دفاع کا راز جہاد میں پوشیدہ ہے چنانچہ اس عیار، مکار دغا شطار نے مسلمانوں کی اس دفاعی لائن کو توڑنا چاہا تو اس کام کے لئے اس نے غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کھڑی کرادی اور غلام احمد قادیانی کو جہاد مقدس کو کمزور کرنے کے لئے خوب استعمال کیا، مرزا قادیانی نے جہاد کے خلاف جو کچھ کہا اور جو کچھ لکھا وہ اس کی زبانی ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں، خبیث کہتا ہے:

(۱) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

(۲) بعض احمق

"بعض احمق اور نادان یہ سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ ان کا یہ سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟" (شہادت القرآن ص ۸۶)

(۳) میرے مرید

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۱۷)

(۴) سخت نادان بدقسمت اور ظالم

"اور جو لوگ مسلمانوں میں ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت دلوں میں مخفی رکھتے ہیں، میں ان کو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں"۔ (تریاق القلوب:۲۶)

(۵) خدا اور رسول کا نافرمان

"آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا، اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے"۔ (منارۃ المسیح صفحہ ب، ت، ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۶) ہرگز جہاد درست نہیں

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے"۔ (تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۶۵)

(۷) پچاس الماریاں

میں نے ممانعت جہاد اور انگریز اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں

لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

(۸) ساٹھ برس کی عمر تک اہم کام

دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۱۰)

انگریز نے مسلم لباس میں ایک اور منافق کو بھی منتخب کیا اور اس کو سر کا خطاب دے کر سر سید احمد خان بنایا۔ اس نے ہر طرح جہاد کے خلاف زہر اگلا۔ مندرجہ ذیل ایک خط سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، اس خط میں جو زبان استعمال کی ہے اس طرح کسی انگریز نے بھی استعمال نہ کی ہوگی یہ زبان شاہ عبدالعزیزؒ کے فتوے کو عملی جامہ پہنانے والے علماء کرام امداد اللہ مہاجر مکیؒ رشید احمد گنگوہیؒ محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ وغیرہم کے خلاف استعمال کی ہے۔ ملاحظہ ہو ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی اور مجاہدین کے خلاف سر سید احمد خان کی تحریر۔

مجاہدین کے خلاف سرسید احمد خان کا خط

جو ہر ضلع میں پاجی اور جاہلوں کی طرف سے جہاد کا نام ہوا (یعنی جہاد مشہور ہوگیا) اگر ہم اس کو جہاد ہی فرض کریں تو بھی اس کی سازش و اصطلاح قبل دسویں مئی ۱۸۵۷ء مطلق نہ تھی۔ غور کرنا چاہیے کہ اس زمانے میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ ایسے خراب اور بدرویہ اور بداطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خوری اور تماش بینی اور ناچ ورنگ دیکھنے کے کچھ وظیفہ ان کا نہ تھا بھلا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدائے جہاد گنے جاسکتے تھے۔

اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا اس میں خیانت کرنا (لوٹ مار کرنا) ملازمین کا نمک حرامی کرنا (یعنی ترک موالات کرنا) مذہب کی رو سے درست نہ تھا۔ صریح ظاہر ہے کہ بے گناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا قتل مذہب کے بموجب گناہ عظیم تھا پھر کیونکر یہ ہنگامہ غدر جہاد ہوسکتا تھا ہاں البتہ چند بدذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورے کرنے اور جاہلوں کے بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمیعت جمع کرنے کو جہاد کا نام دے دیا۔ پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرام زادگیوں میں سے ایک حرام زادگی تھی نہ واقع میں جہاد۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۴ ص ۱۰۸)

ان دو اشخاص کے علاوہ انگریز نے کچھ اور حضرات کو بھی اس کام پر لگا دیا کہ

وہ اہل جہاد اور مجاہدین کو بدنام کریں۔ ان پر طرح طرح کے مطاعن اور فتوے چسپاں کریں، چنانچہ اہل بدعت حضرات سے اس کام کے لئے ایک جماعت تیار کی گئی اور انہوں نے اہل حق اور جہاد کا جذبہ رکھنے والے حضرات کو بدنام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ انگریز نے ان کو ایک لفظ وہابی کا الاٹ کر کے دیا اور انہوں نے اس لفظ کو بے دریغ استعمال کیا اور جو حضرات جہاد سے زیادہ وابستہ تھے ان کو زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ چنانچہ شاہ اسماعیل شہیدؒ اور ان کے قافلے کو سب سے زیادہ ہدف تنقید بنایا اور مزے کی بات یہ ہے کہ روس کے زمانہ میں بھی اور آج بھی کابل کی کٹھ پتلی حکومت مجاہدین کے خلاف زور و شور سے اسی نسخہ کو استعمال کر رہی ہے کہ خبردار! وہابی لوگ ہمارے ملک پر قبضہ کے لئے آ گئے ہیں۔

ان تمام حربوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہنوں سے لفظ جہاد اور اس کا مفہوم کافی حد تک غائب ہو گیا۔ پڑھانے والوں نے پڑھایا، پڑھنے والوں نے پڑھا مگر بے شعوری سے جہاد کے ساتھ وابستگی تقریباً ختم ہو گئی اور اس پر مٹی کے انبار لگ گئے: کتاب الحیض اور کتاب النفاس کی حیثیت کتاب الجہاد اور کتاب المغازی سے زیادہ حساس اور نمایاں ہو گئی تھی۔ پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ جہاد چھوٹنے سے مسلمان مجموعی طور پر غلام بن گئے۔ ان کا قانون ناقابل استعمال قرار دیا گیا اور ہر جگہ مسلم امت پر مصائب ٹوٹنے شروع ہو گئے، حالانکہ کل دنیا میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہیں، یعنی ایک ارب کے قریب اور دوسرے نمبر پر

عیسائیت پوری دنیا میں ۵۲ کروڑ ہیں۔ مسلمانوں کی ۴۵ حکومتیں ہیں اور جہاد افغانستان کی برکت سے چھ مزید ریاستیں روس سے آزاد ہوئیں۔ دنیا کی ۲۴ فیصد زمین پر صرف مسلمان قابض ہیں اور یہ تناسب بڑھنے والا ہے اور یہ حکومتیں جنگی نقشہ کے اعتبار سے ایسے مرکزی مقام پر واقع ہیں کہ ایک دن میں پوری دنیا کو بری بحری اور فضائی راستوں سے جام کرسکتی ہیں، دنیا کے ۷۵ فیصد تیل پر صرف مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہ ساری قوت اس لئے بے کار ہوگئی کہ مسلمانوں نے اپنے دین سے وابستگی اور پھر جہاد کو چھوڑ دیا۔ آج بھی اگر اس پوری قوت کا رخ کفار کی طرف ہوجائے تو مسلمان امن وعزت کی زندگی سے مالا مال ہوجائیں گے اور آپس کے جھگڑے یکسر ختم ہوجائیں گے۔ اس یاس وناامیدی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی سرزمین سے ایک ہنگامہ کھڑا کیا۔ کمیونسٹ انقلاب آیا اور اس کی مدد کے لئے اور مزید آگے بڑھنے کے لئے اور دنیا پر قبضہ جمانے کے لئے بدقسمت روس اپنی آب وتاب کے ساتھ لاؤ لشکر لے کر افغانستان میں داخل ہوا، افغانستان میں اس نے لرزہ خیز مظالم ڈھائے۔ شعائر اللہ اور آثار اسلام کو چن چن کر ختم کیا، مساجد کی بے حرمتی کی، قرآن کریم کی توہین وتحقیر کرکے اسے گولیوں کا نشانہ بنایا۔ مدارس و علماء کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر اتر آیا۔

الغرض اس نے توہین وتحقیر کی انتہاء کردی، ادھر سے مسلمانوں کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور جہاد کا فریضہ زندہ ہونے لگا۔ ہزاروں پردوں کے پیچھے سے

اور انباروں مٹی کے نیچے سے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے شمشیر اسلام اور ذروۃ سنام الاسلام نمودار ہوا اور معاً نصرت خداوندی دوڑ دوڑ کر پہنچی، ہولناک معرکے ہوئے۔ کفر کے ٹینکوں سے ایمان کی کلہاڑیوں نے ٹکرانا شروع کردیا، ایمان سے بھرے ہوئے سینوں نے توپ کے گولوں کا فراخدلی سے استقبال کیا۔ عقابی روحوں نے فضاؤں میں بموں کو خوش آمدید کہا۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں
بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانے میں کوئی حیدر کرار بھی ہے؟

زمین لرز گئی مگر خوش بھی ہوئی کہ صدیوں کے بعد صحراؤں میں اللہ اکبر کے نعرے گونج اٹھے۔ شہر اور گاؤں اجڑ تو گئے مگر تعمیر نو کے لئے۔

معمار حرم باز بتعمیر جہاں خیز
از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں، خیز

لاکھوں شہید ہوگئے لیکن ایک نئی حیات کے لئے
ہزاروں گردنیں کٹ تو گئیں مگر جھکی نہیں

جب کچھ نہ بن پڑا تو ڈبو دیں گے سفینہ
ساحل کی قسم منت طوفان نہ کریں گے

بدمست و بدمعاش کفار کے شر سے مخلوقِ خدا اور زمین نے آرام کا سانس لیا تب جا کر جہاد کا حکم ظاہر ہو گیا اور اس کی رونق بحال ہو گئی چھوٹا بڑا ہر آدمی بغیر لغوی تحقیق کے جہاد کو پہچاننے لگا کہ ہاں جہاد وہی ہوتا ہے کہ جس کے ذریعے سے دنیا کی وحشی اور درندہ صفت قوموں کو بھی قابو کیا جا سکتا ہے اور سپر پاور کو "سپرہ" کر کے صفر پاور میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

اب مسئلہ جہاد واضح ہو گیا، ابواب الجہاد کی نئی الگ کتابی شکل میں تصنیف ہونے لگی، فقہ کے اصول و قواعد کی روشنی میں احکام و مسائل ڈھونڈنے شروع ہو گئے اور قرآنی آیتوں میں فرضیت جہاد کے لئے سینکڑوں آیتیں چمکنے لگیں، علماء اور طلباء نے تلوار کو ہاتھ میں لے کر "اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" کا مستانہ نعرہ لگایا اور مسلمان نوجوان کی اسلام کے ساتھ شعوری وابستگی کا دور شروع ہو گیا اور سَبِيْلُنَا سَبِيْلُنَا اَلْجِهَادُ اَلْجِهَادُ کی فلک شگاف صدائیں بلند ہوئیں۔

والحمد لله علی ذالك

وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه اجمعین

جہاد اور ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و قال اللہ تعالیٰ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَاءَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا۔

وَ قَالَ اَيْضًا : رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا عَلَيْهَا۔

دین اسلام کے مجاہد ساتھیو! اور عظمت اسلام کے سپاہیو!

میں آج آپ کے سامنے چند باتیں واضح کرنا چاہتا ہوں اور میری کوشش یہی ہوگی کہ آپ جہاد کے متعلق بنیادی باتیں سمجھ لیں۔ میں بیان و تقریر کے فن کا نہ مظاہرہ کرسکتا ہوں اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں اور نہ میں اس وادی کا اہل ہوں البتہ

چند حقائق واضح کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی بات جو میں سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے قرآن عظیم اور احادیث مقدسہ میں سبیل اللہ کا لفظ بار بار استعمال کیا ہے جس کا معنی ہے اللہ کا راستہ، اللہ کی راہ۔

دیکھنے والے اگر دیکھیں تو قرآن کریم نے اس کو تین طرح سے استعمال کیا ہے اسی طرح احادیث مقدسہ میں تین ہی طرح وارد ہوا ہے۔

(۱) سبیل اللہ کا پہلا اطلاق عام ہے جو پورے دین پر بولا گیا ہے، جگہ جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کا پورے دین پر اطلاق کیا ہے۔ جیسے وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

(۲) دوسرا اطلاق خاص ہے جو جہاد کے لئے استعمال ہوا ہے۔ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(۳) اس کا تیسرا اطلاق مشترک ہے یعنی جہاد والے معنی میں بھی اور عام معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) اور انفاق فی سبیل الجہاد (جہاد کی راہ میں خرچ کرنا) عام معنی میں یہ آیت ہے: وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خاص معنی میں یہ آیت ہے: وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو)۔

پہلا اطلاق

سبیل اللہ کا عام استعمال تقریباً ۲۶ آیتوں میں وارد ہے۔ مثلاً وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ یعنی "کفار اللہ کی راہ سے روکتے ہیں"۔

یہاں سبیل اللہ سے مطلق دین مراد ہے سبیل اللہ کے تعدد کی طرف اشارہ خود قرآن میں موجود ہے : وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا سبل سبیل کی جمع ہے یعنی جو لوگ ہمارے دین کے بارے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستے دکھاتے ہیں، اس میں آپ دین کا کوئی سا شعبہ لے سکتے ہیں کہ دین کا فلاں فلاں شعبہ اس کے ماتحت ہے۔ اسی آیت کے تحت حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ یہاں اس کا اولین مصداق جہاد بالسیف ہے اور اس کے بعد دین کے دیگر شعبوں پر اس کا اطلاق ہوا ہے۔

اور وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ یہ آیت مطلق دین کے بارے میں ہے چاہے نماز سے روکے یا روزہ سے روکے یا کسی بھی نیک کام سے روکے وہ یصدون عن سبیل اللہ کے زمرے میں آتا ہے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ۲۶ آیتیں ایسی ہیں جن میں سبیل اللہ کا لفظ پورے دین پر بولا گیا ہے۔ اس میں یہ احتیاط کرنی پڑتی ہے کہ جب وہ مطلق ہے تو ہر شعبہ کو شامل ہے پھر اسے کسی خاص شعبے میں بند نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ جتنے بھی نیکی کے راستے ہیں وہ سب اللہ کے راستے ہیں، چاہے تہجد کی نماز ہو چاہے نفل نماز ہو یا روزہ ہو یا

حج ہو یا جہاد و تبلیغ ہو۔ یہ لفظ سب پر بولا جاتا ہے لیکن کسی ایک کے ساتھ اس کو خاص نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (اللہ کے راستے سے روکتے ہیں) یہ کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام ہے۔ نماز، روزہ سے روکے تو یہ بھی اللہ کے دین سے روکنا ہوا، کلمۂ توحید سے روکے یہ بھی اللہ کے دین سے روکنا ہوا۔ و ھکذا

دوسرا اطلاق

خاص جہاد کے لئے ہے کہ یہ جب بولا جائیگا تو پھر خاص میدان جہاد کے لئے ہوگا اسے آپ عام نہیں کر سکتے۔ کسی اور شعبہ میں استعمال نہیں کر سکتے۔ اس معنیٰ میں سبیل اللہ کا لفظ قرآن کریم کی ۳۶ آیتوں میں آیا ہے جو خاص جہاد و قتال کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسے یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ "راہ خدا میں لڑتے ہیں" یہاں پر بھی اطلاق خاص ہے جسے عام نہیں کیا جا سکتا۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جہاد کے ساتھ فی سبیل اللہ کا لفظ مثلاً جاھد فی سبیل اللہ، یجاھدون فی سبیل اللہ، یجاھدون فی سبیلہ صفا۔ ایک ساتھ آپ کو ان سورتوں میں نہیں ملے گا جو مکہ میں اتری ہیں۔ پورے قرآن عظیم کو الحمد سے والناس تک پڑھ لیجئے یہ اطلاق آپ کو صرف مدنی سورتوں میں ملے گا مکی میں نہیں مل سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کا حکم ہجرت کے بعد آیا تھا تو یہ لفظ ہجرت سے پہلے استعمال ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ بات "جاھد" کے لفظ کے متعلق عرض کر رہا

ہوں قتل کے بارے میں نہیں لہذا لفظ سبیل اللہ جہاد کے مادہ کے ساتھ آپ کو کئی سورتوں میں مل ہی نہیں سکتا کیونکہ الجاد فی سبیل اللہ یہ ایک خاص ترکیب ہے اور خاص اطلاق ہے خالص جہاد کے لیے ہے یہی وجہ ہے کہ آپ عربی لغت میں یہ کلمہ نہیں پائیں گے جہاد اور جاھد کا لفظ تو مل سکتا ہے مگر ڈکشنری میں آپ کو الجہاد فی سبیل اللہ کا لفظ نہیں مل سکتا یہ کلمہ خالصتاً شرعی اصطلاح ہے اور آسمان سے اس کا نزول خاص کر جہاد کے لئے ہوا ہے تو یجاھدون فی سبیل اللہ، جہاد کا لفظ سبیل اللہ کے ساتھ ۳۶ مرتبہ خاص معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں جہاں لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے) کی شرح لکھی ہے تو وہاں وہ سبیل اللہ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں۔ ''اَیْ اَلْجِھَاد'' پھر آگے تصریح کرتے ہیں کہ جب کوئی قرینہ، یا مانع وغیرہ نہ ہو اور مطلقاً سبیل اللہ کا لفظ بولا جائے تو اس کا اولین مصداق جہاد ہے۔

حضرت علامہ کوثریؒ نے مقالات کوثری میں اس پر بحث کی ہے اور علیحدہ ایک مقالہ لکھا ہے اور اس میں شوافع، احناف، حنابلہ سب کی کتابوں سے حوالے دے کر آخر میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ لفظ فی سبیل اللہ جب بغیر قرینہ کے مطلق بولا جائے تو اس کا مطلق مفہوم اور پہلا مفہوم جہاد ہے۔ اور انہوں نے یہ دلیل دی ہے کہ اہل شرع کے نزدیک جب ایک لفظ متبادر معنی میں بولا جائے تو وہی متبادر معنی

اس کی حقیقت شرعی ہوتی ہے تو لفظ سبیل اللہ کا شریعت میں متبادل استعمال جہاد ہی کے لئے ہے، ہدایہ میں بھی یہی مذکور ہے۔

صاحب ہدایہ نے جہاں مصارف زکوٰۃ کو ذکر کیا ہے جیسے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسَاكِيْن (الخ) تو آگے چل کر جب وفی سبیل اللہ کے لفظ پر پہنچے ہیں کہ زکوٰۃ ان لوگوں کو دی جاسکتی ہے جو اللہ کے راستے میں ہوں تو اس کی تشریح میں فرماتے ہیں اَیْ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ لِاَنَّهُ الْمُتَفَاهِمُ عِنْدَ الْاِطْلَاقِ یعنی سبیل اللہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو جہاد میں جارہے ہوں اور راستے میں سفر کا خرچہ وغیرہ ختم ہو گیا ہو کیونکہ سبیل اللہ جب مطلق مذکور ہو تو اس سے جہاد مراد ہوتا ہے بہر حال فقہائے حنفیہ کا یہ فتویٰ ہے کہ غازی مالدار ہو تب بھی اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے البتہ اگر غریب ہو تو افضل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ پانچ آدمی ایسے ہیں کہ مالدار ہوتے ہوئے بھی ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے اور ان میں سے ایک المجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے تو غازی مالدار ہو یا غریب دونوں حیثیتوں سے مستحق زکوٰۃ ہے تاہم بعض فقہائے حنفیہ کی ایسی عبارات ملتی ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ نے غریب غازی کو زکوٰۃ دی تو یہ مالدار غازی کو دینے سے بہتر ہے البتہ دینا سب کو جائز ہے پھر آگے اس کی وجہ بھی بتلاتے ہیں جیسے روح المعانی میں اس کی توجیہ ذکر کی ہے کہ اگر آپ بغیر تردد کے دینا چاہتے ہیں تو نکلے ہوئے مجاہد کو دیدیں

جو غازی بھی ہے اور مسافر بھی ہے جو اصناف زکوٰۃ میں سے مستقل صنف ہے، جب یہ سفر میں ہے اور مال، جائداد اپنے علاقے میں چھوڑ چکا ہے، تو آپ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ بہرحال اس لفظ کا فقہاء و شارحین حدیث کی اصطلاح میں اور قرآن عظیم کے اطلاق میں پہلا مصداق مجاہدین ہیں، اس کے بعد موقع اور محل کے اعتبار سے یا کسی قرینے کے تحت اس کا اطلاق مطلق دین پر بھی ہوا ہے اس لفظ کا تیسرا اطلاق مشترک ہے کبھی جہاد کے ساتھ خاص کیا گیا اور کبھی دوسری نیکیوں پر بولا گیا ہے جیسے يُنفِقُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن دوسری جگہ جو آیا ہے وَ أَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

یہ آیت ایک تابعی نے اس وقت پڑھی جب ایک صحابی نے کفار کے بھرے مجمع میں اپنے آپ کو گھوڑے سمیت ڈال دیا تابعی نے کہا کہ قرآن تو کہتا ہے: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو) اور انہوں نے آنکھ بند کر کے کفار کے جمگھٹے میں چھلانگ لگا دی تو صحابی نے فوراً ان کو ٹوکا اور کہا تم نہیں جانتے ہو، یہ آیت اور اس کا مفہوم ہم جانتے ہیں کیونکہ یہ ہم انصار پر اتری ہے جب یہ آیت اتر رہی تھی تو ہم موجود تھے اور ہوا یہ کہ جب دین اسلام کو ایک حد تک اللہ تعالیٰ نے غلبہ دے دیا تو انصار میں سے بعض صحابہ کرامؓ نے یہ سوچا کہ اب اسلام کو غلبہ دلانے والے اس میدان کے کارندے

بہت ہو گئے ہیں۔ اب ہم اپنے اموال کی دیکھ بھال کر لیں گے اور ان کی اصلاح
کریں گے اب اگر ہم مال خرچ نہ بھی کریں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کام کرنے والے
اور میدان کو سنبھالنے والے بہت ہو گئے ہیں لہذا وہ سستی کی طرف مائل ہونے
لگے تو فوراً یہ آیت اتری کہ اللہ کے راستے میں جہاد میں خرچ کرو تو یہ آیت جہاد کے
ساتھ خاص ہے کہ جہاد میں مال خرچ کرو اور اگر نہیں کیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ
کیسے؟ اس کی وضاحت میں یوں کرتا ہوں کہ مثلاً ہم اور آپ لوگ یہاں ہیں۔ ہم
کراچی یا دیگر علاقوں سے یہاں آئے ہیں۔ یہاں تک پہنچنے اور یہاں رہنے کا جو
نقشہ ہے اس میں ہر جگہ مال کا مسئلہ لازماً آتا ہے، ہم نے یہاں آکر جان تو پیش کر
دی لیکن یہاں آنے کے لئے سب سے پہلے کرائے کی ضرورت ہے۔ پھر گاڑی کی
پھر خورد و نوش کی پھر سر چھپانے کے لئے جگہ پھر ٹریننگ کے لئے اسلحہ اور گولیوں کی
ضرورت ہے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ غرضیکہ ہر مرحلہ مال کے ساتھ وابستہ ہے
۔ اگر انفاق فی سبیل اللہ بند ہو گیا تو یہ پورا نظام ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ ایک مجاہد
کے پاس جب سواری نہ ہو تو وہ میدان میں کیسے پہنچے گا؟ اور جب اس کے پاس
بندوق نہ ہو تو وہ کیسے مقابلہ کرے گا جب مقابلہ نہیں کرے گا تو میدان کارزار
خالی رہ جائے گا اور کفار آکر حملہ کر دیں گے اور سب کو ہلاک کر دیں گے یہ مطلب
ہوا وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ کا یعنی خرچ نہ کر کے ہم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں
ڈال دیا تو سبیل اللہ کا مشترک اطلاق جو کبھی عام معنی میں اور کبھی خاص جہاد پر ہوا

ہے اس کے لئے قرآن کریم میں کل سات مقامات ہیں، خلاصہ کلام یہ ہوا کہ لفظ سبیل اللہ کا اطلاق ۲۶ جگہ مطلق آیا ہے۔ سات جگہ مشترک آیا ہے جبکہ ۳۶ جگہ جہاد کے ساتھ خاص ہو کر آیا ہے۔

لہٰذا اس حوالے سے میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ''اللہ کی راہ'' اس لفظ کا سب سے اولین مصداق شریعت مطہرہ میں (فقہائے کرام کی تصریح اور شارحین حدیث کی تشریح کی روشنی میں) جہاد کا راستہ ہے اس کے بعد یہ مطلق دین پر بھی بولا گیا ہے اور مشترک بھی استعمال ہوا ہے۔

اگر یہ بات کافی حد تک آپ کی سمجھ میں آ گئی تو آپ دیگر چیزیں بھی سمجھ لیں گے۔ دوسری بات جو میں عرض کروں گا وہ یہ کہ اس وقت جو مسلمانوں کی طاقت و حیثیت ہے وہ بہت بڑی اور عظیم الشان طاقت ہے اس کے باوجود مسلمان ہر جگہ مار کیوں کھا رہا ہے؟ اور غلامی کی زندگی کیوں بسر کر رہا ہے؟ میں پہلے مسلمانوں کی طاقت کے بارے میں عرض کروں کہ افرادی قوت کے اعتبار سے مسلمان پوری دنیا میں ایک ارب سے تجاوز کر چکے ہیں اور ان کی تعداد سوا ارب کے قریب ہے چلیں سوا ارب نہ سہی ایک ارب کہہ دیں یا اسی کروڑ یا ساٹھ کروڑ کہہ دیں پھر بھی مسلمان ایک بڑی اکثریت ہے عیسائیوں کے بعد مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے مگر انہوں نے سوا ارب مسلمانوں کو غلام بنا رکھا ہے وہ آقا بنے ہوئے ہیں اور ہم غلام۔ اگر آپ حکومتوں کا موازنہ کریں تو مسلم حکومتیں ۵۴ ہیں جو دیگر

مذاہب کی حکومتوں کی تعداد سے بڑھ کر ہیں چاہے عیسائی ہوں یا یہودی، چاہے ہندو ہوں یا دیگر اقوام، پھر یہ مسلم حکومتیں جغرافیائی اعتبار سے زمین کے ایسے خطہ میں واقع ہیں کہ اگر پوری دنیا کو جام کرنا اور بند کرنا چاہیں تو ایک دن میں بحری و بری اور فضائی تمام راستے مسدود کرسکتی ہیں اگر آپ جغرافیہ دانوں سے پوچھیں تو جس مرکزی مقام میں اسلامی ممالک واقع ہیں وہ باقی دنیا کے لئے بمنزلہ شہ رگ کے ہیں۔ پھر اقتصادیات کے حوالے سے دنیا میں اُسی ملک کا جھنڈا بلند رہتا ہے جو وافر مقدار میں ''سیاہ سونا'' رکھتا ہو جس کے پاس سیاہ سونا نہ ہو وہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ سیاہ سونے سے مراد تیل اور پٹرول (معدنیات) ہیں اس لحاظ سے زمین کا ۷۵ فیصد تیل مسلم ممالک کی ملکیت ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے زمین کا بیالیس فیصد حصہ مسلمانوں کے زیر تسلط ہے۔ باقی حصے پر دیگر اقوام آباد ہیں۔ تو روئے زمین پر ان کی حکومتیں زیادہ، ان کی اقتصادی حیثیت سب سے مستحکم پھر بھی یہ غلام؟ اس چیز کو سمجھنے کے لئے ایک صاحب درد صحافی نے ایک کتاب لکھی ہے میں نے یہ کتاب نہیں دیکھی مگر ایک بڑے عالم سے سنا ہے کہ اس جوان نے خواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور پوچھا کہ اے صدیق! یہ تو بتادیں کہ ہر لحاظ سے ہم زیادہ ہیں پھر بھی غلام کیوں ہیں، پٹ کیوں رہے ہیں؟ تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جس طریقہ اور راستہ کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار کیا تھا جب تک اسے نہیں اپناؤ گے ذلیل رہو گے اور وہ طریقہ جہاد ہے۔

صدیق اکبرؓ ہی کا ایک مشہور قول ہے ''مَا تَرَکَ قَوْمٌ اَلْجِهَادَ اِلاَّ وَ قَدْ ذَلَّ ''، ''جس قوم نے بھی جہاد کو چھوڑا تو وہ ذلیل ہوگئی''۔

اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں ہے:

اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَ اتَّبَعْتُمُ الزَّرْعَ وَ اَخَذْتُمْ بِاَذْنَابِ الْبَقَرِ وَ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الذِّلَّةَ۔

''جب تم کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاؤ گے اور بیلوں کی دُموں کو پکڑ لو گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا''۔

ٹھیک ہے ہم اور آپ جانتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں اور ہمارے اعمال کمزور بھی ہیں لیکن یہ گناہ گار مسلمان اتنا گیا گذرا بھی تو نہیں ہے کہ ایک کافر، مشرک، ملحد ، دہریے کے مقابلے میں نہ آسکے جبکہ گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہے نادم بھی ہے تو کیا کافر مشرک کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مسلمانوں کی ذلت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو غلبہ والی چیز تھی وہ مسلمانوں نے چھوڑ دی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَدَاعٰی عَلَیْکُمُ الْاُمَمُ الخ یعنی دیگر قومیں تم کو تر لقمہ سمجھ کر ایک دوسرے کو بلائیں گی، تو صحابہؓ نے پوچھا کہ کیا ہم تھوڑے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، تم بہت زیادہ ہوگے مگر تم میں دو چیزیں آجائیں گی جس کی وجہ سے تم پانی کے جھاگ کی طرح ہوجاؤ گے اور تمہارا رعب اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے نکال دے

گا اور وہ چیزیں یہ ہیں ''حُبُّ الدُّنیَا وَ کَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ'' یعنی دنیا کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور اس کے بعد موت کو بھی ناپسندیدہ اور مکروہ سمجھنے لگو گے جیسا کہ ''عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوا شَیْئًا وَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ'' میں اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ بزدل پڑ جاؤ گے۔ میدان جہاد میں آگے نہیں جاؤ گے اور موت سے ڈرنے لگو گے اس کے نتیجے میں جہاد کو چھوڑ بیٹھو گے۔ جدہ میں ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد تقویٰ ہے وہاں پر دنیا کا نقشہ ایک بڑے بورڈ پر دکھایا گیا ہے جس کے اوپر کے حصے سے پائپ کے ذریعے سے خون ٹپکتا ہے نیچے شیشے کی بوتل رکھی ہوئی ہے اوپر سے خون ٹپک رہا ہے اور نیچے ہر قوم کا نام لکھا ہوا ہے تو کسی قوم کا خون کم گرتا ہوا دکھایا گیا ہے اور کسی کا زیادہ، تو سب سے پہلے یہود کا خون دکھایا گیا ہے، اس میں بڑی دیر کے بعد خون کا معمولی قطرہ ٹپکتا ہے جس سے بوتل میں معمولی سی سرخی نظر آرہی ہے لیکن خون جمع نہیں ہوا۔ پھر عیسائیوں کا خون دکھایا گیا ہے وہ یہود سے کچھ زیادہ ہے مگر حقیقتہ وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے بعد بدھ مت والوں کا خون اس سے کچھ زیادہ گر رہا ہے مگر اس قدر وافر مقدار میں نہیں کہ بوتل بھر جائے۔ اس کے بعد چوتھے نمبر پر مسلمان کا خون دکھایا گیا ہے اور لکھا ہے ''ھذا دم مسلم'' یہ مسلمان کا خون ہے، تو مسلمان کا خون ایک ڈرم میں دکھایا گیا ہے (جو الٹا رکھا ہوا ہے) اور اسی سے فوارے کی شکل میں خون بہہ رہا ہے اور نیچے کی پوری زمین سرخ ہے وہاں تو صرف نقشہ ہے مگر واقعی حقیقت بھی یہی ہے جہاں دیکھو وہاں مسلمان کا

خون بہایا جارہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پہلے ہی یہ فرما چکے ہیں کہ اس عمل جہاد کو چھوڑو گے تو ذلیل ورسوا ہو جاؤ گے۔

میں پھر عرض کروں کہ اعمال کے اعتبار سے ہم کمزور سہی لیکن وہ اصل چیز جسے ہم نے چھوڑ رکھا ہے وہ جہاد ہے اس کا جو لازمی نتیجہ تھا وہ سامنے آ گیا کہ ہم اجتماعی طور پر ذلت سے دوچار ہوئے ورنہ صحابہ کرامؓ کے اعمال کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ سو فیصد درست تھے اس کے بعد بھی آپ بتائیں کہ دنیا کا کونسا ملک خود بخود ٹوٹا ہے؟ صحابہ کرامؓ کے سامنے بغیر جہاد اور تلوار کے کون سا ملک زیر ہوا ہے؟ آپ خود بتائیں؟ صرف مدینہ منورہ کے ایک شہر میں چھ بڑی جنگیں ہوئی ہیں جو مدینہ کے دفاع اور آزادی کے لئے تھیں۔

مکہ مکرمہ میں صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سو فیصد اعمال والے رہ رہے تھے لیکن وہاں بھی ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تو اگر یہ فلسفہ ہے کہ سو فیصد اعمال بنا لو یہ کفار خود بخود ڈر جائیں گے مٹ جائیں گے اور پٹ جائیں گے تو پھر مکہ مکرمہ میں کفار کو ختم ہونا چاہیے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا مجبور کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو خفیہ طور پر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ دن کو نہ نکل سکے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کو ہجرت کرنی پڑی لیکن مدینہ میں یہی اعمال تھے جب جہاد کا حکم آیا اور اسلامی ڈھانچہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد مقدس کا پرزہ جوڑ دیا۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ پورا جزیرۂ عرب اسلام کے تحت آ گیا، پھر وہی مکہ ہے کہ آٹھ

سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ آ رہے ہیں۔

ابوسفیان کا سر جھکا ہوا ہے اور وہ نیچے کی طرف دیکھ رہا ہے (یہ اس وقت تک مشرک تھے) حضرت عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ان کو پیش کیا اور فرمایا کہ یہ قوم کا سردار ہے مسلمان نہیں ہوا مگر کچھ اعزاز مانگتا ہے لہٰذا کچھ نہ کچھ اعزاز دے دیں۔ عمر فاروقؓ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا۔ خدا کا دشمن کہاں چلا آیا ہے۔ میں ابھی اس کی گردن اڑا دیتا ہوں تو حضرت عباسؓ نے فرمایا عمر! ذرا صبر کرو دیکھتے نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی پر سوار ہے (یہ اونٹنی حضرت عباسؓ لے گئے تھے) ابوسفیان جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابوسفیان وہی شخص تو تھا کہ احد کی عارضی فتح کے بعد اس نے کہا اُعْلُ ھُبُلْ اُعْلُ ھُبُلْ (ہبل بلند ہے) ہبل زندہ باد۔ یہ ہبل بیت اللہ میں رکھا ہوا سب سے بڑا بت تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا تم نعرہ لگاؤ: اَللّٰهُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ اَللّٰهُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ، اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے، اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے۔ لیکن اس نے چونکہ عارضی فتح پالی تھی لہٰذا مشرکانہ نعرہ اس نے لگانا ہی تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں اس نے کہا لَنَا عُزّٰی وَ لَا عُزّٰی لَكُمْ ہمارا تو عزیٰ ہے جب کہ تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَنَا مَوْلٰی وَ لَا مَوْلٰی لَكُمْ ہمارا تو کارساز ہے جبکہ تمہارا کوئی کارساز نہیں۔

یہی ابوسفیان ہے آج فتح مکہ کے دن اپنا سر جھکایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا بتاؤ کیا خیال ہے کہنے لگا لا الہ الا اللہ کے بارے میں تو سینہ کھل گیا ہے کہ کوئی دوسرا معبود نہیں کیونکہ جن کو ہم حاجت روا مشکل کشا مانتے تھے اگر یہ حاجت روا مشکل کشا ہوتے تو ہماری کچھ مدد کرتے۔ معلوم ہوا کہ حاجت روا مشکل کشا اللہ کے سوا کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، محمد رسول اللہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابوسفیان بہر حال ابوسفیان تھے زبان اور دل ایک تھا سخت لوگ تھے کہنے لگا اس کے بارے میں ابھی تک شبہ ہے، میرا دل کھلا نہیں ہے، حضرت عباسؓ نے ان کو ٹوکا اور فرمایا ابوسفیان خاموش ہو جا! عمر سن رہا ہے مار دے گا مگر انہوں نے دل کی بات کہہ دی پھر عرض کیا کہ میں امن مانگنے آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امن دیتا ہوں جو تیرے گھر میں داخل ہوا وہ امن میں ہے اس نے کہا میں تو پورے مکہ کے لئے آیا ہوں میرے گھر میں کتنے آدمی آسکتے ہیں سو آدمی بھی نہیں سما سکیں گے یہ نامکمل امان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حرم میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہے اس نے کہا حرم میں بھی اتنے زیادہ لوگ نہیں آسکیں گے (حرم آج کل کی طرح اتنا وسیع تو تھا ہی نہیں) امن میں مزید وسعت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت نے فرمایا: مَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَ مَنْ اَغْلَقَ عَلَيْهِ الْبَابَ فَهُوَ اٰمِنٌ ۔جس نے اسلحہ رکھ دیا وہ امان میں ہے اور جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا اب امن مکمل ہے اور وہاں سے واپس چلا آیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں یہ آیت پڑھتے ہوئے داخل ہوئے جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ

الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر مبارک پر خود تھا، سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ بغیر احرام کے مسلح ہو کر اونٹ پر سوار تھے، نیزے یالاٹھی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے تو وہ فوراً منہ کے بل گر جاتے تھے۔

یہ بھی ایک حالت تھی پہلے بھی مکہ کا ایک دور تھا آخر یہ کونسا پرزہ تھا جو اسلامی ڈھانچے میں جڑ گیا جس کی بدولت یہ عزت و رفعت حاصل ہوئی۔ وہ یہی جہاد کا مسئلہ تو تھا جس کے چھوڑنے سے قومیں ذلیل ہوتی ہیں اور جسے اپنانے سے معزز بن جاتی ہیں۔ میں پھر عرض کروں صحابہ کرام کے اعمال سو فیصد درست تھے مگر کوئی بھی ملک بغیر اسلحہ اٹھائے نہیں ٹوٹا، مکہ مکرمہ میں بھی لڑائی ہوئی ہے۔

مکہ میں باب الحارۃ کے پاس خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بڑی تلوار چلائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی جبل کدا کے راستے سے داخل ہوئے ہیں اس معرکہ میں کچھ صحابہ کرام شہید بھی ہوئے ہیں اور کئی کافروں کو بھی مارا گیا ہے، اس کے بعد فتح مکمل ہوئی ہے۔

مکہ میں ابن خطل (یہ وہ ملعون ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ جہاں ملے قتل کر دو) بیت اللہ کے پردوں میں چھپ گیا تھا اور نیچے سے منہ نکال کر دیکھنے لگا کہ کوئی مجھے مارنے تو نہیں آیا، اس کا یہ خیال تھا کہ یہاں بچ جاؤں گا، ایک شخص نے آکر بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ '' اِنَّ اِبْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ '' ابن خطل خانہ خدا کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا '' اِذْهَبْ اُقْتُلْهُ '' جاؤ اسے قتل کر دو، چنانچہ جب انہوں نے اسے قتل کیا تو

حدیث کے الفاظ ہیں کہ اس کے خون کے چھینٹے بیت اللہ کی دیوار پر گرے، یہ ایک دن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصی اجازت مرحمت فرمائی تھی کہ زمین حرم میں لڑو۔ تو ان نفوس قدسیہ کے مقابلے میں جب بغیر مقابلہ کے کوئی ملک نہیں ٹوٹا تو ہم گناہ گاروں کے سامنے بغیر مقابلے کے کیونکر ٹوٹے گا؟

اس نظریئے کا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ صرف انتظار میں بیٹھو کہ چند محنتیں اور ریاضتیں کرو ہندوستان خود بخود ٹوٹ جائے گا، یہ فلسفہ نہ اسلام نے پیش کیا ہے اور نہ اسلام میں اس کی گنجائش ہے، میں آپ کو بتاؤں حج میں چالیس لاکھ کے قریب مسلمان عرفات میں الحاح و عاجزی سے کشمیر کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ہندوؤں کے لئے بددعا بھی کرتے ہیں لیکن کیا اس کے نتیجے میں ایک بھی ہندو ایک انچ پیچھے ہٹا ہے؟ یا سرینگر میں کسی نے کہا ہے کہ بھائی چالیس لاکھ مسلمان عرفات میں دعا کر رہے ہیں لہٰذا ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں؟ لیکن یہاں ایک چھوٹا سا مجاہد ٹرائیگر پر انگلی دباتا ہے اور فائرنگ کرتا ہے تو کفار کی پوری فوج ہٹ جاتی ہے، یہ ایک نسخہ ہے جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے کہ کافر روحانی طاقت کو نہیں مانتا، لاکھ دعائیں کرو مگر یہ نہیں مانتا کچھ ٹھکائی کرو تو فوراً سمجھ جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس سالہ مدنی دور میں خود ستائیس جنگوں میں حصہ لیا اور ۵۶ چھاپہ مار کاروائیوں میں صحابہ کرام رض کو بھیجا اس حساب سے گویا کل ۸۳ جنگیں مدینہ منورہ کے دس سالہ دور نبوت میں ہوئیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس

دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد صدیق اکبرؓ نے جہاد کے اس عمل کو جزیرۂ عرب سے باہر ملک شام تک پھیلا دیا اور پھر حضرت عمرؓ نے اس مقدس عمل کو مزید وسعت دیکر شام کو مکمل فتح کر کے مصر اور پھر فارس و عراق تک کے تمام ممالک کو فتح کرلیا، پھر عثمان بن عفانؓ نے فارس کے علاقے فتح کر لئے اور جہاد کا دائرہ افریقہ تک وسیع کر دیا۔ الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ نے اس مہم کو فارس شام اور مصر کی طرف پھیلا دیا۔

یہ کابل ہے ہمارے بالکل قریب واقع ہے یہاں تک صحابہ کرامؓ پہنچے ہیں، عبدالرحمن بن سمرۃؓ جو بالکل جوان صحابی تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ مقدس جنگیں پھیل گئیں تو یہ کابل کی مہم میں امیر الجیش تھے، اس وقت افغانستان کا اصل نام کابل تھا افغانستان بعد میں بنا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب نے اس زمانے میں کابل کا نام لیا ہے، اپنے اشعار میں کفار اور مشرکین مکہ کے ظلم و جبر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”وَسَدُّوا عَلَيْنَا طُرُقَ تُرْكٍ وَكَابُلٍ“

ان قریش نے ہم پر کابل اور ترک کے راستے بھی بند کر دیئے ہیں کہ ہم وہاں بھاگ جائیں اور یہاں ہمیں شعب ابی طالب میں بند کر رکھا ہے، اس سلسلے میں ابو طالب کا ایک لمبا قصیدہ ہے، یہ خود تو مسلمان نہیں ہوئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں با قاعدہ مہم چلائی اور ذرہ برابر بھی سستی نہیں دکھائی بلکہ آگے آگے

رہے اور اپنے خاندان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں اکٹھا رکھا جس کی وجہ سے پورا خاندان چاہے مسلمان ہوں یا کافر (سوائے ابولہب کے) شعب ابی طالب اور شعب بنو ہاشم میں اکٹھے مقید تھے بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیرۂ عرب اور صحابہ کرام نے چاردانگ عالم میں اس جہاد مقدس کا علم بلند کیا۔

انہی عبدالرحمن بن سمرةؓ نے فتح کابل کے موقع پر کھڑے ہو کر تقریر کی اور فرمایا کہ ''اگر کوئی آدمی مال غنیمت کی ایک رسی بھی چرائے یا ایک چھوٹا سا کپڑا بھی ضائع کرے تو روز محشر یہ رسی اور کپڑے کا ٹکڑا جہنم کی آگ بن جائے گا اور اس آدمی کو جلائے گا'' ابوداؤد اور بخاری میں فتح کابل کا قصہ ہے۔

الغرض دنیا کا وہ کونسا خطہ ہے جہاں صحابہ کرام کا مقدس خون نہیں گرا ہو تو کیا یہ صحابہ چیونٹیوں کی طرح بے وقعت تھے کہ چلتے رہے اور لوگوں کے پیروں تلے کچلے جاتے رہے اور مؤرخین لکھتے رہے کہ فلاں صحابی فلاں جگہ میں شہید ہوئے اور فلاں صحابی فلاں جگہ شہید ہوئے، ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے صحابہ نے ہزاروں کا تنہا مقابلہ کیا ہے اور میدان کارزار میں اترے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کفار نے جب صحابہ کے خوبصورت چہروں کو معاف نہیں کیا تو ہمارے اور آپ کے چہروں کو کیوں معاف کریں گے؟

جہاد مقدس کے متعلق چند شبہات

اس میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تمہارے پاس امیر نہیں ہے اور جہاد کے

لئے پہلے حکومت ہونی چاہیئے !امیر ہونا چاہیئے ! میں بھی کہتا ہوں کہ جہاد کے لئے حکومت اور امیر ہونا چاہیئے ،طریقہ تو یہی تھا کہ کوئی اسلامی ملک جہاد کی سرپرستی کا اعلان کرتا اور پوری دنیا پر حکمران بن جاتا، یہ آپ کا اور ہمارا پاکستان اگر آج بھی جہاد کی سرپرستی شروع کردے تو پوری دنیا پر حکمران بن سکتا ہے لیکن یہ لوگ جہاد کی سرپرستی نہیں کر رہے ہیں۔ دیکھئے آج سے کوئی ڈیڑھ صدی قبل شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ایک مہم چلائی لیکن چونکہ پیچھے مرکز نہیں تھا اس لئے کما حقہ مدد اور سپورٹ نہیں مل سکی، وہ ایک حد تک تو چلے گئے مگر جب وہ شہید ہو گئے پھر یہ سارا معاملہ جام اور بند ہو کر رہ گیا اس لئے کہ ان کے پیچھے کوئی ایسی با قاعدہ حکومت نہیں تھی جو ان کی مدد کرتی اور جہادی سلسلہ کو جاری رکھتی۔

اسلام میں تو یہی طریقہ ہے کہ اگر ہزاروں کی تعداد بھی شہید ہو جائے تو پیچھے سے باقاعدہ مرکز ہوتا ہے جہاں سے دوبارہ آدمی بھیجے جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور بعد میں بھی ایسا ہی مرکز تھا، مدینہ طیبہ کے بارے میں حدیث ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ ایسے شہر کی طرف ہجرت کرو کہ ''تَأکُلُ القُریٰ'' جو دوسرے شہروں کو کھا لینے والا ہے'' تو اگر مدینہ میں کوئی حکومت جہاد کا اعلان کردے تو وہ پوری دنیا کو اپنے ماتحت کر سکتی ہے مگر مسلمان حکمران اس چیز کو سمجھتے نہیں ہیں اور بین الاقوامی طور پر ان پر یہ پابندی ہے کہ مذہبی بنیاد پر جنگ لڑنا ممنوع ہے (یہ بات اقوام متحدہ کے

چارٹر میں لکھی گئی اور سب ممالک نے اس پر دستخط کئے ہیں) اب مذہب کی بنیاد پر تو صرف مسلمان ہی لڑتے ہیں، دوسری قوموں کے پاس تو مذہب ہی نہیں ہے، جب مذہب کی بنیاد پر لڑنا ممنوع ٹھہرا اور ہمارے حکمران اس کو تسلیم بھی کر چکے ہیں تو ان سے جہاد کی توقع رکھنا عبث ہے یہ جہاد کا نام کیسے لے سکتے ہیں، یہ تو مجاہدین کو زیادہ سے زیادہ حریت پسند کہیں گے یا آزادی پسند کہیں گے اگر انہوں نے مجاہدین کا نام لیا تو پھر ان کی خیر نہیں کیونکہ کفار کہیں گے کہ تم نے اقوام متحدہ کے چارٹر پر دستخط کئے ہیں اب خلاف ورزی کیوں کر رہے ہو؟ تو یہ بے چارے اب جہاد کا نام نہیں لے سکتے، جہاد کا یہ کام انہی کو کرنا چاہئے تھا مگر جب یہ لوگ سرپرستی نہ کریں تو شریعت مطہرہ میں جس طرح اس کے علاوہ دیگر عبادات کے لئے ہم (اپنی مدد آپ کے تحت) نظم بنا سکتے ہیں تو جہاد کے لئے بھی ایسے نظم کی گنجائش ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ابوبصیرؓ کو واپس کر دیا تھا قانون کے تحت ایسا کرنا ضروری تھا انہوں نے بڑی عاجزی سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں بھاگ کر آیا ہوں، یہ لوگ واپس جاکر مجھے مار دیں گے میں بڑی مشکل سے ان کی قید سے چُھوٹا ہوں مجھے واپس نہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے حدیبیہ میں صلح کی ہے اور آپ کو امن دینا یہ صلح کی خلاف ورزی ہوگی، آپ اگرچہ مسلمان ہیں مگر واپس جاؤ۔

حضرت ابوبصیرؓ کو واپس لینے کے لئے دو مشرک آئے تھے، حضرت ابوبصیرؓ کو ان کے حوالے کر دیا گیا، یہ راستے میں ایک مقام پر پہنچے تو ایک مشرک پیشاب

کرنے گیا، ابوبصیرؓ نے دوسرے مشرک سے کہا کہ تمہاری تلوار بڑی چمکدار ہے بڑی مزیدار ہے! ذرا مجھے دکھایئے تو سہی! وہ پھول گیا کہ واقعی میری تلوار کی تعریف ہو رہی ہے اس نے فوراً تلوار ابوبصیرؓ کے ہاتھ میں دیدی، ابوبصیرؓ نے فوراً اس کا سر قلم کر دیا تو وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا دوسرا مشرک جو قضائے حاجت سے واپس آ رہا تھا اس نے جب دیکھا کہ میرا ساتھی تو مارا جا چکا ہے اور اب قیدی کے ہاتھ میں تلوار ہے اور وہ مجھے گھورتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے تو وہ بھاگ گیا اور ابوبصیرؓ دوبارہ مدینہ پہنچے، جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا یہ تو آگ بھڑکانے والا ہے، کاش اس کے ساتھ ساتھی ہوتے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ! اب تو میں اپنی ذمہ داری پر آیا ہوں، آپ تو مجھے واپس کر چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں معاہدہ کچھ اس طرح ہوا ہے کہ وہ لوگ پھر بھی اعتراض کریں گے میں ابھی بھی تمہیں یہاں نہیں رکھ سکتا، البتہ اتنا ہے کہ اب کفار کے حوالے نہیں کروں گا جہاں جانا چاہو جاؤ، مگر یہاں مدینہ میں نہیں رہ سکتے، چنانچہ انہوں نے ساحل سمندر پر جا کر معسکر بنالیا (جیسے کہ آج کل مجاہدین کے معسکر ہوتے ہیں) جو بھی مظلوم مسلمان مکہ سے بھاگتا وہ مدینہ تو جا نہیں سکتا تھا وہ یہاں آ کر ابوبصیرؓ کے ساتھ مل جاتا جب چند ساتھی جمع ہو گئے تو انہوں نے قرب وجوار سے گذرنے والے تجارتی قافلوں پر حملے شروع کر دیئے اور کفار کا رومیوں کے ساتھ باہمی رابطہ وتجارت منقطع کر دیا، جب کاروئیاں بڑھ گئیں تو کفار نے مکہ سے

خط لکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی اور کہا کہ تمہارے ساتھی راستے میں بیٹھے ہیں ہمارے قافلے لوٹ لیتے ہیں ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ انہیں مدینہ منورہ میں واپس بلالیں۔

اس سارے قصے کے ذیل میں شارحین حدیث یہ فرماتے ہیں کہ اس کارروائی میں ابوبصیرؓ ان کے امیر تھے جن کی ماتحتی میں یہ کاروائی ہورہی تھی، اور یہ صحابی کا عمل ہے۔ جس نے یہ کاروائی کی ہے اور اسلام نے اس عمل کو صحیح اور مستحسن ٹھہرایا ہے اور باعث اجر قرار دیا ہے ابوبصیرؓ کا یہ واقعہ ہمارے لئے بھی دلیل ہے کہ اگر ہم بھی بحالت مجبوری ایسا کرلیں تو یہ ہمارے لئے بھی جائز ہے کہ مجاہدین خود امیر بنائیں اور جہاد کریں۔ اس بارے میں ایک دوسری دلیل ہندوستان کی ہے۔

انگریز کے خلاف مقابلے کے لئے تھانہ بھون میں ایک اجلاس ہوا کہ انگریز کے خلاف جنگ لڑنے شاملی کے میدان میں جانا ہے، اس مجلس میں ایک عالم جو محدث بھی تھے وہ شریک تھے ان کا نام مولانا محمد احمد تھا، انہوں نے مولانا نانوتویؒ پر اشکال پیش کیا کہ حضرت! آپ جہاد کی بات کررہے ہیں آپ کے پاس طاقت کہاں ہے؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ کفار کے مقابلے میں خاطر خواہ طاقت بھی تو ہونی چاہئے (جہاد کے لئے طاقت کے توازن کا شرط ہونا یہ ایک الگ بحث ہے جس کا یہ موقع نہیں ہے) مولانا نانوتویؒ نے فرمایا: کیا اتنی طاقت بھی نہیں جتنی بدر میں صحابہ کے پاس تھی؟ وہاں محض آٹھ تلواریں تھیں یہاں تو آٹھ سے زیادہ ہیں۔ وہاں تو صرف دو

گھوڑے تھے یہاں دو سے زیادہ ہیں۔ انہوں نے جواب میں ذرا مزید وزنی اشکال پیش کیا کہ حضرت آپ جہاد کی بات کرتے ہیں جہاد کے لئے تو امیر کا ہونا شرط ہے آپ کے پاس کون امیر ہے؟ تو مولانا نانوتوی ؒ نے فرمایا کہ "امیر بننے میں کیا دیر لگتی ہے حضرت شیخ (امداد اللہ مہاجر مکی ؒ) موجود ہیں، ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو! ان بزرگ نے کہہ دیا کہ بس حضرت! اب بات سمجھ میں آ گئی، چنانچہ بیعت ہوئی اور حضرات علماء میدان میں نکلے، حافظ محمد ضامن شہید ؒ ان کے "چیف آف آرمی اسٹاف" اور "جنرل کمانڈر" تھے۔ وہ آگے آگے تھے اپنا بہترین لباس پہنے ہوئے تھے اس نے لڑنے سے پہلے یہ وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میری روح اس حالت میں نکلے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ کی جھولی میں میرا سر ہو۔ چنانچہ ناف میں گولی لگ گئی اور حضرت گنگوہی ؒ کی گود میں شہید ہو گئے شاملی کی جنگ میں۔ بیشتر حضرات کی رائے یہ تھی کہ انگریزوں کے اسلحہ ڈپو پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ وہ مشکل محاذ ثابت ہوگا کسی اور کمزور محاذ پر حملہ کرنا چاہیئے لیکن مولانا نانوتوی ؒ نے فرمایا کہ نہیں! یہ اسلحہ ڈپو ہے اگر یہ ہمارے ہاتھ میں آجائے تو پھر ہم انگریز کو دوسرے محاذوں پر بھی شکست دے سکیں گے کیونکہ ہمارے پاس اسلحہ آجائیگا، بہر حال جنگ ہوئی کچھ فتح بھی ملی مال غنیمت بھی ہاتھ آیا لیکن چونکہ عقب سے کوئی باقاعدہ سپورٹ نہیں تھی اس لئے مجاہدین میدان میں تھے انگریز نے ان کو گھیر لیا کوئی شہید ہوا کوئی مہاجر مکی بنا، کسی کو روپوش ہونا پڑا، مولانا نانوتوی ؒ تین دن روپوش رہے، مولانا گنگوہی ؒ کو جیل جانا پڑا

مولانا نانوتوی ؒ تین دن بعد باہر نکل آئے شاگردوں نے کہا کہ حضرت آپ کو گرفتار کر لیں گے، آپ نے فرمایا کہ تین دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غار ثور میں روپوش رہے تھے میں بھی سنت پوری کرنا چاہتا تھا اس کے بعد چھپنا جائز نہیں، یہ علماء ہند کے کارنامے ہیں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حکومت بہت ضروری ہے ورنہ خود امیر بنانا ہوگا۔

اس سے پہلے سید احمد شہید ؒ اور شاہ اسماعیل شہید ؒ دہلی سے قافلہ اٹھا کر پشاور اور پھر بالاکوٹ تک گئے ہیں اور ان کے معرکوں میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے ہیں اور بہت بڑی تعداد میں کفار کو بھی جہنم رسید کیا ہے اس مہم میں بھی ان کے پاس اپنا ہی امیر تھا، اسی طرح ''جہاد کشمیر'' میں بھی ہمارے پاس اپنے امیر ہوتے ہیں اور جہاد افغانستان میں بھی مجاہد تنظیمیں بڑے امیر کے ماتحت کام کرتی ہیں۔

اگر حکومت پاکستان سر پرستی نہ کرے تو شرعی طور پر اپنا امیر بنا کر اس نظم کو چلانا جائز ہے ناجائز نہیں اور اس کا شرعی جواز موجود ہے۔ یہ امیر کی شرط بھی اسی صورت میں ہوتی ہے جب جہاد اقدامی ہو جب دفاعی جہاد ہو رہا ہو تو وہاں تو امیر عموماً میسر ہی نہیں ہوتا اب جہاد کشمیر میں اگر کوئی مجاہد لڑ رہا ہے تو کیا وہ خلیفہ اور امیر بنائے اور پھر لڑے؟ ورنہ لڑنا جائز نہیں ہوگا؟ نہیں شرعاً وہ بغیر کسی خلیفہ کی ماتحتی کے لڑ سکتا ہے کیونکہ دفاعی جہاد میں تقریباً تقریباً تمام شروط ساقط ہو جاتی ہیں۔

بہر حال! اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا ہے اور مسلمان بنانے کے بعد

جہاد کا مکلف بنایا ہے اور الحمد للہ مسلمانوں کو ہی اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ

وَ اَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ

''اور ان کفار کے لئے جہاں تک ہو سکے طاقت اور گھوڑے تیار کر کے رکھو جن کے ذریعہ سے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ''۔

اب یہاں ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ قوت سے مراد ''ایمانی قوت'' ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ کافروں کے لئے ''ایمانی طاقت'' مضبوط کرو تو اس وہم کو دور کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ۔ ''یاد رکھو! قوت پھینکنے کا نام ہے مارنے کا نام ہے''۔

یہ رمی ایسا لفظ ہے کہ آپ دنیا کا کوئی بھی ہتھیار استعمال کریں اس میں رمی کا معنی موجود ہے، تلوار چلاؤ اس میں رمی ہے، تیر چلاؤ وہ رمی ہے، نیزہ مارو اس میں بھی رمی ہے، گرنیڈ پھینکو اس میں بھی رمی ہے، بمباری اور گولہ باری میں بھی رمی ہے الغرض جو بھی کفار پر حملہ کرنے کا طریقہ ہو وہ رمی کے ذیل میں آتا ہے، جہاد کی تیاری سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی باقاعدہ ٹریننگ حاصل کی ہے اور اپنے ساتھیوں کو سکھائی بھی ہے اور سیکھنے کی ترغیب بھی دی ہے چنانچہ مدینہ منورہ میں حبشہ کے کچھ لوگ آئے تھے، نیزہ بازی کا مظاہرہ کر رہے تھے، حجاب کا حکم اب تک

نازل نہیں ہوا تھا لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہو کر مظاہرہ دیکھ رہی تھیں یہ بخاری شریف کی روایت میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ میں دیکھ رہی تھی ''وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ'' وہ نیزوں پر برچھیوں سے مظاہرہ کر رہے تھے، اس طرح ٹریننگ ہوتی تھی، اس میں گھوڑ سواری کی بھی باقاعدہ ٹریننگ ہوئی ہے۔

مسجد نبوی سے مسجد بنی زریق تک چھ میل کا فاصلہ ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی کا باقاعدہ مسابقہ کرایا ہے، اور جو لوگ تربیت یافتہ نہیں تھے ان کے لئے دوسرا میدان منتخب فرمایا اور ان کے لئے تھوڑا سا فاصلہ رکھا (جس طرح کہ آج کل مجاہدین کے ٹریننگ سینٹروں میں الگ الگ کلاسیں لگتی ہیں)۔

تیراندازی کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تیراندازی سیکھ لی اور پھر اس کو بھلا دیا تو وہ میری امت میں سے نہیں ہے، یہ صاف حدیث ہے، لہٰذا ٹریننگ حاصل کرنے والے کو چاہئے کہ جو کچھ سیکھے اسے بھلانے کی کوشش نہ کریں بلکہ بار بار جا کر اسے دُہرائے، اس لئے ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جو کچھ سیکھا ہے اس کو مضبوط رکھیں کیونکہ بھولنے کی صورت میں باقاعدہ وعید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مجاہد بنائے، مجاہد رکھے اور جہاد مقدس و ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

كَيْفَ الْقَرَارُ وَ كَيْفَ يَهْدَأُ مُسْلِمٌ
وَ الْمُسْلِمَاتُ مَعَ الْعَدُوِّ الْمُعْتَدِيْ

ایک مسلمان کو سکون وقرار کیسے آسکتا ہے جبکہ مسلمان خواتین ظالم دشمن کی قید میں ہوں۔

اَلضَّارِبَاتُ خُدُوْدَهُنَّ بِرَنَّةٍ
اَلدَّاعِيَاتُ نَبِيَّهُنَّ مُحَمَّدٍ

جو رو رو کر اپنے رخساروں کو مارتی ہوں اور اپنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتی ہوں۔

اَلْقَائِلَاتُ اِذَا خَشِيْنَ فَضِيْحَةً
جُهْدَ الْمَقَالَةِ لَيْتَنَا لَمْ نُوْلَدِ

جب رسوائی سے ڈر جاتی ہیں تو افسوس سے کہتی ہیں اے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوتیں۔

قرآن و حدیث

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (۶۵ انفال)

عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ﷺ ذِرْوَةُ سِنَامِهِ الْجِهَادُ۔ (ص ۱۴ مشکوٰۃ)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ (۳۳۱ مشکوٰۃ)

اسلام میں جہاد کی اہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی: فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ (نساء ۸۴)

پس آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ بجز آپ کے ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور مسلمانوں کو ترغیب دیجئے

یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ (انفال ۶۵)

اے پیغمبر آپ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیجئے۔

وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ : اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ کلمہ توحید کی گواہی نہیں دیتے۔

دین اسلام کے سپاہیو!

جہاد مقدس اسلام کے اہم احکامات میں سے ایک حکم ہے۔ یہ فرض ہے

چاہے یہ فرض کفایہ ہو یا فرض عین ہو یہ حکم ہر حالت میں فرض ہے، نہ واجب ہے نہ سنت ہے نہ مستحب ہے بلکہ فرض ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص جہاد کا انکار کرے گا کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ فرض کا منکر بنے گا اور فرض کا منکر کافر ہو جاتا ہے، ذرا غور کریں اللہ تعالیٰ نے کس طرح تاکیداً وتصریحاً اپنی کتاب قرآن مجید میں جہاد کے اس حکم کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واضح کیا، مدینہ منورہ میں قرآن مجید کا جو حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا ہے اس میں بڑے پیمانے پر جہاد کے فضائل ومسائل اور اس کے احکامات واعلانات موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے ہر پیرائے میں سمجھا دیا اور کلام کے ہر اسلوب پر جہاد مقدس کا ذکر فرمایا کبھی ترغیب دی تو کبھی ترہیب کے ذریعے سے سمجھایا، کبھی نرمی سے تو کبھی سختی سے سمجھایا، کبھی ماضی کے صیغوں میں کلام فرمایا تو کبھی مضارع امر اور مصدر کے صیغوں سے کلام ادا فرمایا۔ اس طرح مدنی سورتوں میں تقریباً ہر سورت میں جہاد کو نمایاں مقام عطا فرمایا، چنانچہ سورہ بقرہ میں اگر آپ دیکھیں تو جہاد وقتال کی بہت ساری آیتیں آپ کو ملیں گی۔ ان میں آیت نمبر ۲۱۸، ۱۹۰، ۱۹۱، ۲۴۴، ۲۵۱، ۱۵۴، ۲۴۶، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۴۰ کو ملاحظہ کریں تو آپ پر جہاد کی اہمیت واضح ہو جائے گی۔

اس کے بعد سورت آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے بڑے اہتمام سے جہاد کو بیان فرمایا ہے اس سورت میں مضمون جہاد پانچ رکوعات پر مشتمل ہے جو رکوع تیرہ سے شروع ہو کر ۱۷ تک پھیلتا چلا گیا ہے۔ پھر سورت نساء میں بھی اللہ تعالیٰ نے

مسئلہ جہاد کو خوب واضح کر کے بیان فرمایا، چنانچہ آیت نمبر ۹۵، ۴۷، ۷۶، ۸۴، ۸۹، ۱۹۱، ۷۷، میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ سورت مائدہ بھی اس عظیم الشان موضوع سے خالی نہیں ہے۔ چنانچہ آیات نمبر ۳۴، ۳۵، ۵۴ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے اس کے بعد سورت انفال ہے جس کا دوسرا نام سورت بدر ہے یہ سورت دس رکوعات پر مشتمل ہے اور یہ اول سے لے آخر تک جہاد کے موضوع فضائل و مسائل آداب و مستحبات قوانین جنگ اور دیگر جنگی وجوہات پر مشتمل ہے اس کے بعد متصل سورت توبہ ہے جس کا نام بھی توبہ ہے کہ جہاد و جنگ کی وجہ سے اگر کوئی توبہ کرے تو کس طرح اس کی توبہ قبول ہوگی اس کا دوسرا نام برأت ہے کہ انفال میں قوانین جنگ سیکھنے کے بعد اب اعلان جنگ ہے اور کفار سے مکمل لاتعلقی کا اعلان ہے، یہ سورت سولہ رکوعات پر مشتمل ہے جس میں جہاد کے فضائل و مسائل اور نہ کرنے والوں کے لئے سخت وعیدات اور عظیم اعلانات موجود ہیں اس طرح ۲۶ رکوعات پر مشتمل قرآن عظیم کا بڑا حصہ متصلاً بغیر فاصلہ کے جہاد کے موضوع پر اترا ہے جو تقریباً ڈیڑھ پارہ بنتا ہے۔ اسلام میں توحید کے علاوہ کسی مسئلہ کے بارے میں اس طرح اہتمام نظر نہیں آتا ہے جو اہتمام جہاد کا کیا گیا ہے کہ پوری پوری اور بڑی بڑی سورتیں اس کے متعلق اتریں ہیں۔ دسویں پارے کا عنوان { وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ جہاد سے حاصل شدہ مال غنیمت کے متعلق ہے [1]

اس کے بعد گیارہواں پارہ ہے جس کا عنوان يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا جَعْتُمْ اِلَيْهِمْ یہ بھی جہاد سے پیچھے رہنے والوں اور جھوٹے بہانے بنانے والوں سے متعلق ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"جب تم واپس (مدینہ) ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ گے تو یہ لوگ تمہارے سامنے عذر پیش کریں گے"۔

جہاد کی اہمیت کے سلسلے میں سورت احزاب کو دیکھ لیجئے کہ دو رکوعات مکمل طور پر اس اہم موضوع کے متعلق ہیں۔ سورہ محمد میں بھی جہاد اور ہتھیار اٹھانے چلانے کا تذکرہ ہے نیز قیدیوں کے مسائل اور فدیہ کے قواعد ہیں، یہ سورت اول سے آخر تک جہاد سے متعلق ہے اور اس کا دوسرا نام بھی سورت القتال ہے، سورت فتح میں جہاد کے اہم نظم وضبط کے احکامات اور اصول وقواعد مذکور ہیں، پوری سورت اس مقدس فریضہ کے متعلق ہے اور اس کا نام بھی جہاد کے جزء اعظم "فتح" کے نام پر رکھا گیا ہے، پھر سورت حدید میں جہاد کے آلات وساز و سامان کی طرف بنیادی اشارہ ہے کہ دین کی مدد لوہے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس لوہے کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کون کرتا ہے، اس سورت کا نام بھی آلات حرب لوہے کے نام پر رکھا گیا ہے، سورت صف بھی دیکھیں جس میں جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب قرار دیا اور سورت کا نام بھی جہاد کی صف کی مناسبت پر رکھا گیا ہے سورت حشر میں بھی

جہاد کی ترغیب ہے کفار کی ذلت و رسوائی کا تذکرہ ہے کفار کو اکٹھا کر کے دھکیلنے کی مناسبت سے سورت کا نام بھی ''الحشر'' اکٹھا ہونا رکھا گیا ہے، سورت عادیات میں گھمسان کی جنگ کا نقشہ دکھایا گیا ہے، مجاہدین اور ان کے گھوڑوں کی ہر ادا کی قسم کھا کر ان اداؤں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور ہر ادا کا منظر پیش کیا گیا ہے، اور آخر میں سورت ''نصر'' میں اللہ تعالیٰ کی مدد، نصرت اور غلبہ اسلام کے بعد لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے کا تذکرہ کر کے سورت کا نام بھی ''سورت نصر'' رکھا گیا ہے۔

قرآن کریم کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مقدسہ میں بھی نہایت بسط و تفصیل سے جہاد کا موضوع پیش کیا گیا ہے، احادیث کی کتابوں کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ صاف نظر آجائے گا کہ جہاد کے متعلق جو احادیث یکجا موجود ہیں وہ دین اسلام کے ہر موضوع اور ہر حکم سے بدرجہا زیادہ ہیں، یعنی نماز یا زکوٰۃ، روزہ یا حج کے متعلق جو احادیث مذکور ہیں اس کے مقابلے میں جہاد سے متعلق احادیث زیادہ ہیں بلکہ جہاد کے مسائل و فضائل کے متعلق ۸۰ سے زیادہ کتابیں احادیث کی لکھی گئی ہیں، ابن نحاس کی کتاب مشارع الاشواق دو جلدوں میں ہے پہلی جلد ۵۹۰ صفحات پر مشتمل ہے اور دوسری جلد ۶۲۰ صفحات پر مشتمل ہے، حدیثوں کی ہر کتاب میں جہاد کے بڑے لمبے لمبے مباحث ہیں، بخاری شریف میں کتاب الجہاد اور مغازی ۲۴۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

احادیث کے بعد فقہائے کرام نے اپنی فقہ کی کتابوں میں کتاب الجہاد یا کتاب السیر کے عنوان سے جہاد کے سارے ابواب اور اس کے اصول و فروع نہایت مؤثر اور مناسب انداز میں پیش کئے ہیں، فتاویٰ تاتارخانیہ میں ۴۰۰ صفحات جہاد سے متعلق ہیں، تاریخ اور سیرت کی کتابوں نے مسائل سے ہٹ کر صرف واقعات بیان کرنے کی حد تک جہاد کو بھرپور انداز میں پیش کیا ہے، بڑی بڑی کتابیں ہزاروں صفحات پر مشتمل منظر عام پر آچکی ہیں لوگ اسے پڑھ رہے ہیں اور فائدہ اٹھا رہے ہیں، قرآن مجید کی تفسیریں لکھنے والے حضرات علماء کرام نے بھی جہاد مقدس کو نمایاں مقام دیا ہے۔

صحابہ کرامؓ جہاد کے میدان میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں جہاد مقدس کو نمایاں جگہ دی اور مدینہ منورہ کی دس سالہ زندگی میں آپ کے اکثر اوقات جہاد ہی میں لگے، ۲۷ بڑی جنگوں میں آپ خود نکلے، کبھی سخت جنگ کی نوبت آجاتی اور کبھی دشمن بھاگ جاتا تو جنگ کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آتے لیکن گھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو تیار کر کے جنگی جھنڈے لے کر خود اسلحہ زیب تن کر کے نکلتے تھے، جس کا مقصد جنگ ہی ہوتا تھا ۵۶ چھاپہ مار جنگوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو روانہ کیا، اور انہوں نے جزیرۂ عرب کے مختلف علاقوں میں جہاد کیا اس طرح بالواسطہ یا بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدنی دور کے دس سالوں میں ۸۳ جنگیں لڑیں گویا ہر

سال کم از کم آٹھ جنگیں ہوتی تھیں تب جا کر جزیرۂ عرب پر اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض وفات میں بستر علالت پر بھی حضرت اسامہ کا لشکر تیار کر کے روانہ فرمایا گویا وفات سے کچھ دن قبل بلکہ وفات سے متصل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا عمل جاری رکھا اور اپنے ہاتھ سے حضرت اسامہ کو جنگی جھنڈا باندھ کر جیش اسامہ کو رخصت کیا، آپ نے جنگوں میں زخم بھی کھائے اور مقابل کو بھی مارا جنگ احد میں ایک کافر ابی بن خلف کو آپ نے نیزہ مار کر قتل کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان جہاد میں ہمیشہ جرأت و شجاعت دکھائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سخت جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آ کر کھڑے ہوتے تھے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے، کبھی بھی دشمن سے پیچھے نہیں رہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزدلی سے بار بار پناہ مانگی ہے کیونکہ بزدل آدمی جہاد سے پیچھے رہ جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاد کا علم عالم پر بلند کیا اور سینکڑوں جنگیں سرزمین شام پر ہوئیں۔ بالآخر شام فتح ہوا اور ہرقل نے انطاکیہ دار الامارۃ سے بھاگ کر کشتی میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ سوار ہو کر سرزمین شام پر آخری نظر ڈال کر یوں الوادعی سلام کیا!

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اَرْضَ الشَّامِ لَا اَرَاكِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"

"اے شام کی سرزمین! تجھے آخری سلام ہو میں قیامت تک تجھے دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گا"۔

صحابہ کرام نے کئی ہزار مقدس جانوں کا نذرانہ پیش کر کے سرزمین شام پر اسلام کا جھنڈا لہرایا، اس کے بعد سینکڑوں جنگیں مصر میں ہوئیں اور اس علاقے کو صحابہ نے فتح کیا اور وہاں پر اسلام کا علم بلند کیا، سینکڑوں جانیں قربان ہوئیں اس کے بعد مصر ہاتھ میں آگیا اور وہاں دین مقدس کے احکامات جاری ہوئے، پھر صحابہ کرامؓ نے دیار بکر کے علاقوں میں کئی سالوں تک جہاد کیا اور ان علاقوں کو فتح کیا، گھمسان کی جنگیں ہوئیں صرف صعید مصر کے علاقہ میں بھنساء قلعے کے سامنے پانچ ہزار صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے، چنانچہ وہاں ایک ہی قبرستان میں پانچ ہزار شہداء مدفون ہیں، پھر صحابہ کرامؓ نے فارس کا رخ کیا اور لاکھوں کفار کو واصل جہنم کر کے اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادت کے لئے آزاد کرا دیا، ایک معرکۂ جسر میں چار ہزار صحابہ اور تابعین ایک دن میں شہید ہو گئے، قادسیہ میں قیامت خیز جنگیں ہوئی، جلولاء وتکریت اور مدائن میں حشر برپا کرنے والے معرکے ہوئے اور آخر کار حق غالب آیا اور باطل نے شکست کھائی بس ایسی شکست کھائی کہ نہ قیصر کا نام ونشان باقی ہے اور نہ کسریٰ کا کوئی وجود ہے اسلام کا یہ غلبہ جہاد مقدس کی برکت سے ہوا کیوں کہ اس وقت دنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں صحابہ کرام کا خون نہ گرا ہو؟ وہ کونسا بڑا علاقہ ہے جو جہاد اور جنگ کے بغیر صحابہ کرام کے سامنے خود بخود ٹوٹا ہو؟ صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے فتنوں کے خاتمہ کے لئے قرآن نے اعلان کیا کہ جہاد فرض کیا گیا ہے تو جہاد کے بغیر یہ فتنے کیسے ختم کئے جا سکتے تھے، جہاد

نے کفر و ظلم کی طاقت کو توڑا ہے اور پھر لوگ آزانہ طور پر اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اس طرح بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام جہاد کے ذریعے سے عالم میں پھیلا ہے اور مساجد و مدارس اور علماء کرام کے ذریعے سے برقرار چلا آ رہا ہے یہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ہے اور پھر ان مسلمانوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قوانین کو اس پر نافذ کریں گے، شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں:

چین و عرب ہمارا ، ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ، ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
تیغوں کے سائے میں پل کر جواں ہوئے ہم
خنجر ہلالؓ کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

سالارِ کارواں ہے میر حجاز صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جان ہمارا
(تیسرے شعر میں تغیر کی معذرت)

عبادات میں جہاد کی اہمیت

اسلام میں جتنی عبادات ہیں ہر ایک اللہ تعالیٰ کا حکم اور واجب الاطاعت ہے ، ہر عبادت کی اپنی الگ ایک شان ہے اور ہر عبادت کا اپنا ایک مقام ہے اور ہر عبادت کی اپنی ایک تاثیر ہے مثلاً نماز دین اسلام میں ایک عظیم عبادت ہے جس کی تاثیر ذکر اللہ اور عظمت الٰہی کا دل و دماغ میں پیوست ہونا ہے ، زکوٰۃ کی تاثیر پاکیزگی اور ہمدردی اور ایثار و قربانی اور خدمت خلق کا جذبہ دل و دماغ میں بیدار کرنا ہے اور روزے کی تاثیر کسر شہوت اور تحمل مشقت کی عادت اور جفاکش زندگی کی ریاضت کا مادہ جسم میں پیدا کرنا ہے ، اور حج کی تاثیر فدائیت اور والہانہ محبت و بے پناہ عقیدت اور دیوانہ وار عبادت کا فلسفہ دل و دماغ میں بٹھانا ہے لیکن جہاد وہ عظیم محنت و عبادت ہے جو ان تمام عبادتوں کے لئے بطور حفاظت مقرر کیا گیا ہے اور جو ان سب کے لئے دفاعی لائن کا کام کرتا ہے ، یہی وجہ ہے کہ باقی عبادات کو وقتی طور پر موخر کیا جا سکتا ہے مگر جہاد کو اپنی جگہ اور اپنے وقت سے اِدھر اُدھر نہیں کیا جا سکتا ہے ، چنانچہ اگر دشمن حملہ کرتا ہے اور مسلمان مقابلے میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور نماز کی بالکل فرصت نہیں ملتی ہے تو نماز کو موخر کیا جا سکتا ہے قضاء پڑھی جا سکتی ہے

لیکن جہاد کو موخر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اگر جہاد کو موقوف کیا گیا اور دشمن نے غلبہ حاصل کر لیا تو پھر نہ نماز رہے گی اور نہ نمازی رہیں گے اور نہ نماز کی جگہ رہے گی، اس لئے جنگ خندق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین نمازیں ظہر، عصر اور مغرب قضا ہو گئیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مورچے سے پیچھے نہیں ہٹے، جہاد کی تاثیر یہ ہے کہ عالم پر اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو اور پوری دنیا فتنہ وفساد سے امن میں ہو دین بھی محفوظ اور دنیا بھی محفوظ ہو۔

صلوٰۃِ خوف

اسی طرح اگر عین لڑائی میں نماز کا وقت آجاتا ہے اور سارے مجاہدین نماز میں شریک نہیں ہو سکتے تو قرآن کریم نے اجازت دیدی ہے کہ ایک طائفہ نماز پڑھے اور دوسرا طائفہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے جب پہلے طائفہ نے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لی تو وہ نماز ہی کی حالت میں جا کر مورچہ زن ہو جائے اور وہاں کا دستہ آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے اور پھر نماز کی حالت میں جا کر اس طائفہ کو نماز کے لئے بھیج دے جو وہاں متعین تھا وہ آکر اپنی نماز مکمل کر لے اور پھر جا کر اس طائفہ کو نماز کی طرف روانہ کر دے جو ابھی گیا ہے، صلوٰۃ خوف یعنی دشمن کے خوف کی وجہ سے جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کے کئی طریقے ہیں جن میں یہ ایک طریقہ ہے جو احناف نے اختیار فرمایا ہے۔

صلوٰۃ خوف کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اگر دشمن امام کے سامنے قبلہ رخ مد

مقابل کھڑا ہے تو پھر نماز خوف کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی جماعت کی کچھ صفیں پہلے سجدے میں جائیں اور باقی صفیں دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہیں، جب وہ طائفہ اٹھ جائے تو یہ لوگ سجدے میں چلے جائیں۔ اس طرح اگر دیکھا جائے اور سوچا جائے تو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ جہاد کتنا اہم ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح نماز خود پڑھائی ہے، روزے کو دیکھو کہ ایک عبادت ہے لیکن جہاد میں شرکت کے دوران اگر روزہ توڑنے کی ضرورت پیش آئے تو روزہ توڑنا پڑے گا تاکہ خوب سیر ہو کر کفار سے مقابلہ کرے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر عبادت کا نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے لیکن جہاد مقدس کا نقشہ سفر و حضر میں یکساں رہتا ہے بلکہ شریعت مطہرہ میں بعض ایسی خصوصیات ہیں جو بطور خاص جہاد کے ساتھ خاص ہیں، چند ایک ملاحظہ ہوں۔

جہاد کی خصوصیات

(۱)...... چونکہ جہاد میں دشمن سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے جنگی حربے استعمال کرنے پڑتے ہیں اس لئے اس میدان میں دشمن سے بچنے کے لئے یا دشمن کو زیر کرنے کے لئے "الخدعة" سے کام لینا جائز ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "الحرب خدعة" یعنی لڑائی تدبیر و حیلہ سازی اور مکر و فریب کا نام ہے اب اس میدان میں دشمن سے اپنے منصوبے مخفی رکھنے کے لئے خلاف واقع جملہ زبان پر لانا جائز ہے، مثلاً ارادہ کسی اور طرف جانے کا ہے اور ظاہر یہ کرے کہ میں کسی اور

طرف جارہا ہوں، کرنا کچھ اور ہے اور ظاہر کچھ اور کرے حقیقت کچھ اور ہے اور یہ کچھ اور بتائے دشمن کو خوف و ہراس میں ڈالنے کے لئے یا اس کو مرعوب کرنے کے لئے یا ان میں تفرقہ ڈالنے کے لئے وہ کچھ کیا جاسکتا ہے جو کچھ ہوسکتا ہے چاہے اس میں حقیقت سے ہٹ کر کچھ بولنا کیوں نہ پڑے البتہ یہ یاد رکھے کہ جب کسی قوم سے معاہدہ ہوجائے یا دیانت کے حوالے سے کچھ معاملہ آجائے تو اس میں دھوکہ کرنا یا خیانت کرنا اسلام میں جائز نہیں، اوپر جواز کی جو صورت بتائی گئی ہے وہ توریہ کی صورت ہے جس کو جنگی زبان میں کوڈ نمبر کہتے ہیں۔

(۲)...... جہاد کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو آدمی میدان جنگ مین ریشمی لباس استعمال کرسکتا ہے کہ جس سے دشمن کی تلوار یا کسی اور وار سے بچا جاسکتا ہو یا جسم میں کھجلی خارش وغیرہ کی شکایت ہو تو مجاہد ریشمی لباس زمانۂ جہاد میں استعمال کرسکتا ہے جبکہ اس کے علاوہ کسی وقت ریشمی لباس کا استعمال کرنا مردوں کے لئے جائز نہیں۔

(۳)...... نیز زمانہ جنگ میں دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے اگر کوئی مجاہد سفید ریش پر کالا خضاب لگانا چاہے تو وہ لگا سکتا ہے اسی طرح مونچھوں کو بڑھانا چاہے یا بالوں کو بڑھانا چاہے یا دشمن کو گرفت میں کرنے یا زخمی کرنے کے لئے ناخنوں کو لمبا کرنا چاہے تو جہاد کے پیش نظر یہ سب کچھ جائز ہے جبکہ جہاد کے علاوہ اس کی گنجائش نہیں ہے اگر حد اعتدال سے باہر ہو۔

(۴)......مجاہد اگر شہید ہو جاتا ہے تو ان کو غسل دیئے بغیر ہی اپنے لباس میں دفنایا جاسکتا ہے بلکہ ایسا ہی کرنا پڑتا ہے کیونکہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کی غرض سے اپنی جان کی قربانی دی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز سے نوازا ہے کہ اس کے لباس قمیص و شلوار کو ہاتھ نہ لگایا جائے تا کہ ان کی بے اکرامی نہ ہو جائے اسی طرح ان کے جسم اور زخم کے خون کو مشک و عنبر کا درجہ دے کر بغیر دھوئے رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں ایک طرف اعزاز بھی ہے اور دوسری طرف مجاہدین کے حالات کے پیش نظر سہولت بھی ہے کیونکہ پہاڑوں، میدانوں، صحراؤں اور خالی دروں میں کفن کا انتظام کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے خصوصاً جبکہ روزانہ کئی کئی آدمی شہید ہوتے ہیں۔ اسی طرح شہید کو غسل دینے سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کا اعزاز و اکرام کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ یہ پیش نظر تھا کہ جن دشتوں میں پینے کے لئے پانی کا ملنا دشوار ہوتا ہے وہاں کئی کئی شہیدوں کے غسل کا انتظام کہاں ممکن ہے اس لئے سہولت بھی دی اور اعزاز بھی دیا۔

(۵)......جہاد سے دین کے پھیلنے کے راستے کھلتے ہیں کیونکہ مفسدین اور فتنہ پرور کفار کا زور ٹوٹ جاتا ہے عوام الناس اسلام کو آزادانہ طور پر قبول کرتے ہیں اور خطہ میں امن قائم ہو جاتا ہے کیونکہ جہاں اسلام نافذ ہو وہاں امن کا ہونا لازم ہے۔ اسی طرح اسلامی معاشرہ کے قیام سے لوگ خود بخود اسلامی معاشرہ سے جڑ جاتے ہیں اور جوان صالح افراد کی حیثیت سے ابھرتے ہیں۔

تفسیر

مذکورہ سورت نساء کی آیت ۸۵ کی تفسیر میں شیخ الہند محمود الحسن ؒ لکھتے ہیں،
یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے یہ منافق اور کچے مسلمان جن کا ذکر اوپر گذرا ڈرتے
ہیں تو اے رسول! تُو تنہا اپنی ذات سے جہاد کرنے میں توقف مت کر، اللہ تعالیٰ تیرا
مدد گار ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تاکید کر دے جو ساتھ نہ دے اس کی پرواہ مت کر
،امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی کو روک دے گا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ضرور جہاد کے لئے جاؤں گا اگر چہ ایک بھی
میرے ساتھ نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۱۹)

جہاد کی اہمیت پر چند احادیث

(۱) وَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَ عُمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَ ذُرْوَةُ سِنَامِهِ اَلْجِهَادُ۔ (ترمذی شریف)

’’حضرت معاذ بن جبل ؓ ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اصل کام اسلام ہے اور اسلام کا عمود اور ستون نماز ہے
اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے‘‘۔

(۲) وَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اَبْوَابَ

الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ۔ (مسلم شریف)

''ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں''۔

(۳) وَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ (مسلم شریف)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک صبح اللہ کی راہ میں جہاد میں نکلنا اور ایک شام اللہ کی راہ جہاد میں نکلنا ساری دنیا اور اس کی تمام نعمتوں۔ سے بہتر ہے''۔

(۴) وَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ (ابوداؤد)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے خلاف اپنے مالوں سے اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو''۔

(۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ مَّاتَ فَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِّفَاقٍ۔

(مسلم شریف)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل ہی میں جہاد کا ارادہ کیا وہ ایک قسم کے نفاق پر مرے گا''۔

(۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ لَّقِیَ اللهَ بِغَیْرِ اَثَرٍ مِّنَ الْجِهَادِ لَقِیَ اللهَ وَفِیْهِ ثُلْمَةٌ۔ (ترمذی)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جو شخص قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس طرح حاضر ہوا کہ اس کے جسم پر کوئی نشان جہاد کا نہ ہو تو وہ ایک عیب کیساتھ اللہ کے ساتھ ملے گا''۔

یعنی جہاد کے میدان کا کوئی زخم نہیں لگا یا جہاد کے غبار و اسفار کا کوئی نشان نہ ہو۔

(۷) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْجِهَادُ مُخْتَصَرُ طَرِیْقِ الْجَنَّةِ۔

(المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۴)

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد جنت کا مختصر راستہ ہے''۔

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ یَّعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَآ اَجِدُهٗ۔ (بخاری: ۱/۳۹۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا عمل نہیں پاتا ہوں'' (جو جہاد کا ہم پلہ ہو)۔

(۹) قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اِذَا تَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَةِ وَ اَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ رَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَکْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللهُ عَلَیْکُمُ الذِّلَّةَ۔ (ابوداؤد)

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تم عینہ کا کاروبار شروع کرو گے اور بیلوں کے دموں کو پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا“۔

(عینہ ایک ناجائز بیع وشرا ہے)

وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی جَیْشِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ آمین۔

● ● ●

ہم کافروں سے کیوں لڑتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و قال اللہ تعالی فَإِذا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاء حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (سورۃ محمد)

"سو تمہارا جب کافروں سے مقابلہ ہو جائے تو ان کی گردنیں مارو (اڑاؤ) یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خون ریزی کر چکو تو مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لے کر چھوڑ دینا جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں"۔

و قال اللہ تبارك و تعالى: إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ (سورہ توبہ ۱۱۱)

"اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں"۔

قَالُوْا غَزَوْتَ وَ رُسُلُ اللّٰهِ مَا بُعِثُوْا
لِقَتْلِ نَفْسٍ وَ لَا جَآؤُا لِسَفْكِ دَمٍ

نصاریٰ نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے جہاد کیا حالانکہ اللہ کے رسول کسی کے قتل کرنے اور خون ریزی کے لئے نہیں بھیجے جاتے۔

جَهْلٌ وَ تَضْلِيْلُ اَحْلَامٍ وَ سَفْسَطَةٌ
فَتَحْتَ بِالسَّيْفِ بَعْدَ الْفَتْحِ بِالْقَلَمِ

یہ ان کی جہالت، عقلوں کو گمراہ کرنا اور دھوکہ دہی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلم سے ابتدا کرنے کے بعد تلوار سے ابتدا کی تھی۔

یعنی تلوار اٹھانے سے پہلے کفار کو خوب دعوت دی گئی تھی سمجھایا بجھایا تھا اکثر قرآن مجید مکہ مکرمہ میں اتر کر اتمام حجت ہو گیا تھا بلکہ اگر دیکھا جائے تو آیت قلم اسلام میں سب سے پہلے اتری ہے افتتاح تو قلم سے ہوا، لیکن کفار نے جب ہٹ دھرمی کی تو تلوار اٹھانی پڑی۔

عَلَّمْتَهُمْ كُلَّ شَيْءٍ يَجْهَلُوْنَ بِهٖ
حَتَّى الْقِتَالَ وَ مَا فِيْهِ مِنَ الذِّمَمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ہر اس چیز کی تعلیم دی جس سے وہ ناواقف تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنگ

کے طریقے اوران کی ذمہ داریاں بھی سکھادیں۔(قصیدہ احمد شوقی)

میرے مجاہد نوجوانو!

عام ذہنوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ مسلمان کافروں کو کیوں قتل کرتے ہیں اور میدان جہاد کو قائم کر کے ان کو کیوں مارتے ہیں؟ یہ سوال عام کفار بھی کرتے ہیں اور عام مسلمان بھی کرتے ہیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مناسب جواب دیا جائے جس کے ضمن میں جہاد کی حکمت بھی واضح ہو جائے گی۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانون کو اپنی عبادت کے لئے اور اپنی غلامی کے لئے پیدا فرمایا ہے، انسان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ سب انسانوں کا خالق و مالک ہے اب جو لوگ اپنے خالق و مالک کے ماننے سے بھی انکار کرتے ہیں اور اس کی عبادت واطاعت سے بیزار رہتے ہیں بلکہ کھل کر بغاوت پر اتر آتے ہیں اور کفر وشرک اور تمرد وسرکشی کے اعمال کو اپناتے ہیں تو ایسے لوگ درجہ حیوانیت میں چلے جاتے ہیں، أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ یعنی یہ لوگ جانوروں سے بدتر ہو جاتے ہیں کیونکہ حیوان دن بھر چرتا ہے تو شام کو اپنے مالک کے گھر آتا ہے مگر یہ انسان کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوا بلکہ مکمل طور پر بغاوت اور مقابلہ پر اتر آیا جب لوگ باغی ہون تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار اور وفا شعار بندون کو حکم دیا کہ اب ان کو مارو، ان کی جان اب ایک حیوان کی طرح ہے جس کا ذبح کرنا بھی جائز ہے اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور گھر

میں بطور خدمت رکھنا بھی جائز ہے" اصول فقہ میں "رق" یعنی غلام بنانے کے ابواب میں یہ ذکر ملتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ باغی انسان اللہ تعالیٰ کی غلامی قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم میرے غلام نہیں رہتے ہو تو میرے غلاموں کے غلام رہو اس طرح ان وفادار انسانوں کو یہ حق حاصل ہوا کہ وہ ان غداروں سے لڑیں اور انہیں ماریں اور انہیں قید کرلیں اور قید کرنے کے بعد ان کو غلام بنائیں اور پھر ان کی خرید وفروخت شروع کردیں یا اپنے گھر میں رکھیں اور ان سے خدمت لیں "اگر لونڈی ہے تو بغیر نکاح کے ان سے ہمبستری بھی کریں یہ سب کچھ جائز ہے"

مثال نمبر ا

اس کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ مثلاً ایک حکومت ہے اس میں بغاوت ہوئی اور فوج دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ایک حصہ باغی افواج کا بن گیا اور دوسرا حصہ حکومت کی وفادار فوج کا ہوگیا۔ اب حکومت اپنی وفادار فوج کو حکم دیتی ہے کہ اس باغی فوج کو ہلاک وتباہ اور قتل وبرباد کردو، ان کے اموال ضبط کرلو اور ان کو ختم کردو، اس لیے اس باغی فوج کے خلاف بھی اقدامی ہجومی اور تعاقبی عمل شروع ہوجاتا ہے، قرآن اور حدیث اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم کے اقدامات کی روشنی میں اقدامی جہاد بھی فرض ہے تاکہ اس باغی مخلوق کا صفایا ہوسکے، اگر انہوں نے اقدام کیا تو وفادار فوج کو دفاعی انداز سے بھی لڑنے کا حکم ہے۔

بہر حال اس حکم پر وفادار فوج میدان کارزار میں اترتی ہے اور جان کی بازی

لگا کر باغی افواج کا قلع قمع کرتی ہے، اس اقدام کو عرفاً اور قانوناً دنیا کے لوگ حق بجانب سمجھتے ہیں اور اس فعل کو وہ مستحسن عمل قرار دیتے ہیں بالکل اسی طرح مسلمان اللہ جل جلالہ کی وفادار فوج ہے ان کو حکم ہے کہ ان باغی افواج (جو کفار ہیں) کو قتل کر دو، انکی جان، مال، اولاد اور بیوی بچے تمہارے لئے حلال ہیں، اب صورت حال یہ بنی کہ اگر اس باغی فوج نے اس وفادار فوج کو مارا تو ان وفادار افواج کو صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق حاصل ہے کہ ہمیں کیوں مارا جا رہا ہے اور ہم وفاداروں کو کیوں قتل کیا جا رہا ہے لیکن اگر وفادار افواج نے باغی افواج کو مار کر پسپا کیا یا قید کیا تو ان کو اصولاً چیخنے یا فریاد کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ یہ باغی فوج ہے جو صدائے احتجاج بلند کرنے سے محروم ہے کیونکہ یہ ظالم ہیں اور ظالم کی سزا بہر حال تباہی اور بربادی ہوتی ہے اسی کی طرف کسی شاعر نے اشارہ کیا ہے،

نُسَمّٰی الظَّالِمِیْنَ وَ مَا ظَلَمْنَا
وَ لٰكِنَّا نُبِیْدُ الظَّالِمِیْنَا

ہم مسلمانوں کو ظالم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حالانکہ ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا البتہ ظالموں کو ہم تباہ و برباد کرتے ہیں۔

مثال نمبر ۲

کفار کے قتل کے اس پس منظر کو آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ مثلاً پوری دنیا کے انسان ایک جسم کی مانند ہیں مگر کفار اس جسم کا وہ حصہ ہے جو خطرناک ناسور

میں مبتلا ہے اب ہر عقل مند یہ فیصلہ کرے گا کہ اس ناسور کا آپریشن ہونا چاہئے ورنہ یہ ناسور پورے جسم کو کھا جائے گا اور جسم کے صحت مند حصے کو بھی متاثر کردے گا ۔ اِدھر ڈاکٹروں نے بھی متفقہ فیصلہ سنادیا کہ اس حصہ کو فی الفور کاٹا جائے کیونکہ یہ حصہ فاسد ہوچکا ہے، اب انصاف کیجئے اس حصہ کا آپریشن باقی جسم کی حفاظت کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ یقینا جواب اثبات میں ہوگا ، بعینہ قتل کفار کی یہی صورت ہے، یہ ایک فاسد حصہ ہے جو عالم کائنات میں جسم انسانی کے لئے ناسور بنا ہوا ہے۔میدان جہاد میں اس کا آپریشن نہایت ضروری ہے تاکہ یہ حصہ باقی جسم کو خراب نہ کردے اس مثال کے لئے بطور دلیل آپ خیبر کی جنگ سامنے رکھ دیجئے کہ وہاں ۹۲ یہودی مارے گئے اور جسم انسانی سے اس خطہ میں فاسد حصہ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اسی سرزمین پر کروڑوں انسان اسلام پر پیدا ہو رہے ہیں اور اسلام پر مر رہے ہیں اور جنت جارہے ہیں ۔ اگر اس وقت فاسد حصہ کا آپریشن نہ ہوتا تو وہ حصہ اب تک موجود ہوتا اور لوگ یہودی یا نصرانی پیدا ہوتے اور یہودیت و عیسائیت پر مر کر سب جہنم چلے جاتے۔

قرآن کریم اور قتال کفار

میدان جہاد میں قتل کفار کے سلسلے میں قرآن عظیم نے غیر مبہم الفاظ میں تصریح کردی ہے کہ فتنہ اور شرک وکفر ختم کرنے کی غرض سے ان کافروں کو اس وقت تک قتل کرو جب تک فتنہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوجاتا، ان کی گردنیں اڑاؤ اور ٹھیک

ٹھیک ان کے ایک ایک پور پر کاری ضرب لگاؤ۔

قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ ان کفار کو مارو کیونکہ اب اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دینا چاہتا ہے اور ان کو رسوا کرنا چاہتا ہے اور تمہاری مدد کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں کے سینوں اور دلوں سے غیظ و غضب کی سوزش کو نکال کر ان کے سینوں کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن یہ بھی بیان کرتا ہے کہ شیطان کے حامیوں سے خوب لڑو اور کفر کے سرغنوں کو قتل کرو کیونکہ ان لوگوں کا کوئی عہد و پیمان نہیں، قرآن کریم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ان کفار کو اعلان جنگ کے بعد جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے تم ان کو نکالو، قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ ان کو قتل کرو کیونکہ کفار کی سزا یہی ہے، قرآن کا یہ بھی اعلان ہے کہ سب مشرکوں سے ہر حال میں ایسا ہی لڑو جیسے وہ ہر حال میں تم سب سے لڑتے ہیں، قرآن ہمیں یہ تعلیم بھی دیتا ہے کہ اپنے قریب کے کافروں سے اس طرح لڑو کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔

قرآن کہتا ہے کہ کفار سے لڑنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں بھاری معلوم ہوتا ہے لیکن بسا اوقات ایک چیز تمہیں بھاری معلوم ہوتی ہے مگر انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے لئے فائدہ مند ہوتی ہے اور ایک چیز تمہیں اچھی لگتی ہے (یعنی نہ لڑنا) مگر انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے لئے بری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔

قرآن ہماری غیرت کو اس طرح بھی جھنجھوڑتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں نہیں لڑتے ہو حالانکہ ضعیف مرد اور عورتیں اور بچے فریاد کر کے

کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس شہر سے نکال دے جس کے رہنے والے ظالم ہیں،
الغرض قرآن عظیم کی تمام آیتوں کی طرف اشارہ مشکل ہے کیونکہ قتل وقتال کے متعلق
قرآن کریم میں ۷۹ صیغے ایسے استعمال ہوئے ہیں جو کفار سے لڑنے، انہیں مارنے اور
مارنے والوں کی حوصلہ افزائی کے بارے میں ہر انداز سے آئے ہیں، مضارع کے صیغے
بھی ہیں اور ماضی کے بھی اور مصدر واسم فاعل کے صیغے بھی ہیں ان کو الگ الگ گن کر
دیکھ لیا جائے تو ستر آیتوں سے یہ آیتیں کم نہیں ہوں گی اس کے علاوہ جو جہاد کے صیغے
ہیں وہ ۲۶ صیغے ہیں جس سے بیس سے زیادہ آیتوں کا پتہ چلتا ہے اور وہ آیتیں جس
میں ضرب کے صیغے آئے ہیں وہ بھی کافی ہیں اور وہ عام آیتیں جو میدان جہاد کے متعلق
قرآن کریم میں موجود ہیں وہ تو بہت زیادہ ہیں، اس سے ہر مسلمان کو سمجھ لینا چاہئے کہ
اللہ تعالیٰ کی باغی مخلوق سے لڑنا انہیں قتل کرنا اور انہیں راہ راست پر لانا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے
اور مسلمانوں کا ایک دینی فریضہ ہے یہ ظلم نہیں بلکہ ظالم کو ہٹانا مٹانا ہے۔

نُسَمّٰی الظّٰالِمِیْنَ وَ مَا ظَلَمْنَا
وَ لٰکِنَّا نُبِیْدُ الظّٰالِمِیْنَا

ہمیں ظالم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حالانکہ ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے
البتہ ظالموں کو ہم تباہ و برباد کرتے ہیں۔

تفسیر

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ نے سورت بقرہ آیات ۲۵۱، کی تفسیر میں

چند جملے ارشاد فرمائے ہیں ملاحظہ ہو: ”اس سے معلوم ہو گیا کہ حکم جہاد ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور اس میں اللہ کی بڑی رحمت اور احسان ہے نادان کہتے ہیں کہ لڑائی نبیوں کا کام نہیں“۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۲)

احادیث اور قتال

جس طرح قرآن کریم میں کفار سے قتل وقتال کے غیر مبہم بلکہ واضح احکامات موجود ہیں اور کثیر مقدار میں آیات ہیں بالکل اسی طرح احادیث مقدسہ میں بڑے پیمانے پر کفار سے لڑنے اور انہیں مارنے اور قتل کرنے کے فضائل ومسائل اور واضح دوٹوک احکامات موجود ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں کتاب الجہاد طویل مباحث اور میدان جنگ کے تمام فضائل پر مشتمل ہوتی ہے، صرف بخاری شریف میں کتاب الجہاد ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے اور جلد ثانی میں کتاب المغازی ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، اس طرح جہاد وغزوات کے مباحث مکمل بخاری شریف میں ۱۴۲ صفحات پر مشتمل ہیں جو ۷۱ اوراق بنتے ہیں، یہ کوئی معمولی اہتمام نہیں بلکہ بہت بڑا اہتمام ہے۔

فضائل جہاد احادیث کی روشنی میں

(۱) وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَجْتَمِعُ کَافِرٌ وَ قَاتِلُهٗ فِی النَّارِ اَبَدًا ۔ (مسلم شریف)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کافر اور اس کا مارنے والا (مسلمان) کبھی بھی دوزخ میں یک جا نہیں ہوسکتے یعنی مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں ہوگا"۔

(۲) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَنْ يَّبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔ (مسلم شریف)

"حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں میں سے کوئی نہ کوئی جماعت اس دین کی حفاظت کے لئے لڑتی رہے گی یعنی قرب قیامت تک روئے زمین جہاد سے خالی نہیں رہے گی کسی نہ کسی صورت میں کہیں نہ کہیں جہاد ہوتا رہے گا"۔

(۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ غَارِيْنَ فِيْ نَعَمِهِمْ بِالْمُرَيْسِيْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَ سَبَى الذُّرِّيَّةَ۔ (بخاری ومسلم)

"حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی المصطلق پر اس وقت ٹوٹ پڑے تھے جب وہ مریسیع میں اپنے مویشیوں کے درمیان غافل پڑے تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر لے آئے"۔

(۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ ، فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَاءُ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (بخاری و مسلم)

’’حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک تو وہ شخص ہے جو مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے دوسرا وہ شخص ہے جو شہرت اور نام و نمود کے لئے لڑتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے اور اس کی بہادری کا ڈنکا ہر طرف بجے ان تینوں میں کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہو جائے وہ اللہ کے راستے اور صحیح جہاد میں ہے‘‘۔

(۵) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَّاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلُ آخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ ۔ (ابوداؤد)

’’حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی کوئی نہ کوئی جماعت ہمیشہ حق کی حمایت و حفاظت کے لئے لڑتی رہے گی اور جو شخص بھی اس (جماعت) سے دشمنی کرے گا وہ اس پر غالب رہے

گی یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ مسیح دجال سے جنگ کریں گے"۔

(۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُوْرِثُوا الْجِنَانَ۔

"حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو عام کرو اور محتاج لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور کفار کی کھوپڑیاں (جہاد میں) اڑاؤ جنت کے وارث بنائے جاؤ گے"۔ (ترمذی)

(۷) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (ابوداؤد)

"حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ جہاد میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر (تھوڑی دیر کے لئے) بھی لڑا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی"۔

(۸) وَعَنْ ثَوْبَانَ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلٰى اَهْلِ الطَّائِفِ۔ (ترمذی مرسل)

"حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف پر منجنیق نصب کی"۔

(۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَرَادَ قَتَلَ

عُقْبَةَ ابْنَ اَبِیْ مَعِیْطٍ قَالَ مَنْ لِلصِّبْیَةِ؟ قَالَ النَّارُ ۔ (ابو داؤد)

''حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میری بچیوں کا کیا بنے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے دوزخ ہے''۔

(۱۰) غزوۂ بنو قریظہ میں گرفتار شدہ ایک نوعمر لڑکے عطیہ قرظی کا بیان ہے کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں شامل تھا ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کئے گئے، صحابہ کرام ہر نوعمر لڑکے کو دیکھتے تھے اگر زیر ناف بال موجود ہوتے تو اس کو جوانوں میں شامل کر کے قتل کر دیا کرتے تھے اور جس کے بال نہ آئے ہوں اس کو چھوڑ دیا کرتے تھے میری شرم گاہ کو بھی دیکھا تو بال نہیں اگے تھے اس لئے مجھے قیدیوں میں رکھا۔

(۱۱) میدان احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ایک کافر ابی بن خلف کو نیزہ مار کر قتل کیا تھا۔

مکہ مکرمہ جب فتح ہوا تو ابن خطل بیت اللہ کے پردوں میں لپٹا ہوا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ جاؤ اسے قتل کر دو، کعب بن اشرف اور ابو رافع اور ابو عفک یہودی سب کو آپ کے حکم پر صحابہ کرام نے موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے لاکھوں کفار کو سرزمین شام اور پھر مصر، پھر دیار بکر اور پھر فارس میں قتل کیا کیونکہ قرآن کریم واحادیث نے صحابہ

کرام کو واضح طور پر ان کے قتل کا حکم دیا تھا لہٰذا صحابہ نے قرآن پر عمل کیا اور کفار کو مارا یہ نہیں کہ صحابہ جو قرآن کریم کے پہلے مخاطب تھے انہوں نے عیاذ باللہ قرآن پر عمل نہیں کیا؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قرآن کے احکامات کا حق ادا کیا اور مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک ساری زمین پر غلبہ حاصل کر کے اسلام کو حاکم بنایا اور کفار کو نیست و نابود کیا۔ سچ ہے

خَلَقَ اللهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا

وَرِجَالًا لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

"اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو جہاد کے لئے اور بعض کو صرف کھانے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

قرآن و حدیث

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (۳۹ انفال)

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (۳۹ حج)

بڑوں کی جرأت، چھوٹوں کی ہمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ و علی آلہ و صحبہ الذین اوفوا عھدہ، أما بعد

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ

بلقیس نے کہا میری طرف ایک معزز خط لکھا گیا ہے درحقیقت یہ سلیمان ؑ کی طرف سے ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہے کہ مجھ پر سرکشی نہ کرو بلکہ جھک کر میری طرف آؤ۔

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ "اَسْلِمْ تَسْلَمْ"

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ہرقل اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے (ورنہ تیرا بچنا محال ہے)

نگہ بلند سخن دلنواز جان پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جُرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

محترم علماء کرام اور معزز سامعین!

میں آپ حضرات کے سامنے جہاد مقدس کے عنوان سے ایک ایسے پہلو پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے بہت کم سنا ہوگا۔ جہاد کے حوالے سے ہمیں انتخاب موضوع میں یہ دشواری ہوتی ہے کہ اس کے کس پہلو سے بحث کی جائے کیونکہ جہاد کے اتنے زیادہ فضائل و مسائل ہیں کہ ایک ایک پہلو مستقل وقت چاہتا ہے اور مستقل تفصیل مانگتا ہے اس وقت میں آپ کے سامنے وقت کے تقاضے کے مطابق جہاد کے اس پہلو پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بڑوں میں جب ہمت و جرأت اعلیٰ پیمانہ پر ہوتی ہے تو اس کا ایک نفسیاتی اثر چھوٹوں پر پڑتا ہے اگر بڑے عالی ہمت ہو کر زبان سے بڑی اور عالی ہمت بات کرتے ہیں تو چھوٹوں کو اس سے حوصلہ ملتا ہے۔ میری مراد بڑوں اور چھوٹوں سے حکمران اور عوام ہے اگر حکمران شہامت و جرأت اور شجاعت والے ہوتے ہیں تو اس کا براہ راست اثر عوام پر پڑتا

ہے اور عوام ہمت والے بن جاتے ہیں تو سب سے پہلے آپ اس بات کو سمجھ لیں کہ جو قومیں اور حکمران اپنے قانون پر چلتے ہیں تو جتنا وہ اپنے قانون کو بلند رکھیں گے اتنا ہی وہ خود بلند ہوتے جائیں گے اور جتنا وہ اپنے قانون کو گرائیں گے اتنا وہ ذلت کے غاروں میں جا گریں گے بلکہ قانون کی گراوٹ سے دس گنا زیادہ وہ نیچے جا کر گریں گے۔

پھر بات قانون کی بھی ہے جتنا کسی کا قانون بلند و عالیشان ہوگا اتنا ہی وہ لوگ خود عالیشان ہوں گے اور یہ بات ظاہر ہے کہ سب سے عالی شان قانون اور نظام مسلمانوں کے پاس ہے اگر مسلمان اپنے اس قانون کو بلند رکھیں گے تو اس شان والے قانون کی برکت سے مسلمان عالی شان بن جائیں گے جس طرح کہ سلف صالحین میں ایسا ہی ہوا اور اس راز کی طرف اس حدیث میں اشارہ بھی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے سے بعض لوگوں کو آسمان عروج پر بلند فرماتا ہے اور بعض کو قعر مذلت میں نیچے گرا دیتا ہے۔

تو اس کو اپنانے والے بلند ہوں گے اور چھوڑنے والے ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔ پھر جب قانون بلند ہو اور قانون پر چلنے والے بھی بلند ہوں تو وہ جب کوئی بات کریں گے وہ بات بھی بلند ہوگی، جرأت و شجاعت اور ہمت والی ہوگی

جس کا براہ راست اثر ماتحت حضرات پر پڑے گا اور وہ ہمت والے ہوتے چلے جائیں گے چند بڑوں کی جرأت والی باتیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی جرأت

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی نے بادشاہی حکم دے کر اتنی جرأت والی بات نہیں کی ہوگی اور اتنا جرأت مندانہ خط کسی بادشاہ کے نام کسی نے نہیں لکھا ہوگا جو سلیمان علیہ السلام نے لکھا ہے تاریخ عالم میں اگر کسی بادشاہ نے کسی بادشاہ اور کسی سلطنت کے نام سب سے زیادہ زوردار خط لکھا ہے تو وہ حضرت سلیمان ؑ کا خط ہے جس کو قرآن نے بھی نقل کیا ہے۔

قصہ یوں پیش آیا کہ ہُدہُد پرندہ سیر وتفریح کے طور پر نکل گیا اور اچانک ملک سبا میں ملکہ بلقیس کی سلطنت میں جا پہنچا۔ وہاں ہُدہُد نے دیکھا کہ ایک سلطنت قائم ہے زمام اقتدار مشرکین وکفار کے ہاتھ میں ہے اور سربراہ مملکت ایک عورت ہے جس کا نام بلقیس ہے۔ ہُدہُد نے واپس آکر سارا نقشہ حضرت سلیمان ؑ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلیمان ؑ نے ہُدہُد سے فرمایا کہ میں تجھے آزماتا ہوں کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ بولکر جان بچاتے ہو۔ چلو میں ایک خط اس سلطنت کے نام لکھ دیتا ہوں پتہ لگ جائے گا کہ حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ آپ ؑ نے اس طرح خط لکھا:

إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا

عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○ (نمل)

یعنی ”یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ مجھ پر سرکشی اور زور آزمائی مت کرو بلکہ گردن جھکا کر آجاؤ۔“

اس خط کو ملکہ بقلیس نے پڑھا حیران ہوئیں کہ سارے دروازے بند تھے یہ خط اندر تخت پر لاکر کس نے رکھا پھر اس سے مزید گھبرا گئیں کہ اس زوردار دوٹوک الفاظ میں خالص اطاعت کی طرف بلانے والے کیسے آدمی ہیں۔ چنانچہ ملکہ بلقیس نے اسمبلی کا اجلاس طلب کیا اور یہ خط پڑھ کر سنایا اور کہا کہ میں اکیلی کوئی فیصلہ نہیں کرتی ہوں آپ بتائیں کہ کیا کرنا چاہیے اس وقت کے شاہ کے وفاداروں نے شاہ سے بڑھ کر وفاداری کا مظاہرہ کیا خوب ڈینگیں ماریں اور اپنی طاقت کا بھرپور اعلان کیا۔ ملکہ بلقیس نے کہا کہ یہ ایک بادشاہ کی طرف سے خط ہے بڑا زوردار اور بڑا مزیدار ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ بادشاہ لوگ جب کہیں چڑھائی کرتے ہیں تو سب کچھ برباد کر جاتے ہیں۔ بڑے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں اور نقشہ بدل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے، ہاں میں سیاسی طور پر اس بادشاہ کو آزماتی ہوں کہ دنیاداری پر یہ خط مبنی ہے یا اس کے پیچھے وہی حقیقت ہے جو اس میں لکھی ہے۔ چنانچہ ملکہ بلقیس نے بڑے تحفے تحائف اور سونا چاندی اور غلام پیکر جمال و کمال بھیج دیئے، اِدھر حضرت سلیمانؑ نے حکم دیدیا کہ اتنے میل کے فاصلے پر ایک سڑک اس راستے پر بنائی جائے جس سے یہ لوگ آرہے ہیں اور سڑک میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک

چاندی کی جوڑ کر اس کے اوپر سمندری جانوروں کو باندھ لیا جائے

چنانچہ سونے چاندی کی اینٹوں سے یہ سڑک تیار ہوگئی اور بلقیس کے لوگ اس پر پہنچ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ یہاں تو سڑکیں سونے چاندی سے بنی ہوئی ہیں وہ لوگ اپنا تحفہ ظاہر ہی نہ کر سکے اور واپس چلے گئے۔ پھر ملکہ بلقیس مسلمان ہو کر گردن جھکا کر آگئیں اور اس کے ملک پر اسلام اور حق کا جھنڈا لہرانے لگا۔

اس قصہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جب بڑوں میں جرأت ہوتی ہے تو چھوٹوں میں ہمت آجاتی ہے اور اگر بڑے کمزور پڑ جاتے ہیں معذرت منت سماجت پر اتر آتے ہیں تو چھوٹے بزدل بن جاتے ہیں۔ اب اسی خط کو لیجئے یہ سربراہ مملکت کا ایک مختصر ترین خط ہے سربراہ بادشاہ خلیفہ بھی ہے اور وقت کا نبی اور پیغمبر بھی ہے۔ اس وقت یہ خط نشریات کے اپنے انداز سے خوب پھیل گیا ہوگا تو عوام الناس پر اس کا کتنا بڑا اثر ہوا ہوگا۔ سچ ہے

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

تفسیر:

اس خط کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحؒ کے چند جملے بھی ملاحظہ ہوں:

"ایسا مختصر، جامع اور پُرعظمت خط شاید ہی کسی نے لکھا ہو، مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ نہ حاصل ہوگا، خیریت اسی میں ہے کہ

اسلام قبول کرو اور حکم بردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ، تمہاری سستی اور تکبر میرے آگے کچھ نہ چلے گا۔" (تاریخ ثانی ص ۵۰۵)

رسول الملاحم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط

بڑوں میں جب جرأت وشجاعت ہوتی ہے تو چھوٹوں پر اس کا نفسیاتی اور طبعی اثر پڑتا ہے بڑوں کی زبان سے جب جرأت کی بڑی بات نکلتی ہے تو چھوٹوں کو حوصلہ ملتا ہے اور ان کی ہمتیں بلند ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے مسلمانوں کے بادشاہ اور خلیفہ کے لئے شجاعت اور جرأت و بہادری کو بطور شرط ذکر کیا ہے اور ایسا خلیفہ خود بخود معزول ہو جاتا ہے جو کسی فیصلہ کے قابل نہ ہو اور انتہائی درجہ کا بزدل ہو، اس کی وجہ یہی ہے کہ بادشاہ اپنی بزدلی کی وجہ سے پوری امت مسلمہ کو بزدل بنا کر چھوڑ دے گا اور اسلام کا بڑا نقصان ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم شجاعت اور بڑی ہمت عطا کی تھی گویا آپ کے حق میں کسی نے کہا:

لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰى لِكِبَارِهَا
وَ هِمَّتُهُ الصُّغْرٰى اَجَلُّ مِّنَ الدَّهْرِ

یعنی "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی ہمتوں کا تو کوئی اندازہ نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی ہمت بھی پہاڑوں اور زمانوں سے بڑی ہوتی ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہادری کے متعلق حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ گھمسان کی سخت لڑائی میں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آڑ لے کر کھڑے ہوجاتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی خوف نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے بہادروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قبول کر کے مانا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ بہادر نہ ہوتے تو کبھی بھی حضرت خالد بن ولیدؓ یا ضرار بن ازورؓ یا علی مرتضیٰؓ جیسے بہادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبی ماننے کے لئے تیار نہ ہوتے کیونکہ طبعی طور پر بہادر آدمی کسی بزدل آدمی کی اطاعت کو قبول نہیں کرتا ہے۔

اب آیئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو خطوط ملاحظہ فرمائیں جس میں سے ایک خط اس وقت کے سپر پاور ہرقل بادشاہِ روم کے نام تھا دوسرا کسریٰ بادشاہ فارس کے نام تھا جو اس وقت کی دوسری سپر طاقت کہلائی جاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہرقل کے نام جو خط لکھا اس کے ابتدائی چند جملے ملاحظہ ہوں۔

ہرقل کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ ، اَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ

عَلَيْكَ اِثْمُ الْاَرِيْسِيِّيْنَ الخ۔

یعنی یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے روما سلطنت کے بڑے ہرقل کے نام ہے جو کوئی ہدایت قبول کرے اسے سلام قبول ہو۔

امابعد! میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے (ورنہ تیرا بچنا محال ہے) اسلام لے آؤ اللہ تعالیٰ تجھے دو اجر عطا کر دے گا اگر تم نے اعراض کیا تو وڈیروں اور رعایا کی ساری ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔

شاہ فارس کسریٰ کے نام خط

مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى كِسْرٰى عَظِيْمِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِاُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ اَسْلِمْ تَسْلَمْ فَاِنْ اَبَيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْمَجُوْسِ۔

یعنی یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے فارس کے بڑے کسریٰ کے نام ہے جو کوئی حق کو قبول کرے اس پر سلامتی ہو، میں تجھے اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کی طرف سے سارے انسانوں کے لئے رسول ہوں تاکہ میں اسلام پر آنے والے کو ڈراؤں اور کافروں پر اتمام حجت ہو جائے۔ اسلام لے آؤ بچ جاؤ گ (ورنہ تیرا بچنا محال ہے) اگر تم نے اسلام سے انکار کیا تو مجوسیوں کا سارا گناہ تم پر ہوگا۔

شاہ مصر مقوقس کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی الْمُقَوْقِسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی اَدْعُوْكَ بِدِعَایَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ، اَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰہُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْكَ اِثْمَ اَھْلِ الْقِبْطِ

یعنی یہ خط اللہ کے بندے محمد رسول اللہ کی طرف سے مصری قبطیوں کے بڑے مقوقس کے نام سے ہدایت قبول کرنے والے پر سلام ہو۔

امابعد! میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے (ورنہ تیرا بچنا محال ہے) اسلام لے آؤ تجھے اللہ دو اجر عطا کرے گا اور اگر تم نے اعراض کیا تو قبطیوں کا سارا گناہ تم پر ہوگا۔

شاہ یمامہ ہوذہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ھَوْذَةَ بْنِ عَلِیٍّ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَ اعْلَمْ اَنَّ دِیْنِیْ سَیَظْھَرُ اِلٰی مُنْتَھَی الْخُفِّ وَ الْحَافِرِ فَاَسْلِمْ تَسْلَمْ۔

یعنی محمد کی طرف سے یہ خط ہوذہ بن علی کے نام ہے جو کوئی حق کو قبول کرے اس پر سلام ہو۔ خوب یاد رکھو! میرا یہ دین عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جہان تک اونٹ کا موزہ اور گھوڑے کا کُھر پہنچ سکتا ہے۔ پس اسلام قبول کرلو بچ جاؤ گے (ورنہ بچنا محال ہے) یعنی جہاں اونٹ اور گھوڑا پہنچے گا وہاں تک جہاد ہوگا اور دین پھیلے گا۔

محترم سامعین!

یہ فرامین نبی الرحمۃ و رسول الملاحم کے ہیں صاحب الجمل الاحمر و السیف المشهر کے ہیں، جیش الانبیاء والمرسلین کے ہیں۔ ان کی عظمت کو دیکھو اور ان کی حقیقت وحقانیت، سنجیدگی ومتانت کو دیکھو ان کی سادگی اور قوت کو دیکھو۔ بڑوں کے جملے جب اس طرح پُرعزم ہوں تو چھوٹوں کو اس سے حوصلہ ملتا ہے اور اگر بڑوں کے جملے معذرت خواہانہ ہوں عاجزانہ ہوں اور منت وسماجت پر مبنی ہوں تو دشمن شیر ہو جاتا ہے اور رعیت بزدل بن جاتی ہے پھر مسلمان اپنے عقیدے اور تقدس کو کبھی بھی محفوظ نہیں رکھ سکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پُرشکوہ اور پُرعظمت خطوط سے آپ اندازہ لگائیں کہ جب ۱۴ سو سال بعد بھی ان خطوط میں اتنی جان ہے کہ آج کا کمزور مسلمان اس سے ایک عجیب حوصلہ حاصل کرتا ہے تو اس وقت جب ان جملوں کا چرچا ہوا ہوگا اس سے لوگ کتنے حوصلہ مند ہوئے ہوں گے۔ یہی خطوط وہ بنیاد تھی۔

جس پر صحابہ کرامؓ نے سرزمین شام میں جہاد کیا اور اس کو فتح کیا پھر دیار بکر فتح کیا اور پھر وسط ایشیا کی سرحدوں اور فارس کے آخری ایوانوں تک پہنچ کر اسلام کا جھنڈا بلند کیا اور اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کیا۔

انہی خطوط میں جلندی کے دو بیٹوں کے نام بھی ایک خط ہے جس میں اس طرح عظیم جملے واقع ہیں۔

اَسلِمَا تَسلَمَا فَاِنِّی رَسُولُ اللہِ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً وَاِن اَبَیتُمَا اَن تُقِرَّا بِالاِسلَامِ فَاِنَّ مُلکَکُمَا زَائِلٌ عَنکُمَا وَ خَیلٌ تَحُلُّ بِسَاحَتِکُمَا وَ تَظھَرُ نُبُوَّتِی عَلٰی مُلکِکُمَا۔

''یعنی اسلام لے آؤ تم دونوں بچ جاؤ گے (ورنہ بچنا محال ہے) پھر یہ سنو کہ میں سارے انسانوں کے لئے اللہ کی طرف سے رسول ہوں اور اگر تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو یاد رکھو کہ تم دونوں کی حکومت زائل ہونے والی ہے اور تمہارے آنگنوں، صحنوں اور میدانوں میں غازیوں کے گھوڑے حملہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب آجائے گی۔

یہ عظمت کے وہ اعلانات تھے جن سے عام صحابہ کرام کو حوصلہ ملا اور وہ دنیا کے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے مالک ہوگئے اور وہاں پر اللہ کا دین بلند کیا۔ اسی نقشہ کو حضرت حسانؓ اپنے شعر میں اس طرح سے پیش کرتے ہیں۔

وَ كُنَّا مَتٰى يَغْزُ النَّبِيُّ قَبِيْلَةً
نَصِلُ جَانِبَيْهِ بِالْقَنَا وَ الْقَنَابِلِ

"یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی قبیلہ کے خلاف اعلان جنگ فرماتے ہیں تو ہم نیزوں اور گھوڑوں کے ذریعے سے آپ کے دونوں جانب چاق وچوبند دستوں کی طرح کھڑے ہوجاتے ہیں"۔

صدیق اکبرؓ کا جرأت مندانہ اعلان

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوگئے۔ آپؓ نے ایک جرأت مندانہ اعلان اس وقت کیا جب کہ مرتدین کیساتھ جنگ شروع ہونے والی تھی اور جیش اسامہ کو شام کی طرف روانہ کرنے اور نہ کرنے میں رائے کا اختلاف آنے لگا تھا۔

پہلا اعلان

جب حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہ نے اصرار کیا کہ مدینہ کو مرتدین کی طرف سے خطرہ لاحق ہے لہٰذا اسامہ کا لشکر شام کی طرف نہ بھیجا جائے تو صدیق نے اس طرح اعلان کیا:

"حالات جیسے بھی ہوں، نتائج کیسے بھی ہوں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترتیب دیا ہوا لشکر ضرور بضرور اپنے جہادی مہم پر جائے گا۔ خدا کی قسم! جس جھنڈے کو حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے باندھا ہے میں اُسے ہرگز نہیں کھولوں گا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے کتے اور بھیڑیئے بھی اُچک لیں تب بھی اسامہ کا لشکر روانہ کروں گا۔ میرے جسم کی بوٹیاں پرندے نوچ نوچ کر لے جائیں وہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فیصلے میں تغیر کروں۔ خدا کی قسم! اگر ازواج مطہرات پر بھی کتے حملہ آور ہو جائیں تب بھی میں جیش اُسامہ روانہ کروں گا۔ اگر کوئی نہ ملا تو میں اکیلے اس مہم پر چلا جاؤں گا"۔

محترم دوستو!

ذرا سن تو لیں یہ کون سی آواز ہے جو بجلی کی طرح کانوں کے پردے جلا کر ہٹا رہی ہے یا آسمان کی کڑک ہے جو دلوں کو جھنجوڑ رہی ہے۔ تاریخ نے لکھا ہے کہ اس اعلان کے بعد صحابہ کرام ؓ اس جوش سے تیار ہو گئے کہ مدینہ میں ایک عجیب منظر دیکھنے والوں نے دیکھا۔

دوسرا اعلان:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جزیرۂ عرب میں اکثر لوگ تو مرتد ہو کر اسلام سے پھر گئے اور کچھ نے صرف زکوٰۃ سے انکار کیا تھا یعنی نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے کلمہ شہادت کا اقرار بھی کرتے تھے لیکن خلیفۂ رسول صدیق اکبرؓ کو زکوٰۃ دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان لوگوں کے

خلاف بھی لڑنے کا اعلان کیا تو اس پر حضرت عمر فاروقؓ اور صدیق اکبرؓ کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے کہ یہ لوگ کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں آپ ایک کلمہ گو کے خلاف کیسے جہاد کریں گے؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا اگرچہ وہ نمازیں پڑھتا ہو میں ان کے خلاف لڑوں گا اور پھر حضرت عمر فاروقؓ کو یہ تاریخی جملے ارشاد فرمائے:

أَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ ؟

اے عمر! جاہلیت میں تو بڑے دلیر، جری اور بہادر تھے کیا اسلام میں بزدل بن رہے ہیں؟

إِنَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ أَيَنْقُصُ (الدِّيْنُ) وَأَنَا حَيٌّ ؟

بے شک دین اسلام مکمل ہو چکا ہے، وحی بند ہو گئی ہے کیا دین مٹتا رہے گا اور میں زندہ رہوں گا؟ (یہ نہیں ہو سکتا)

عزت و عظمت اور جرأت و شجاعت کے ان جملوں نے صحابہ کرامؓ میں نئی روح پھونک دی اور پھر سب نے متفق ہو کر مرتدین کے خلاف کاروائی کی۔

تیسرا اعلان

صدیق اکبرؓ جب داخلی طور پر مرتدین کی سرکوبی سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ارادہ کر لیا کہ اب جزیرہ عرب سے باہر جہادِ مقدس کے اس عظیم عمل کو جاری کرنا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے صدیق اکبرؓ نے مدینہ منورہ میں عام صحابہ کرامؓ کے

سامنے ایک زوردار خطبہ دے کر سلطنت روما سے ٹکر لینے کا اعلان فرما دیا۔

اس خطبے کے چند کلمات اس طرح ہیں:

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ عَوَّلْتُ اَنْ اُوَجِّهَکُمْ اِلَی الشَّامِ لِتَاْخُذُوْهَا مِنْ اَیْدِیْ اللِّئَامِ الطَّغَامِ۔

اے لوگو! آپ کے متعلق میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں سرزمین شام کی طرف متوجہ کر کے روانہ کروں تا کہ وہاں کے کمینوں اور سرکشوں سے تم سرزمین شام چھین لو۔

صدیق اکبرؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے خطبہ میں جو اعلان فرمایا اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا! اے لوگو! سن لو کہ جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ ذلیل ہو کر رہ جاتی ہے"۔

صدیق اکبرؓ کے ان جرأت مندانہ اعلانات کی روشنی میں سرزمین شام، مصر اور پھر فارس میں عظیم الشان جہاد ہوا علاقے فتح ہو گئے اور اسلام عام ہو گیا۔ سچ ہے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رخت سفر میرِ کارواں کے لئے

حضرت عمر فاروقؓ کی جرأت

حضرت عمر فاروقؓ کی حمیت اسلامی اور غیرت دینی تو کسی پر پوشیدہ نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "اَشَدُّهُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ" کے شاندار الفاظ سے

آپ کی جرأت وشجاعت اور اللہ کے دین میں سیف یزدان اور تلوار بے نیام ہونے کی طرف اشارہ فرمادیا ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ شیطان ابلیس اس راستہ پر چل کر سامنے سے نہیں آسکتا جس راستہ سے حضرت عمر فاروقؓ کا گذر ہو ۔تیز شدت ایمانی اور غیرت دینی ہی کہ وجہ سے آپ کو دربار نبوی سے ''الفاروق'' کا شاندار لقب بھی ملا۔لہذا جرأتوں، عزتوں، عظمتوں اور ہمتوں کا آپ امتیازی نشان تھے۔آپؓ جب صدیق اکبرؓ کے بعد امیر المؤمنین بنے تو ہرقل نے اپنی پارلیمان میں تمام ممبروں کے سامنے یہ بیان دیا۔

اے بنی اصفر! یہ عمر وہی شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا اور تم نہیں مانتے تھے۔اب اس گندمی رنگ کے مالک اور سیاہ آنکھوں والے شخص کو حکومت ملی ہے اس کے آنے سے اب معاملہ زیادہ سنگین اور خطرناک ہوگیا ہے اب وہ وقت زیادہ دور نہیں کہ یہ شخص میرے تخت کا مالک ہوجائے گا۔یہ شخص حرب وضرب کا ماہر اور روم وفارس کو زیروزبر کرنے والا ہے اپنے دین کا زاہد اور دوسری ملتوں کے تابعین پر بہت سخت ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق ہرقل کی جو رائے تھی اور جو اندازے تھے وہ بالکل درست تھے۔ہرقل نے سابقہ کتابوں کی روشنی میں یہ باتیں بیان کیں تھیں۔

فاروق اعظمؓ کا پہلا اعلان

سرزمین شام میں افواج اسلامیہ کے امیر عام (چیف آف آرمی) حضرت

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے کفار سے ٹکر لینے کے لئے جو خط لکھا تھا اس کے چند جملے یہ ہیں:

"فَإِذَا قَرَأْتَ كِتَابِيْ هٰذَا فَاعْقِدْ عَقْدًا لِعَيَاضِ بْنِ غَنَمِ الْأَشْعَرِيْ جَهِّزْ مَعَهُ جَيْشًا إِلٰى أَرْضِ رَبِيْعَةَ وَدِيَارِ بَكْرٍ وَإِنِّيْ أَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَنْ يَّفْتَحَهَا عَلٰى يَدَيْهِ وَإِنِّيْ أُوْصِيْهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالْجِهَادِ وَالْاِجْتِهَادِ فِيْ طَاعَتِهٖ"۔

آپ جب میرے اس خط کو پڑھ لیں تو فوراً عیاض بن غنم کے لئے جنگی جھنڈا باندھ لیں اور دیار بکر اور سرزمین ربیعہ کی طرف ان کو ان کے لشکر کیساتھ روانہ کردیں مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ علاقے ان کے ہاتھوں پر فتح ہوجائیں گے۔ میں ان کو تقویٰ اور خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں اور ان کو جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں محنت کی وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ: یہ خط کچھ لمبا ہے میں نے چند جملے لکھ دیے نیز یہ وہی خط ہے جس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فارس کی فتوحات کا دروازہ کھولا ہے اور دیار بکر اس کی ابتدا تھی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوسرا اعلان

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک تاریخی خط لکھا جس کے چند جملے یہ ہیں:

فَإِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ وَمَنَحَكَ اللّٰهُ أَدْبَارَهُمْ فَإِذَا هَزَمْتَهُمْ فَلَا

تَنْزِعْ عَنْهُمْ حَتّٰى تَقْتَحِمَ عَلَيْهِمُ الْمَدَائِنَ فَإِنَّهُ خَرَابُهَا إِنْ شَاءَ اللهُ (البدایہ والنہایہ: ۷/۳۸)

اے سعد! جب دشمن سے آمنا سامنا ہوجائے اور دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے تو ان سے ہاتھ نہ کھینچنا بلکہ ان کا پیچھا کرتے کرتے مدائن کے اندر گھس جانا اور یہ دارالخلافہ انشاءاللہ خراب و برباد ہونے والا ہے۔

فاروق اعظمؓ نے اس قسم کا ایک خط حضرت قعقاع بن عمروؓ کو بھی لکھا تھا کمانڈر زہرہ اور ہاشم وغیرہ کے نام بھی لکھا تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تیسرا اعلان

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ مُلُوكَ الْعَجَمِ بِمُلُوكِ الْعَرَبِ۔ (بدایہ نہایہ ج۷، ص۳۷)

خدا کی قسم میں مسلمان عرب شہزادوں کو عجمی بادشاہوں پر دے ماروں گا۔

نوٹ: یہی ہوا کہ عرب مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر عجم کفار کو ایسا مارا کہ فارس کی شہنشاہیت کے پرخچے اڑ گئے اور فارس پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

سچ ہے:

وَ بَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَ هُوَ مُنْصَدِعٌ
كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرُ مُلْتَئِمِ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا چوتھا اعلان

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ كُوْنُوْا اُسُوْدًا فَاِنَّمَا الْفَارِسِيُّ اَلتَّيْسُ (بدایہ نہایہ ۷/۳۶)

اے مہاجرین وانصار تم شیر بن جاؤ یہ فارس کے لوگ تو بکریاں ہیں ان کو دبوچ لو۔

بھائیو! دوستو اور بزرگو! یہ ہے ہمارے اسلاف کی جرأت و ہمت اور یہ ہے صحابہ کرامؓ کا جذبہ جہاد اور یہ ہے ان کا جذبہ شہادت، آج کل کے ہمارے بڑوں اور بزرگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے چھوٹوں کو شیروں والا جذبہ دیں نہ لومڑیوں والا، تاکہ ہمارے چھوٹے عالی ہمت بن جائیں کیونکہ

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

سیف اللہ خالدؓ کا اعلان جرأت

حضرت خالد بن ولیدؓ کی جرأتوں کو جمع کرنا، اکٹھا کرنا اور ایک نشست میں بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور جن کے بارے میں صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ خالد اللہ کی وہ سونتی ہوئی تلوار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کفار پر سونت لیا ہے میں اسے کبھی بند نہیں کر سکتا۔

صدیق اکبرؓ نے جب سنا کہ مسیلمہ کذاب نے بڑا زبردست لشکر مقابلہ کے

لئے اکٹھا کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ لَاَشْفِیَنَّ وَسَاوِسِھُمْ بِخَالِدٍ

خدا کی قسم میں ان لوگوں کے دماغی وسوسوں کو خالد بن ولیدؓ کے ذریعے سے درست کر کے شفا بخشوں گا۔

چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسیلمہ کذاب اور ان کے ساتھیوں کو جہنم رسید کر کے سب کے وساوس دور کر دیئے۔

خالد بن ولیدؓ کے بارے میں دنیائے اسلام کے علاوہ دنیائے کفر بھی اقرار کر رہی ہے کہ ہاں خالد خالد ہی تھے جن کی جنگی معرکوں اور تدبیروں اور حکمتوں سے آج تک مسلم اور غیر مسلم افواج استفادہ کر رہی ہیں۔ اسی جرنیل اسلام کے دو خط فارس کے بادشاہوں کے نام احادیث میں ملتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خالدؓ کا پہلا خط

وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ رضی اللہ عنہ اِلٰی اَھْلِ فَارِسٍ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اِلٰی رُسْتَمَ وَ مِھْرَانَ فِیْ مَلَاءِ فَارِسٍ ،
سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ:
فَاِنَّا نَدْعُوْکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاَعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ

يَّدٍ وَّ اَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ، فَاِنَّ مَعِيَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ الْفَارِسُ الْخَمْرَ ، وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ نے فارس کے جرنیلوں کو اس طرح خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ خط خالد بن ولیدؓ کی طرف سے فارس کے جرنیلوں کے نام ہے۔ ہدایت قبول کرنے والوں کو سلام قبول ہو۔ اما بعد۔ ہم تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں اگر تم نے انکار کیا تو پھر ذلیل وخوار ہو کر جزیہ ادا کرو۔ اگر تم نے اس کا بھی انکار کیا تو یاد رکھو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کی موت کو اس طرح پسند کرتے ہیں جس طرح فارس کے لوگ شراب پسند کرتے ہیں، حق کو قبول کرنے والوں کو سلام۔

حضرت خالدؓ کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلٰى مَرَازِبَةِ فَارِسٍ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ:

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّ خَدَمَكُمْ وَ سَلَبَ مُلْكَكُمْ وَ وَهَّنَ

كَيَدَ كُمْ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا ، وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا ، وَ اَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذَالِكُمُ الْمُسْلِمُ ، لَهٗ مَا لَنَا وَ عَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا اِذَا جَآءَ كُمْ كِتَابِىْ ، فَابْعَثُوْا اِلَىَّ بِالرُّهُنِ وَاعْتَقِدُوْا مِنِّىْ الذِّمَّةَ وَ اِلَّا فَوَ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا تُحِبُّوْنَ الْحَيَاةَ ۔ (رجال حول الرسول ص ۲۹۳)

خالد بن ولید رضؓ کی طرف سے یہ خط فارس کے وڈیروں اور لینڈ لاڈوں کے نام ہے جس نے حق کو قبول کیا اس پر سلام ہو۔ اما بعد۔ پس سب تعریف اس پروردگار کے لئے ہے جس نے تمہاری رعایا کو توڑ ڈالا اور تمہارا ملک تم سے چھین کر ہمیں دے دیا اور تمہاری ساری تدبیریں بے کار بنا دیں۔ جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرح نماز پڑھے گا، ہمارا قبلہ اپنائے گا اور ہمارا ذبیحہ کھائیگا تو یہ شخص مسلمان ہے اب اس کے اور ہمارے حقوق یکساں ہیں (اور جو اسلام نہیں لاتا) تو جس وقت میرا یہ خط تمہیں مل جائے تو فوراً مقرر شدہ (جزیہ) روانہ کرو اور ذمیوں کا عہدہ قبول کرلو اور اگر ذمی بننے سے انکار کرو گے تو خدائے وحدہٗ لا شریک لہٗ کی قسم میں تمہاری طرف ایسا لشکر روانہ کروں گا جو موت کو اس طرح پسند کرتا ہے جس طرح تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔

حضرت خالد رضؓ کا تیسرا خط

صعید مصر کے علاقہ بہنسا میں مسلمانوں کو بڑا خطرہ لاحق ہو گیا تھا حضرت

عیاضؓ نے اس موقعہ پر حضرت خالدؓ کو بذریعہ خط پوری صورت حال سے آگاہ کر کے فوجی کمک کی درخواست کی۔ حضرت خالدؓ نے جرأتوں اور عظمتوں سے بھر پور چند جملوں پر مشتمل ایک خط ان کے خط کے جواب میں لکھدیا جس کے چند جملے یہ ہیں:

اِنَّ الاَمِیرَ خَالِدٌ قَادِمٌ عَلَیْكَ بِرِجَالِہٖ وَ اَیُّ رِجَالٍ، وَالسَّلَامُ۔

یعنی افواج اسلامیہ کے امیر خالدؓ آپ کے پاس اپنے جوانوں کے ساتھ پہنچنے والے ہیں، واہ واہ ان جوانوں کا کیا کہنا، والسلام

حضرت خالدؓ کے جرأت کا مظاہرہ

سرزمین شام میں ایک موقع پر رومی افواج کے سب سے بڑے جرنیل نے چاہا کہ حضرت خالدؓ کو چند زوردار جملوں سے مرعوب کر دے چنانچہ رومی افواج کے جرنیل باہان نے حضرت خالدؓ سے کہا:

"ہمیں خوب معلوم ہے کہ تم لوگوں کو بھوک و افلاس اور فقر و فاقہ کی تنگی نے جزیرہ عرب سے نکال کر ہماری طرف متوجہ کیا ہے اب اگر تم چاہو تو میں تم میں سے ہر آدمی کو دس دس دینار، کچھ کپڑے اور کھانے کے لئے کچھ سامان دے دوں گا تم وہ لیکر واپس چلے جاؤ اور آئندہ سال بھی اتنا ہی دے دوں گا۔

یہ چونکہ میدان جنگ میں مدمقابل ایک جرنیل کے وہ جملے تھے جس سے وہ اسلامی افواج کے کمانڈر انچیف خالد بن ولیدؓ پر نفسیاتی اثر ڈالنا چاہتا تھا اس لئے حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی اسی زبان میں جواب دے کر فرمایا:

جس طرح تم نے کہا ہے کہ ہمیں بھوک نے اپنے وطن سے نکال کر یہاں لاکھڑا کیا ہے یہ بات غلط ہے ہمیں بھوک نہیں لگی ہے البتہ ہمیں پیاس لگی ہے اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ پیاس بجھانے کے لئے خون پینے کے عادی ہیں اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ لذیذ اور میٹھا خون رومیوں کا ہے تو ہم اسے پینے آئے ہیں۔

عزت وعظمت اور جرأت کے یہ جملے رومی جرنیل سن کر حواس باختہ ہو گیا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ (رجال حول الرسول ص ۲۹۷)

حضرت خالدؓ کے جرأت کا جملہ

ایک جنگی معرکہ میں ایک دفعہ حضرت خالدؓ نے ایک کافر جرنیل کا تعاقب کیا وہ بھاگنے اور چھپنے میں کامیاب ہو گیا تو حضرت خالدؓ نے آسمان میں بادل کی طرف دیکھ کر کافر سے اس طرح کہا:

اے اللہ کے دشمن تم مجھ سے چھپنے اور بھاگنے کی کوشش کرتے ہو خدا کی قسم اگر تم آسمان کے اس بادل میں بھی چھپ جاؤ گے تو بھی اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نہ کوئی راستہ دے گا اور میں تجھے بادلوں میں پکڑ کر قتل کردوں گا۔

حضرت خالدؓ کے جرأت کا درس

حضرت خالدؓ کی ہمیشہ یہ تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تلوار قرار دیا تھا تو ظاہر ہے یہ تلوار کفار کے ہاتھ سے ٹوٹ نہیں سکتی تھی آپ کی تمنا جو جہاد کے متعلق تھی۔ وہ آپ کے ان جملوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

"اگر کسی رات میری طرف کوئی دلہن بھیج دی جائے یا مجھے بیٹے کی خوشخبری سنائی جائے اس سے مجھے وہ ٹھنڈی اور مشقتوں والی رات زیادہ محبوب ہے جس کی صبح کو میں صحابہ کرامؓ سے مل کر مشرکین پر حملہ کرنے والا ہوں۔"

(رجال حول الرسول ص ۳۰۵)

اس سے بڑھ کر حضرت خالدؓ کے وہ جملے ہیں جو وفات کے وقت آپ نے شہادت کی تمنا میں ارشاد فرمائے تھے۔ فرمایا:

میں سو سے زیادہ ایسے معرکوں میں شریک ہوا ہوں کہ ہر معرکہ میں شہادت کی تمنا کی تھی، میرے جسم میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تلوار، نیزہ یا تیر کا زخم نہ لگا ہو۔ پھر اس وقت دیکھو تو سہی کہ میں اپنی طبعی موت سے اپنے بستر پر اونٹ کی طرح مر رہا ہوں۔ فَلَا نَامَتْ اَعْیُنُ الْجُبْنَاءِ خدا کرے کہ بزدلوں کی آنکھیں کھل جائیں۔

مجھے ایک صاحب نے بیان کیا کہ عربی میں اسی مضمون کی عبارت اردن کے

علاقے حمص میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی قبر پر لکھی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جرأتوں اور عزم وہمت کے اس پیکر اور بہادروں کے حوصلے بڑھانے والے اس مردِ مجاہد پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے جو وفات کے بعد بھی جرأت و شجاعت کا درس دے رہے ہیں۔

حضرت معاویہؓ کا جرأت مندانہ خط

جس وقت حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کا آپس میں اختلاف ہوا اور نوبت جنگ تک پہنچ گئی تو ایک رومی بادشاہ نے حضرت معاویہؓ سے رابطہ کیا اور خط لکھا کہ آپ کا مقابلہ علیؓ سے ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں مدینہ پر حملہ کر کے تیرے دشمن علی کو ختم کردوں۔ حضرت معاویہؓ نے روم کے اس بادشاہ کے نام جرأت پر مبنی جو خط لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے:

مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اِلٰى كَلْبِ الرُّوْمِ ..الخ

معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے یہ خط رومی کتے کے نام ہے۔ امابعد! علیؓ سے میرا اختلاف نیک مقصد کے لئے ہے علیؓ میرا بھائی ہے یاد رکھو! اگر تم نے غلط ارادہ سے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو علیؓ کی فوج میں تیرے مقابلے پر آنے پر والے سپاہیوں میں پہلا سپاہی معاویہ ہوگا، یاد رکھو! میں تجھے پکڑ کر گرفتار کرلوں گا اور پھر جنگل میں خنازیر کی اولاد تیرے ذریعے سے چرواؤں گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی جرأت

روما سلطنت کا فرمانروا ہرقل تھا اس نے چاہا کہ مسلمانوں سے کسی نہ کسی طرح مذاکرات کر کے ان کی طوفانی پیش قدمی کو روکا جائے، چنانچہ اس نے اپنا معتمد افسر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس وقت افواج اسلامیہ کے سربراہ تھے۔ چنانچہ اس افسر نے آکر اسلامی جرنیل ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

اگر لشکر اسلام رومیوں کے ملک شام سے واپس چلے جانے پر آمادہ ہو جائے تو قیصر روم ہرقل کی طرف سے اسلامی لشکر کے ہر مجاہد کو دو دو دینار اور لشکر کے سپہ سالار کو ایک ہزار دینار بطور انعام دیئے جائیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومی سفیر سے کھلے الفاظ میں جرأت کے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

تم رومی لوگ ہمیں اتنا ذلیل سمجھتے ہو کہ دو دو دینار ہماری قیمت مقرر کی ہے؟ میں تم سے بالکل صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ ہم یہاں نہ مال و دولت کی لالچ لے کر آئے ہیں اور نہ ہمیں مال کی کوئی پرواہ ہے تم اگر ہمیں لاکھوں دینار بھی پیش کرو گے تب بھی ہم اپنے اس مطالبہ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے مطالبہ یہ ہے کہ یا اسلام قبول کر لو یا جزیہ ادا کرو۔ اگر یہ پسند نہیں تو پھر میدان میں آجاؤ تاکہ تلوار دونوں کا فیصلہ کر دے۔ پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ ذلیل اور کم حیثیت والے لوگ کون ہیں ہم یا تم؟

حضرت عمرو بن عاصؓ کی جرأت

حضرت عمرو بن عاصؓ جہاں بہت بڑے بہادر بڑے جنگجو اور بہت بڑے فاتح تھے وہیں پر آپ بہت بڑے ہوشیار اور سفارتی امور میں آزمودہ کار بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ایک دفعہ جیفر نامی بادشاہ کے دربار میں بطور سفیر و داعی روانہ فرمایا جیفر نے کچھ کلام کیا آخر میں حضرت عمروؓ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

"اے جیفر! کان کھول کر سن لو! جو لوگ اسلام سے محروم رہے وہ برباد ہو گئے، اب اگر تم لوگ بھی اسلام سے محروم رہو گے تو برباد ہو جاؤ گے تباہی میں مبتلا ہو جاؤ گے یاد رکھو اگر تم اپنی اس ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو ہمارے گھوڑے تمہاری حکومت کو اپنی ٹاپوں تلے روند ڈالیں گے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارا علاقہ مسلمانوں کے نیزوں کی رسائی سے کچھ دور نہیں اور نیزے بھی ایسے جن کے ڈر سے بڑے بڑے بہادر دشمنوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں"۔ (مسلمان فاتحین)

ایک اور واقعہ بھی عجیب جرأت کا ہے صدیق اکبرؓ کے دور میں جب فتنہ ارتداد اٹھا تو حضرت عمرو بن عاصؓ ایک مہم پر عمان بھیجے گئے۔ واپسی پر ایک مسلمان سردار عامر نے حضرت عمروؓ سے کہا کہ اگر تم لوگ زکوۃ لو گے تو سارے عرب ناراض ہو کر باغی ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت عمروؓ غضبناک ہوئے اور فرمایا:

"کیا تو کافر ہو گیا ہے جو مجھے عربوں سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم یہ خالص مذہبی

مسئلہ ہے، یاد رکھو ہم ایسے باغیوں کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچل ڈالیں گے یہاں تک کہ وہ سیدھے راستے پر آجائیں گے۔ کان کھول کر سن لے ہم کسی ایک عرب کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے جو فتنہ پرور ہوگا۔ اب عرب کے آسمان پر ایک ہی خدا ہوگا اور عرب کی زمین پر ایک ہی رسول ہوگا اب عرب کی سرزمین پر جھوٹے خداؤں اور جھوٹے نبیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔"

اسلامی جرنیل طارق بن زیاد کی جرأت

حضرت طارقؒ حضرت زیاد کے بیٹے تھے اور زیاد موسیٰ بن نصیر کا بہت بڑا جرنیل تھا زیاد کی وفات کے بعد موسیٰ بن نصیر نے ان کے بیٹے طارق کو اپنی نگرانی میں پالا اور ان کو فوجی حیثیت کا ایک اچھا مقام بھی دیا۔ موسیٰ بن نصیر امیر المؤمنین ولید بن عبدالملک کی طرف سے شمالی افریقہ پر گورنر مقرر ہوئے تھے یہ علاقہ اندلس کے قریب تھا اندلس اور اسپین پر اس وقت ایک عیسائی عیش پرست بادشاہ کی حکومت تھی جس کا نام راڈرک تھا۔ اس شخص نے ایک با اثر عیسائی افسر کاؤنٹ جولین کی بیٹی فلورنڈا سے زنا بالجبر کیا لڑکی نے باپ سے شکایت کی۔ لڑکی کے باپ نے مسلمان گورنر موسیٰ بن نصیر سے مدد مانگی۔ مسلمان گورنر نے وقت کے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے حملہ کرنے کی اجازت مانگی۔ بادشاہ نے اندلس کے حالات معلوم کرنے کے لئے کہا۔ مسلمانوں کے ایک جاسوس دستے نے جا کر تمام احوال معلوم کئے تو موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو بارہ ہزار کا لشکر دو قسطوں میں دے کر روانہ

کیا چنانچہ ۹۲ھ کو طارق بن زیاد کشتیوں کی مدد سے ساحل اندلس پر جا اترے اور تمام کشتیوں کو جلانے کا حکم دے دیا۔ کسی تدبیر والے نے کہا کہ سامنے دشمن کا ایک لاکھ تیار لشکر کھڑا ہے ہم بارہ ہزار ہیں پردیس میں مسافر ہیں اگر شکست ہو جائے تو بھاگنے کے لئے یہی کشتیاں تھیں۔ وہ آپ نے جلا ڈالیں تو کیسے بھاگیں گے؟

طارق بن زیاد نے کہا کہ ہم بھاگنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ جہاں ہیں وہیں پر رہیں گے۔ اس جرأت مندانہ کلمات کے بعد آپ نے ایک زوردار تقریر بھی اپنی فوج کے سامنے کی جس کے چند جملے یہ ہیں:

"اے مسلمانو! میدان جنگ سے اب بھاگنے کی کوئی صورت نہیں تمہارے دشمن کا وسیع ملک ہے اور پیچھے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اور کشتی نہ دارد ہے۔ خدا کی قسم! اب صرف ثابت قدمی اور بے جگری سے لڑنے میں تمہاری بھلائی ہے۔ صبر واستقامت ہی میدان جنگ کا وہ جوہر ہے جس کی بنیاد پر اللہ فتح عطا کرتا ہے تعداد کوئی چیز نہیں ہے۔ میں جب حملہ کروں گا تو تم بھی یک جان ہو کر حملہ کر دو، اگر میں مارا جاؤں تو بزدل نہ بنو اور اختلاف سے بچو۔ اے مسلمانو! ذلت کی زندگی پر کبھی بھی راضی نہ ہونا، مشقت اور جفاکشی کی زندگی کو اپناؤ اس میں دونوں جہانوں کی عزت ہے۔"

طارق بن زیاد کے اس جرأت مندانہ اقدام اور فوج سے اس مکالمے کو علامہ اقبال مرحوم نے فارسی نظم میں اس طرح پیش کیا ہے۔

طارق چوں بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت

گفتند کارِ تُو بنگاہِ خرد خطا ست

طارق نے جب ساحل اندلس پر اپنی کشتیاں جلا ڈالیں تو ان کے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارا یہ فعل از روئے عقل سراسر غلط ہے۔

دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم ؟

ترکِ سبب زِ روئے شریعت کجا رواست ؟

کیونکہ ہم اپنے ملک سے بہت دور ہیں تو بھاگنے کی صورت میں واپس کیسے جائیں گے؟ ظاہری اسباب کو نظر انداز کرنا شریعت میں کہاں جائز ہے؟

خندید و دست بر سر شمشیر برد و گفت

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدائے ماست

یہ سن کر طارق ہنسا اور پھر اپنا ہاتھ تلوار کی نوک پر رکھ کر کہا ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ یہ ہمارے رب کا ملک ہے۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستان ہمارا

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

جرأت کے ان جملوں سے حملوں کا شدید سلسلہ اس انداز سے شروع ہوا جس کے نتیجے میں اندلس فتح ہوا اور جامع قرطبہ کے مینار آٹھ سو سال تک دنیا کو

ہدایت سے منور کرتے رہے۔

حجاج بن یوسف کی جرأت

حجاج بن یوسف بڑے ظالم انسان گزرے ہیں لیکن یہ ظلم ان کی حکومتی سیاست نے جنم لیا تھا جہاں تک انسانی اقدار اور جرأت و غیرت اور عزت نفس و حمیت کا معاملہ ہے تو اس میدان میں حجاج کے وہی جذبات اور وہی احساسات تھے جو ایک مسلمان حکمران میں ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ سندھ کے علاقے دیبل میں مسلمانوں کی ایک کشتی کو علاقے کے ہندو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا خواتین اور بچوں کو گرفتار کرلیا۔ اس میں ایک خاتون نے یہ فریاد کی:

"یَا حَجَّاجُ اَغِثْنِي، اے مسلمانوں کے بادشاہ حجاج ہماری مدد کر"۔

یہ غائبانہ آواز اور فریاد تھی کسی نے جا کر حجاج کے سامنے دہرا دی۔ حجاج پیچ و تاب کھانے لگے کہ فریاد آئی ہے اور دادرسی نہیں ہو رہی ہے۔ ہائے افسوس ہائے افسوس۔ پھر وہ رات بھر دنیا کے نقشے پر سندھ کا مقام دیبل تلاش کرتا رہا اور جب وہ مقام ملا تو کہنے لگا اچھا یہ سندھ ہے، پھر اس میں اپنا تیر چبھو دیا اور صبح صبح بارہ ہزار کا لشکر جرار حضرت محمد بن قاسمؒ کی سرکردگی میں راجہ داہر کی سرکشی توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ معرکے ہوئے اور ملتان تک ملک آزاد ہو گیا اور سندھ پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا۔

ہارون الرشیدؒ کی جرأت

ایک کافر حکومت تھی جس کی سربراہ ایک عورت تھی جب وہ مرگئی تو مرد سربراہ بنا جس کا نام نقفور تھا نقفور نے ہارون الرشید کو خط لکھا کہ پہلے ہماری سربراہ ایک عورت ذات تھی جو کمزور تھی وہ جزیہ ادا کرتی تھی اب بہادر مرد آ گیا ہے۔ ہم آپ کو جزیہ اور ٹیکس نہیں دیں گے۔ ہارون الرشید نے اپنے خط میں صرف دو جملے لکھ دیئے:

مِنْ هَارُوْنِ الرَّشِيْدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى نَقْفُوْرِ كَلْبِ الرُّوْمِ
اَلْجَوَابُ مَا تَرَاهُ لَا مَا تَسْمَعُهٗ۔

"یعنی ہم باتوں سے جواب نہیں دیا کرتے ہیں بلکہ عمل سے جواب دیتے ہیں
رومی کتے نقفور! میں آ رہا ہوں"

یہ کہہ کر ہارون الرشید نے افواج اسلامیہ کو اس ملک کی سرحد تک پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر کافر غادر گھبرا گیا اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی اور جزیہ دینا شروع کر دیا۔

انہی ہارون الرشید کا ایک دوسرا واقعہ ہے کہ بغداد میں وہ اپنے تخت پر بیٹھے تھے آسمان میں بادل تیز تیز کسی طرف جا رہا تھا بغداد میں خود بارش کی ضرورت تھی لیکن بادل بھاگ رہا تھا ہارون الرشید نے بادل کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا اے بادل تم جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ اور جہاں پانی برسانا ہو برساؤ لیکن یہ یاد رکھو کہ جہاں پانی برساؤ گے وہاں کا غلہ میرے پاس یہاں بغداد

میں آئے گا یہ عظمت وعزت اور جرأت کے جملے تھے، مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم دنیا کے اکثر حصوں پر اسلامی جھنڈا لہرا چکے ہیں۔

معتصم باللہ کی جرأت

شام کے کسی علاقے میں کافروں نے ایک مسلمان خاتون پر ظلم کیا اس خاتون نے غائبانہ طور پر یہ فریاد کی "وامعتصماہ" ہائے میرے معتصم باللہ آپ کہاں ہو مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ جب یہ جملہ معتصم باللہ تک پہنچ گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

"لبیک یا بنتی" اے میری بیٹی! میں تیری مدد کے لئے حاضر ہوں اس کے بعد معتصم باللہ نے ہزاروں افواج اسلامیہ کو ان عیسائی علاقوں کی طرف روانہ فرمایا اور بڑی جنگیں ہوئی جو عموریہ کی جنگوں کے نام سے مشہور ہیں اور پوا ملک فتح کیا اور اس مسلمان خاتون کا بدلہ لے لیا۔ ایسے ہوتے ہیں مسلمانوں کے بادشاہ اور ایسے ہوتے ہیں مسلمانوں کے سربراہ۔ ان کی ان جرأتوں سے ان کی عوام بہادر ہوگئی ان کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ دنیا کے باعزت، بااقتدار بادشاہ رہے اور دنیا کے کفار ان کے غلام رہے دنیا کے تمام کفار کے فیصلے مدینہ وکوفہ وشام میں ہوتے تھے یا بغداد وعراق میں ہوتے تھے لیکن جب بادشاہ بزدل ہوگئے بے ہمت ہوگئے بے دین بھی ہوگئے تو عوام کے حوصلے بھی انہوں نے پست کردیئے اور پھر سب مل کر کفار کے غلام بن گئے اب ان کے فیصلے جنیوا میں ہوتے ہیں، پیرس میں ہوتے ہیں

،واشنگٹن میں ہوتے ہیں اور یہ اپنے بارے میں ناپسندیدہ فیصلوں کوخوشی ناخوشی قبول کرنے کے پابند ہیں۔

اصل حقیقت وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جہاد چھوڑ دو گے اور دنیا کے پیچھے لگ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی جرأت

سلطان صلاس الدین ایوبی اسلام کے ایک نامور سپوت گزرے ہیں آپ نے عیسائی دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا اور اسلام کا جھنڈا دوبارہ ان ممالک میں لہرایا جہاں یہ جھنڈا مسیحی اقوام کی شرارتوں سے سرنگوں ہوگیا تھا مسیحی دنیا نے سلطانؒ کے خلاف ایک شوشہ انگریزی دار الافتاء سے چھوڑا تا کہ اس انگریزی فتویٰ سے مسلمانوں میں تشویش پیدا کر کے سلطان کی یلغار کو روکا جائے۔ بحث یہ چلائی گئی کہ آیا ''اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے پھیلا ہے'' صلاح الدین ایوبی نے جب دیکھا کہ اچھی خاصی تشویش پیدا ہوگئی ہے تو آپ نے عظمت وہمت وجرأت کا یہ جملہ ارشاد فرمایا:

''میں نہیں جانتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے، البتہ میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ اسلام کی سربلندی اور کفر کو مٹانے کے لئے اسلام میں تلوار ضروری ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے''۔

ٹیپو سلطان کی جرأت

انگریز کے خلاف ٹیپو سلطان بھی عرصہ دراز تک میدان کارزار میں رہے اور بڑے معرکے لڑکر ۱۷۹۹ء میں شہید ہوگئے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے عظیم جرأت و ہمت عطا فرمائی تھی آپ کا ایک جملہ آج تک بطور یادگار مشہور چلا آرہا ہے جو ہر جوان کو ہمت وحوصلہ دے رہا ہے فرمایا:

"گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے"۔

سچ کہا اس مرد مجاہد نے کہ ذلت کی زندگی کا طول درحقیقت ذلت کی طوالت ہے اور ایسی رسوا کن زندگی سے موت کئی درجے بہتر ہے اور اس سے عزت کی مختصر زندگی بہتر ہے بلکہ شیر کی طرح تابناک زندگی اگر ایک دن کی بھی ہو وہ لومڑی کی طویل زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پھر ان کی پرانی عظمت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک دل والے بندے نے مسلمانوں کو جگانے کے لئے اور نوجوانوں کو ہمت دلانے کے لئے کیا ہی خوب کہا ہے:

اب فتح مبین، فتح مبین پڑھتے رہو تم
سیلاب صفت بڑھتے رہو بڑھتے رہو تم
طوفان کی طرح چڑھتے رہو چڑھتے رہو۔ تم
دریا ہی نہیں، بڑھ کے سمندر بھی کھنگالو

اے لشکر اسلام کے جانباز جیالو

تم خالدؓ و ضرارؓ کی عظمت کا نشان ہو

تم قاسمؒ و محمودؒ کی غیرت کا بیان ہو

تم طارقؒ و ٹیپوؒ کے عزائم کا جہاں ہو

ڈٹ جاؤ اگر تم ، تو زمانے کو جھکالو

اے لشکر اسلام کے جانباز جیالو

اے حق کے پرستارو ، صداقت کے نقیبو !

اے گرم سخن شاعرو ، فنکارو ادیبو !

اے منبر و محراب کے پُر جوش خطیبو !

اب اپنے قلم توڑ کے تلوار بنالو

اے لشکر اسلام کے جانباز جیالو

❁ ❁ ❁

دہشت گردی کیا ہے؟

اور اسکے اسباب کیا ہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ (سورۃ البروج)

اور ان مسلمانوں سے اسی کا بدلہ اور انتقام لے رہے تھے کہ وہ زبردست خوبیوں والے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔

یُوۡشَكُ الۡاُمَمُ اَنۡ تُدَاعیٰ عَلَیۡكُمۡ كَمَا تُدَاعَى الۡاَكَلَةُ اِلٰی قَصۡعَتِهَا ۔۔۔۔۔ الخ

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ دنیا کے کفار تمہیں کھانے اور ہڑپ کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گے جسطرح کھانا کھانے والے ایک دوسرے کو دستر خوان کی طرف بلاتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو!

آج کل دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں کے ایک مخصوص اور مخلص طبقے کو

ظلم وتشدد اور جبر واستبداد اور نفرت وعداوت کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔انسانی حقوق کے دعوے دار اور دنیا بھر مین مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والے امن کے ٹھیکیدار اور پوری دنیا کو اپنی ڈھب پر لانے والے دنیا کے تھانیدار اس بات کیلئے تیار نہیں ہیں کہ مسلمان ایک انسان کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں۔عالمی میڈیا کے زور پر اور مسلمان حکمرانوں کی مجرمانہ غفلت اور خاموشی کی وجہ سے دنیا کے کفار اہل ایمان پر ایسے جھپٹ پڑے ہیں جیسے بھوکے کتے اور درندے شکار پر جھپٹتے ہیں۔دنیا کے سامنے مسلمانوں کا معصوم چہرہ ان کفار نے اس طرح مسخ کرکے پیش کیا ہے کہ گویا دنیا کی ساری برائیاں اِنہی اہل ایمان میں آکر جمع ہوگئی ہیں، لہٰذا اب یہ اہل ایمان جہاں پائے جائیں گے تمام انسانوں پر فرض اور لازم ہے کہ انکو قتل کردیں یا گرفتار کرکے امریکہ کے حوالہ کردیں۔اب یہ اہل ایمان جہاں سر چھپانے کو بیٹھیں گے تو تمام انسانوں کی ذمہ داری ہوگی کہ اس جگہ کو بموں سے اڑادیا جائے یا آگ لگا کر اسے جلا دیا جائے۔دنیا کے کفار کا یہ حکم ہے کہ یہ اہل ایمان جن لوگوں سے ملاقات کریں گے ان لوگوں کو مجرم قرار دیکر گرفتار کیا جائے اور ان پر دہشت گردی کا مقدمہ چلا کر پھانسی پہ لٹکایا جائے۔جس شخص نے ان اہل ایمان کو کھانا کھلایا وہ پوری دنیا کا مجرم سمجھا جائے گا اور جس شخص نے اِنہیں پناہ مانگنے پر پناہ دیدی یا گھر کے سامنے سائبان میں سُستانے کی غرض سے بیٹھنے کی اجازت دیدی وہ شخص پوری دنیا کا غدار ہوگا،جس شخص نے اہل ایمان کے یتیم بچوں اور بے

یار و مددگار بیوہ عورتوں کی مدد کی یا چندہ کر کے اُن سے تعاون کیا تو وہ بین الاقوامی طور پر قابلِ نفرت شخص قرار پائے گا، وہ بدنام بھی ہوگا، موردِ الزام بھی ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص اللہ والوں کا نام لے گا، یا اللہ والوں کا ساتھ دیگا وہ مجرم و ناپسندیدہ شخص ہوگا۔ لسان العصر اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے اس پس منظر کا نقشہ یوں بیان کیا ہے:۔

رَپٹ لکھوائی ہے یاروں نے جا جا کر تھانوں میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

یہود و نصاریٰ کا ایک عجیب شاطرانہ ظالمانہ طریقہ ہے کہ اپنے جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعہ سے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کر کے دکھا دیں گے اور بڑے فخر سے ظلم کو انصاف اور انصاف کو ظلم بنا دیں گے۔ شرافت کو رذالت اور رذالت کو شرافت قرار دیدیں گے اُلٹے کو سیدھا اور سیدھے کو اُلٹا بنا دیں گے اسی بے رحمی اور بے عقلی کے بارے میں کبیرا نامی شاعر نے یوں کہا ہے:

رنگی کو نارنگی کہا دودھ کھڑے کو کھویا
چلتی کا نام گاڑی رکھا یوں کبیرا رویا

ایک زمانہ ایسا تھا کہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے دور میں انگریز ملعون نے زبردست پروپیگنڈا کیا کہ اسلام میں کوئی اخلاق نہیں یہ مذہب اسلام سے نہین بلکہ تلوار کی قوت اور تلوار کے زور سے دنیا میں پھیلا ہے، اُس وقت کے مخلص مسلمانوں اور علماء کرام نے جواب میں خوب زور لگایا اور کہا کہ اسلام تلوار سے نہیں

بلکہ اخلاق سے پھیلا ہے۔ایک طویل عرصہ تک سوال و جواب کا یہ سلسلہ چلتا رہا پھر شاطر انگریز نے پلٹ کر برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے اسلام اور جہاد پر وار کرتے ہوئے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء نے خود لکھا ہے کہ اسلام اخلاق سے دنیا میں پھیلا ہے لہٰذا اسلام میں کسی موقع پر کبھی تلوار اٹھانے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اسلام میں تلوار کا کوئی مقام نہیں ہے اور نہ کوئی وجود ہے جو لوگ اسلام کی خدمت کیلئے میدان جہاد میں تلوار اٹھاتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں کیونکہ بڑے بڑے علماء نے خود لکھا ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے تلوار سے نہیں پھیلا ہے، لہٰذا برصغیر میں انگریز کے خلاف جہاد کرنا اور تلوار اُٹھانا جائز نہیں ہے۔

اس پروپیگنڈے کو توڑنے کیلئے علماء نے پھر جواب دینا شروع کیا کہ اسلام میں ہتھیار اور تلوار کا ایک مقام ہے اور میدان جہاد میں تلوار اٹھانا ہمارے دین اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے چنانچہ دار العلوم دیو بند کے اکابر علماء نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کو جواب دینے پر مامور کیا اور آپ نے ’’اسلام اور ہتھیار‘‘ کے نام سے ایک رسالہ لکھا اور دیو بند کے علماء نے اس پر دستخط کر کے اِسے شائع کر دیا۔

پھر کئی صدیوں کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے سر زمین افغانستان سے جہاد کو دوبارہ زندہ کیا، اور مسلمانوں کے معاشرے میں جہاد اور شہادت کے فضائل بیان ہونے لگے، اور مسلمان نوجوان دوڑ دوڑ کر باطل کے خلاف میدان جہاد میں اتر آئے اور روس

کے دانت کھٹے کیئے تو شاطر انگریز نے ایک نئے انداز اور پہلے سے زیادہ طاقتور طریقے پر یہ پروپیگنڈا شروع کردیا کہ دنیا میں دہشت گردی پھیلنے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے لہٰذا پوری دنیا کو مل کر دہشتگردی کا مقابلہ کرنا چاہیئے ان خوش نما الفاظ سے یہود و نصاریٰ نے ایک بار پھر جہادِ مقدس کو نشانہ بنایا اور بے ہمت اور بے جرأت اور بے حس و بے مروّت منافق حکمرانوں کو ڈرایا کہ دہشت گردی ایک ایسی بلا ہے جس کی لپیٹ میں صرف ہم نہیں بلکہ تم بھی آنے والے ہو۔ دہشت گردی ایک عالمی خطرہ ہے جسکا مقابلہ ہم سب پر لازم ہے، اور جو حکمران اس مہم میں ہمارا ساتھ نہیں دیگا وہ خود دہشت گرد ہوگا، ہم اسکو بھی نشانہ بنائیں گے۔ مسلمانوں کے بے حس اور بے ہمت اور بے مُروّت منافق حکمرانوں نے اپنے آقاؤں سے اس بات کی وضاحت طلب نہیں کی کہ جنابِ عالی! یہ دہشت گردی کیا چیز ہے؟ اور دہشت گرد کون لوگ ہیں؟ بلکہ یہ منافق حکمران اپنے آقاؤں سے یہ بھی نہ پوچھ سکے کہ جناب عالی! دہشت گردی کے خلاف ہم کب تک آپکا ساتھ دیں گے، دو سال کا عرصہ لگے گا یا چار سال کا عرصہ لگے گا؟ پھر ہم کس کس ملک تک دہشت گردوں کے پیچھے جائیں گے؟ اس وضاحت کے بغیر یہ منافق حکمران یہود و نصاریٰ کے لشکر میں آنکھیں بند کر کے شامل ہوگئے، بلکہ انکے لشکر کا ہراول دستہ بنے، اور اپنے مخلص مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہوگئے۔

ایک لطیفہ

پنجاب کے اطراف میں اور صوبہ سرحد کے سرائیکی علاقوں میں ایک عجیب

رواج ہے کہ سال میں ایک دفعہ علاقے کا چوہدری اعلان کرتا ہے کہ شکار پر جانا ہے جن جن لوگوں کے پاس شکاری کتا ہو وہ اپنے اپنے کتے کے ساتھ آجائیں۔اس علاقے میں بھنگیوں کے پاس بھی شکاری کتے ہوتے ہیں، یہ بھی شکار پر جانے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں اور فخر سے کہتے ہیں کہ آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے۔پھر جب شکار سے چوہدری صاحب واپس آجاتا ہے تو وہ اپنے ساتھ جانے والوں کو پھل وغیرہ کا ایک ایک ٹوکرہ بطور انعام دیتا ہے اور لوگ خوش ہوجاتے ہیں۔یہ جملے اتنے مشہور ہوگئے ہیں کہ اب لوگ بطور کہاوت یوں کہتے ہیں ''آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ایک ٹوکرہ بھی کمانا ہے''۔

بالکل اسی طرح مسلمانوں کے بے ہمت و بے جرأت منافق حکمرانوں نے دہشت گردی کی وضاحت اپنے آقاؤں سے نہیں مانگی۔بلکہ بطور فخر کے کہنے لگے کہ ''آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ایک ٹوکرہ بھی کمانا ہے''۔

آج ان حکمرانوں کی حالت ایسی ہے گویا یہ اندھے اونٹ بنے ہوئے ہیں اور انکی مہار یہود ونصاریٰ کی عورتوں کے ہاتھ میں ہے،اب مردوں کے بجائے عورتیں ہمارے حکمرانوں پر حکم چلاتی ہیں اور مہار سے کھینچ کر جہاں موڑنا چاہتی

ہیں یہ بچارے اسی طرف مڑ جاتے ہیں۔اس پر ایک اور لطیفہ یاد آیا بنو خزاعہ عرب کا ایک بڑا قبیلہ تھا اسنے اپنے چھوٹے چھوٹے قبائل کو غلام بنا رکھا تھا اور جب بھی اور جہاں بھی لڑنے کی ضرورت پڑتی خزاعہ قبیلہ ان دوسرے لوگوں کو بلایا کرتا تھا اور اپنے مخالفین سے جنگ کرتا تھا، ان قبائل میں سے ایک شاعر نے انکار کر کے یوں کہا:

أَكُلَّمَا حَارَبَتْ خُزاعةُ قَوْماً

يَحْدُوْنِي كَأَنِّي لِأُمِّهِمْ جَمَلُ

یعنی جب بھی خزاعہ قبیلہ کسی سے لڑنے جاتا ہے تو بڑے مزے سے مجھے اس طرح ہنکاتا ہے گویا میں اسکی ماں کا اونٹ ہوں۔

آج کے مسلمان حکمران امریکہ اور بش صاحب کی ماں کے اونٹ بنے ہوئے ہیں امریکہ انکو جہاں ہنکانا چاہتا ہے یہ بے ہمت اور بزدل حکمران دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں اور فخر کے ساتھ اعلان کرتے ہیں" آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ایک ٹوکرہ بھی کمانا ہے" اس بزدلانہ طرز عمل سے غیُّور مسلمان اپنی قیادت سے محروم ہو گئے، بلکہ قائدانہ صلاحیتوں کا انسان اب ان میں پیدا بھی نہیں ہوسکتا۔امت کی تباہی میں سب سے بڑا ہاتھ ان منافق حکمرانوں کا ہے۔یہ اپنے رب سے اپنے رسول سے اپنے قرآن سے بیزار ہیں، اپنی عزت وعظمت اور اپنے تخت وتاج سے بیزار ہیں۔اب انکے دل ودماغ میں غلامی اور عظمت فروشی کے سوا کوئی تصور باقی

نہیں رہا، بلکہ اب اچھے مسلمانوں کے دو دشمن بن گئے ہیں ایک اصلی کافر جو یہود و نصاریٰ ہیں اور دوسرے یہ منافق مسلمان حکمران، جو ہر بزدلی کیلئے تیار ہیں اور ہر ظلم سہنے کے خواستگار ہیں جس سے درحقیقت یہ خود ظالم بنتے ہیں۔

ایک مشہور شاعر قتیل نے کہا:

قتیل اس سا ظالم زمانے میں نہیں کوئی اور
جو ظلم کو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

ایک اور شاعر نے کہا:

ناپختہ ذہانت سے غباوت اچھی
بگڑی ہوئی عقل سے حماقت اچھی
ابلیس وابوجہل پہ لعنت ہو مدام
سرمایۂ غلامی سے بغاوت اچھی

علامہ اقبال نے بزدل حکمرانوں سے فرمایا:

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے قدرت کے اشارات
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے صحیح فرمایا:

وَ هَلْ أَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلا الْمُلُوكُ
وَ أَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

یعنی دین اسلام کو منافق حکمرانوں نے بدعتی مولویوں نے باطل پیروں اور درویشوں ہی نے مسخ کر کے رکھدیا۔

دہشت گردی کیا چیز ہے؟

یہ اردو لفظ ہے عربی میں اسکو "اِرْهَاب" کہتے ہیں، جسکا معنی رُعب وہیبت اور دہشت ودھاک بٹھانا ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کفار پر دہشت و دہاک بٹھانے کیلئے لفظِ اِرْهَاب کو سورتِ انفال میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّ كُمْ (سورۃ الانفال ٦٠)

یعنی کفار کے مقابلہ کیلئے تم سے جتنا ہو سکے قوت وطاقت اور ہتھیار اور اسلحہ تیار کرو اور چاق و چوبند پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو۔جس سے تم اللہ کے دشمنوں یعنی کفار پر اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھاؤ۔

آج کل دہشت گردی کا لفظ اردو زبان میں ایک خودساختہ معنی کیلئے استعمال ہونے لگا ہے۔میں نے اردو لُغات میں اس لفظ کو تلاش کیا اور اپنے احباب علمائے

کرام سے بھی مدد چاہی جو اردو پر عبور رکھتے ہیں لیکن اس لفظ کا جو مفہوم سامنے آیا وہ صرف 'دہشت، خوف حیرت اور پریشانی' کی حد تک ہے اور ''گر'' کا لفظ بنانے والا، رکھنے والا، کرنے والا اور صاحب کیلئے استعمال ہوتا ہے جو فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اب اس مجموعی لفظ ''دہشت گر'' کا ترجمہ یہ ہوا خوف بنانے والا، پریشانی کرنے والا، خوف والا، خطرہ والا۔

اب مسلمان بھی دہشت والا ہے اور غیر مسلم بھی دہشت والا ہے۔ کیونکہ خطرے والا ہونا ایک صفت ہے جس انسان میں آجائے وہ اس سے متصف ہوگا۔ اب اگر دنیا پر نظر ڈالی جائے تو سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے جو پوری دنیا کیلئے خوف وخطرے کا سبب بنا ہوا ہے اب افسوس اس پر ہے اور کتنا ظلم ہے کہ امریکہ اور تمام کفار جو صرف دنیاوی مفادات تیل اور معدنیات کیلئے مخلوقِ خدا پر خوف و پریشانی ڈالتے ہیں وہ تو دہشت گرد نہیں ہیں۔ بلکہ انکو اپنے دفاع کا حق بھی ہے اور اقدام کا بھی اور مسلمان جب اپنے مذہب کیلئے کافر پر خوف ڈالتے ہیں تو یہ دہشت گرد ہیں اور انہیں نہ اپنے دفاع کا حق ہے نہ اقدام کا۔ اور نہ ہی زندہ رہنے کا حق ہے۔

کفار کے ہاں ''دہشت گردی'' کی تشریح

اسی دہشت کی طرف منسوب دہشت گردی ہے اگر دین اسلام کی عظمت و حفاظت اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے مسلمان کسی محارب کافر پر جہاد کے میدان

میں دہشت بٹھاتا ہے تو یہ جہاد کے زمرے میں آتا ہے اور اس پر عمل کرنے والا دہشت بٹھانے والا ہو جاتا ہے۔ گویا تلوار جب حق کی حفاظت کیلئے استعمال ہوگی وہ جہاد ہوگا اور جب یہی تلوار باطل کیلئے استعمال ہوگی تو یہ عمل معروف دہشت گردی کے زمرے میں آئیگا۔ پہلے والے عمل میں ثواب ہے اور مسلمانوں پر اس عمل کو باقی رکھنا فرض ہے اور دوسرے مفہوم کے اعتبار سے اس میں عذاب ہے اور دنیا سے اسکا خاتمہ ضروری ہے۔ لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جس چیز کو مسلمان جہاد کے نام سے یاد کرتے ہیں کافروں کے ہاں وہی دہشت گردی ہے۔

چراغِ مردہ کجا نورِ آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

پچھلے سالوں میں ہندوستان کے صدر واجپائی صاحب نے واضح الفاظ میں اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ "مسلمان جس چیز کو جہاد کہتے ہیں ہم اس چیز کو دہشت گردی کہتے ہیں' ہندوستان کے کئی لیڈروں نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ قرآن میں سے چند آیات کو ہٹانا ضروری ہے جو دہشت گردی کی تعلیم دیتی ہیں۔ جب ان سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے جہاد والی آیات کی نشاندہی کی امریکہ، برطانیہ، پورا یورپ اور مغرب جہاد ہی کو دہشت گردی کہتے ہیں اور کسی بھی تعلیمی درسگاہ میں ان جہاد والی آیات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں، بلکہ تعلیمی اداروں سے ان آیات کے نکالنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ ورنہ وہ ادارے دہشتگردی پھیلانے والوں

کے زمرے میں آجائیں گے۔

خلاصہ یہ کہ کفار جہاد ہی کو دہشت گردی کہتے ہیں، اسکے سوا کسی بھی گھناؤنے جرم کو دہشت گردی نہیں کہتے۔ آج جب امریکہ سے کوئی پوچھتا ہے کہ چوہدری صاحب! فلاں مقام پر ڈاکوؤں کا بہت بڑا اڈہ قائم ہے ڈاکو معصوم لوگوں کو لُوٹ لیتے ہیں، قتل کرتے ہیں، عورتوں کے زیورات چھین لیتے ہیں اور آمد و رفت کے راستے بند کر کے دہشت پھیلاتے ہیں تو امریکہ جواب میں کہتا ہے "نو پرابلم" یعنی کوئی پرواہ نہیں یہ دہشت گردی نہیں ہے۔ چنانچہ دنیا کے ہر ملک میں ڈاکوؤں کی بڑی بڑی پارٹیاں ہیں مگر امریکہ کی نظر میں وہ دہشت گرد نہیں، جب کوئی شخص یا ملک امریکہ سے پوچھتا ہے کہ چوہدری صاحب فلاں شخص نے ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور تمہارے ملک میں آکر پناہ لی ہے وہ دیکھو جرنل مالک تمہارے ہاں بیٹھا ہے جس نے دھوکہ کر کے دس ہزار طالبان کو مزار شریف میں شہید کر ڈالا ہے، وہ دیکھو فلاں آدمی ہزاروں آدمیوں کا قاتل ہے اور برطانیہ وامریکہ میں بیٹھا ہوا ہے وہ دہشت گرد ہے اسکے خلاف کام کرو تو امریکہ جواب میں کہتا ہے "نو پرابلم" یہ دہشت گرد نہیں ہے۔ اگر امریکہ سے کوئی پوچھے کہ چوہدری صاحب فلاں آدمی اپنی ماں اپنی بہن اپنی بیٹی کی آبروریزی کرتا ہے، حرام کاری کرتا ہے، ہیروئن کا اڈہ چلاتا ہے، سینما گھروں کو آباد کرتا ہے، شراب خانے اور قحبہ خانے چلا رہا ہے، گاڑیاں چھینتا ہے لُوٹ مار کرتا ہے، لوگوں کی جیب کاٹتا ہے اغوا

اور ڈکیتی میں ملوث ہے چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کرتا ہے، اپنے مذہب کو گالیاں دیتا ہے تمہارے مذہب کو بھی گالیاں دیتا ہے، پوری زندگی اپنے مذہب سے بغاوت میں گزار رہا ہے اور دوسروں کو بھی مذہب سے روکتا ہے۔ یہ دہشت گرد ہے اسکے خلاف اقدام کرو تو امریکہ جواب دیگا ''نو پرابلم'' یہ دہشت گردی نہیں ہے، اور نہ اسکا مرتکب دہشت گرد ہے۔ پھر پوچھنے والا پوچھتا ہے کہ چوہدری صاحب اب تم بتاؤ کہ دہشت گرد کون لوگ ہیں؟ اسکے جواب میں امریکہ کہتا ہے کہ جو شخص اپنے مذہب کیلئے کافروں سے لڑتا ہے اسلحہ اٹھاتا ہے یا اسلحہ بناتا ہے یا بندوق رکھتا ہے یا چلاتا ہے، ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتا ہے، اپنے دین میں بنیاد پرستی اپناتا ہے وہ دہشت گرد ہے۔

پھر اگر کوئی شخص امریکہ سے پوچھے کہ چوہدری صاحب! وہ تو بہت شریف آدمی ہے اسکی لمبی داڑھی ہے سر پر پگڑی ہے، خدا ترس ہے، رات بھر تہجد پڑھتا ہے اپنے رب کے سامنے روتا ہے، قرآن کی تلاوت کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے، اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلتا ہے، لوگوں کے ساتھ مالی تعاون کرتا ہے، اپنے مخالفین کو زندہ رہنے کا حق دیتا ہے، اسکا چہرہ بھی بہت نورانی ہے، وہ ماں کو ماں کہتا ہے، بہن کو بہن تسلیم کرتا ہے، بھائی کو بھائی مانتا ہے۔ وہ زنا نہیں کرتا، شراب نہیں پیتا، منشیات کے قریب نہیں جاتا، نائٹ کلبوں میں ڈانس نہیں کرتا، وہ حرام خوری نہیں کرتا، ڈاکہ زنی نہیں کرتا، وہ بلاوجہ کسی کو

تکلیف نہیں دیتا، چیونٹی کو بھی بلا وجہ نہیں مارتا، وہ جہاں رہتا ہے اسکی وجہ سے وہاں بہت امن قائم ہے، وہ ایسا پاک انسان ہے کہ اگر کوئی انسان اسے قتل کر دے تو طویل عرصہ تک اسکی لاش خراب نہیں ہوتی بلکہ اسکی لاش سے خوشبو مہکتی ہے، اس سے سارے لوگ خوش ہیں اور اسکے علاقے میں امن وسکون ہے۔

ان تمام خوبیوں کے جواب میں امریکہ کہتا ہے کہ یہی تو سب سے بڑا دہشت گرد ہے جو دنیا کیلئے خطرہ ہے اسکو زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اِسے تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر، غاروں اور درّوں کی تہوں میں تلاش کر کے پکڑنا چاہئے قتل کرنا چاہئے، زندہ ہو یا مردہ ہو ہمارے حوالے کرنا چاہئے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے جو ہمیں ہمارا ساتھ نہیں دیگا یا غفلت کریگا وہ بھی ان دہشت گردوں کے زمرے میں آئیگا۔

غور سے سنو! آج میرے ساتھ تمہیں فلسطین کی طرف جانا ہے وہاں بہت سارے دہشت گرد اکھٹے ہو گئے ہیں جنکی قیادت "احمد یاسین" اور حماس کر رہا ہے ، ہمارا بغل بچہ اسرائیل ان سے خوف زدہ ہے اس دہشت گرد کو ختم کرنا ہے۔ اسکے بعد عراق جانا ہے پھر مجھے چیچنیا جانا ہے وہاں بھی تمہیں میرے ساتھ جانا ہوگا وہاں بھی دہشت گرد پیدا ہو گئے ہیں۔ پھر میرے ساتھ افغانستان جانا ہوگا وہ ملک دہشت گردوں کا گڑھ بن گیا ہے۔ پھر صومالیہ جانا ہے وہاں کوسوو، اور پھر بوسنیا بھی جانا ہے۔ ایران اور شام بھی جانا ہے یہ علاقے دہشت گردوں کے اڈے بن گئے

ہیں۔اُدھر پاکستان کے قبائلی علاقے ہیں اسمیں خاص کر جنوبی وزیرستان ہے، وانا بھی اہم ہے اور شمالی وزیرستان بھی ہے جو دہشت گردوں سے بھرے پڑے ہیں تم کو وہاں بھی میرے ساتھ جانا ہوگا، سوات بھی جانا ہوگا تاکہ ہم وہاں دہشت گردوں کا شکار کریں۔امریکہ جب اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اسکے غلام حکمران بطور فخر اس طرح اعلان کرتے ہیں جس طرح بھنگی کہتا ہے ''آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ایک ٹوکرہ بھی کمانا ہے''۔

ایک ستم زدہ شاعر نے خوب سچ کہا:

أَكُلَّمَا حَارَبَتْ خُزَاعَةُ قَوْماً
يَحْدُونِي كَأَنِّي لِأُمِّهِمْ جَمَلُ

یعنی جب بھی خُزاعہ قبیلہ کسی سے لڑنے جاتا ہے تو بڑے مزے سے مجھے اس طرح ہنکاتا ہے گویا میں اسکی ماں کا اُونٹ ہوں۔

پس چہ باید کرد؟

اب مسلمانوں کے پاس دو باتوں میں سے کسی ایک کو اپنانے کے سوا چارۂ کار نہیں ہے یا تو مسلمان بھی کافروں کی طرح جہاد کو دہشت گردی کہہ کر جہاد کا انکار کردیں یا جہاد کو اللہ کا حکم سمجھ کر اس کے لئے تیار ہوجائیں۔پہلی بات کے اپنانے سے مسلمان کافر ہوجائیں گے۔کیونکہ جہاد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو

معروف اصطلاح میں دہشت گردی کہنا کفر ہے۔

اسی طرح جس عمل کو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثواب کا عمل قرار دیا اور دس سال مدینہ منورہ میں اس پر عمل کیا اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہؓ نے پوری زندگیاں اس عمل میں لگا دیں ایسے عمل کو معروف اصطلاح میں دہشت گردی کہنا کفر ہے۔

دوسری بات کے اپنانے سے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا جائے گا اور انکو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائیگا۔ اب اس عالمی صورتِ حال کے پیشِ نظر مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ اسکا جواب واضح ہے کہ مسلمانوں کے پاس اسلام کا سرمایہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے، لہٰذا ایک مسلمان کو حق کا ساتھ دینا چاہئے۔ حق کے اپنانے سے اسکا اپنا ضمیر تو مطمئن ہوگا کہ اسنے کوئی غلط کام نہیں کیا بلکہ حق کا دامن تھاما ہے۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے حق کا ساتھ دیا ہے اور جہاد کا عَلم بلند کیا ہے جلد ہو یا بدیر اللہ تعالیٰ نے انکی مدد کی ہے اور انکو فتح سے ہمکنار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں فتح ہو یا شکست ہو مسلمان اسکے پابند ہیں کہ ہمیشہ جہاد جاری رکھیں، جہاد جاری رکھنا اسلام کا حکم ہے فتح وشکست عارضی چیزیں ہیں۔

آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی ۵۵ حکومتیں ہیں لیکن جب سے یہ حکومتیں وجود میں آئی ہیں آج تک کسی ایک حکومت نے بھی شرعی جہاد کا اعلان نہیں کیا ہے، اور نہ شرعی جہاد کی بنیاد پر ان میں سے کسی حکومت نے کفار

سے جنگ لڑی ہے۔ یہی وجہ ہی کہ جہاد نہ کرنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم حکم کو چھوڑنے کی وجہ سے مسلمان حکومتیں اور عوام اپنی عزت اور عظمت اور اپنی آزادی سے محروم ہو گئے ہیں جب یہ منافق حکمران نہیں تھے اُس وقت مسلمان آقا تھے اور کافر غلام تھے جب یہ حکمران آئے تو مسلمان غلام بن گئے اور کافر آقا بن گئے۔ مسلمان حکمرانوں نے یہی ترقی کی ہے اب فریاد کرنے سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا الاّ یہ کہ جہاد پر اتر جائیں کیوں کہ فریاد سے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

دہشت گردی کے اسباب

امریکہ اور اسکے اتحادی جس دہشت گردی کو ختم کرنے کی مہم چلا رہے ہیں انکو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیۓ اور خوب جھانک کر دیکھنا چاہیۓ کہ یہ دہشت گردی کہاں سے پیدا ہو رہی ہے؟ اسکے اسباب اور مضمرات کیا ہیں؟ پھر ان اسباب کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیۓ جو اسباب دہشت گردی کا ذریعہ اور وسیلہ بنتے ہیں۔

یہ قانونِ فطرت ہے کہ ہر عمل کا ایک ردِ عمل ہوتا ہے دہشت گردی بھی کسی عمل کا ردعمل ہو سکتا ہے تو دنیا کو چاہیۓ کہ وہ صرف ردعمل کو نشانہ بنانے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ اس ردِ عمل سے پہلے اس عمل کو ختم کریں جس کی وجہ سے یہ ردِ عمل وجود میں

آیا ہے، بقول امریکہ اگر دہشت گردی دنیا میں عروج پر ہے تو اسے سوچنا چاہئے کہ اسکے اسباب کیا ہیں اسباب وعلل کا سراغ لگا کر اسکو ختم کیا جائے تو دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ عقلمند اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ اگر کسی درخت کے پتے پیلے پڑ گئے ہیں اور اسکی شاخیں سوکھ رہی ہیں تو اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اسکی جڑ میں مضر کیڑے پڑ گئے ہیں اور ان مضر کیڑوں نے اس ہرے بھرے درخت کی جڑ کو کھوکھلا کر کے رکھدیا ہے۔ اب اگر کوئی بے وقوف آدمی درخت کی جڑوں میں لگے ہوئے مضر کیڑوں پر توجہ نہیں دیتا بلکہ شاخوں کی فکر میں لگا ہے اور شور کر رہا ہے کہ یہ شاخیں کیوں سوکھ رہی ہیں، لوگوں پر طرح طرح کے الزامات لگا رہا ہے اور دھمکیاں دے رہا ہے اور شاخوں پر پانی چھڑک رہا ہے تو اس بے وقوف کی ساری محنت رائیگاں جائے گی کیونکہ اسنے شاخوں کے سوکھنے کے اصل سبب کو نظر انداز کیا ہوا ہے۔

بالکل اسی طرح اس وقت دنیا کا امن تباہ کرنے اور دہشت پیدا کرنے کیلئے دنیا کے چند مقامات پر مضر کیڑے کام کر رہے ہیں جس کے ردِ عمل میں دہشت گردی پیدا ہوتی ہے اگر امریکہ ان مضر کیڑوں کو صاف کر دے تو دہشت کا عمل ختم ہو جائیگا۔ لیکن اگر امریکہ درخت کی جڑوں میں لگے تباہ کن کیڑوں کو پال رہا ہے اور ہر طرف سے ان مضر کیڑوں کو تحفظ فراہم کر رہا ہے تو اسکے ردعمل میں جو دہشت آئیگی وہ تو آتی رہے گی۔ کانٹے بونے سے پھل نہیں کانٹے ہی ملیں گے۔

مثال کے طور پر فلسطین کی سرزمین ہے اس کے قلب اور جڑ میں امریکہ نے

اسرائیل کی صورت میں مضر کیڑا پال رکھا ہے اور ہر سطح پر اسکی اخلاقی وغیر اخلاقی مدد کر رہا ہے جبکہ اسرئیل صرف عرب دنیا کے لئے نہیں بلکہ سارے عالم کیلئے خطرہ بنا ہوا ہے۔ جب تک امریکہ فلسطین کے سرسبز وشاداب درخت کی جڑوں سے اسرئیل جیسے تباہ کن اور مضر کیڑے کا خاتمہ نہیں کرتا اور اسکی مدد سے ہاتھ نہیں کھینچتا جب تک دہشت گردی کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔ اسرئیل کے مظالم فلسطین کی سرزمین پر دہشت گردی پیدا کرنے کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ اسرائیل اپنے لاؤلشکر کے ساتھ ٹینکوں پر سوار ہوکر اپنی پوری فضائی طاقت کے جھرمٹ میں آکر مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور نہتے مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بناتا ہے، اسرئیل شیخ احمد یاسین جیسے معذور ومفلوج لنگڑے لولے شخص کو معاف نہیں کرتا اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے ان پر میزائل مارتا ہے اور امریکہ بجائے مذمت کے کہتا ہے کہ اسرئیل کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک فلسطینی معصوم بچی اپنے جسم کے ساتھ بم باندھ کر خودکش حملہ کرتی ہے اور اپنے پرخچے اڑادیتی ہے۔ وہ جیتے جاگتے اپنے ہوش وحواس کے ساتھ اپنی زندگی کے خاتمے جیسے انتہائی اقدام پر کیوں مجبور ہوئی؟ آخر اسنے کچھ مظالم دیکھے ہوں گے جنہوں نے اِسے اسطرح حساس بنادیا کہ اسکا پورا جسم بارود کی شکل میں بدل گیا۔ اب دنیاوالے اس پر تو شور کر رہے ہیں کہ خودکش حملہ آور نے دہشت گردی کی کاروائی کی ہے لیکن دنیا نے اسکو نہیں دیکھا کہ آخر اس حملہ آور کو کس چیز نے اس

انتہائی اقدام پر مجبور کر دیا۔ جس نے بزبان حال یوں کہا:

جب کچھ نہ بن پڑا تو ڈبودیں گے سفینہ
ساحل کی قسم منّتِ طوفاں نہ کریں گے

اسی طرح مسئلہ افغانستان کا ہے وہاں امن و امان تھا زندگی کے تمام شعبے پرسکون تھے، طالبان نے عدل وانصاف قائم کر رکھا تھا اور اپنے اسلامی قوانین اپنے اوپر نافذ کر رہے تھے انہوں نے کبھی امریکہ کو دھمکی نہیں دی تھی اور نہ کبھی امریکہ سے لڑائی کی بات کی تھی۔ وہ اسلامی قوانین امریکہ یا برطانیہ پر نافذ نہیں کر رہے تھے، اور نہ انہیں عیسائیت چھوڑنے پر مجبور کر رہے تھے۔ لیکن بغیر کسی جرم کے امریکہ نے ایک مرتبہ ان پر کروز میزائیل سے حملہ کر دیا اور کئی مجاھدین شہید ہو گئے پھر امریکہ مسلسل طالبان کے خلاف احمد شاہ مسعود اور جنرل دوستم کی مدد کرتا رہا اور چھ سال تک انکو طالبان سے لڑاتا رہا اور انکو شہ دیتا رہا۔ جب احمد شاہ مسعود میدان میں نہیں رہا تو امریکہ نے ۱۱ ستمبر میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کو بہانہ بنا کر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ ورلڈ ٹریڈ کے واقعہ سے بہت پہلے امریکہ فیصلہ کر چکا تھا کہ طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنا ضروری ہے جبکہ طالبان اور افغانستان کا ورلڈ ٹریڈ کے واقعہ سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ بلکہ خود یہ واقعہ کسی عمل کا ردِ عمل ہو سکتا ہے۔

بہر حال امریکہ نے افغانستان کی خاک کو بموں سے اڑا کر رکھ دیا اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بے دردی سے رمضان کے مقدس مہینے میں بلکہ عید الفطر کے

دن شہید کرڈالا۔اس ظلم کے ردعمل میں امریکہ پر جوابی حملے ہوئے اوراب تک حملے جاری ہیں،اور جاری رہیں گے اس پر امریکہ شور مچارہاہے کہ دہشت گردی ہو رہی ہے پوری دنیا کو ان حملوں سے خطرہ ہے لہذا پوری دنیا میرے ساتھ ہوجائے اور دہشت گردی کو ختم کرے اس اپیل پر بھنگیوں نے فخر کے ساتھ کہا ’’آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ایک ٹوکرہ بھی کمانا ہے‘‘۔

چنانچہ اس چوہدری کی مدد کیلئے دنیا کے کافر اور عرب وعجم کے منافق حکمران اکھٹے ہوگئے اور طالبان کے خلاف چوہدری صاحب کی مدد کی اور اب تک کررہے ہیں یہاں انعام میں ان منافق حکمرانوں کو ٹوکرے تو نہیں مل رہے ہیں بلکہ ٹھیکے مل رہے ہیں۔چوہدری صاحب کہتا ہے کہ افغانستان میں فلاں اتحادی کو اتنے ٹھیکے ملیں گے اور عراق میں اتنے ملیں گے۔بہرحال طالبان اور افغانستان کے مظلوم عوام اور واجب الاحترام عربوں پر بے انتہاء مظالم ڈھائے گئے جس کے نتیجہ میں وہاں ایک جوابی ردعمل پیدا ہوگیا،اور امریکہ اور اسکے اتحادیوں پر زوردار حملے شروع ہوگئے۔اب امریکہ شور مچارہاہے کہ دہشت گردی ہورہی ہے اور یہ پاکستان کے قبائلی علاقوں سے ہورہی ہے ادھر طالبان چھپے ہوئے ہیں ادھر القاعدہ کے سرگرم ارکان بیٹھے ہوئے ہیں۔اس پر پاکستان کا صدر علماء کو بلاتا ہے اور بیان جاری کرتا ہے کہ دہشت گردی ختم ہونی چاہئے ورنہ باہر سے بمباری ہونے کا خطرہ ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ ایسے بادشاہ بھی مسلمانوں کو مل گئے جو اپنی عوام کو دوسروں سے ڈرا رہے ہیں جبکہ اسلام میں بادشاہ کی حیثیت اس طرح واضح کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ''اَلْاِمَامُ جُنَّۃ'' یعنی بادشاہِ وقت عوام کیلئے ڈھال ہوتا ہے عوام اس کی آڑ میں اپنے بچاؤ کیلئے پناہ لیتے ہیں۔ بہرحال امریکہ نے اپنے ہاتھوں سے کانٹے بوئے ہیں اور مسلسل بو رہا ہے اور پھولوں کی توقع کر رہا ہے۔ امریکہ نے دہشت گردی کی بنیادیں خود رکھ دیں اور اب شکایت کر رہا ہے اور شور کر رہا ہے کہ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ یہ تو وہی صورت حال ہے کہ چور خود شور کرنے لگتا ہے کہ "چور ہے چور ہے" یا چور الٹا کوتوال کو ڈانٹے کہ تو چور ہے۔

چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد

یعنی کتنا مکار اور عیار چور ہے کہ دھڑلے سے ہاتھ میں چراغ جلا کر چوری کرتا ہے۔

امریکہ سے پہلے روس نے افغانستان پر حملہ کر دیا تھا اور اسنے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر جب اسکا ردعمل سامنے آیا تو شور کرنے لگا کہ دہشتگرد پیدا ہوگئے ہیں انکو ختم کرنا ہے۔ بیچارہ دہشت گرد تو ختم نہ کر سکا خود ختم ہوگیا۔ روس نے یہ بھی کہا تھا کہ افغانستان سے علماء کو ختم کر کے دم لُوں گا جب اس نے افغانستان سے ٹکر لی اور پھر دیکھا تو افغانستان علماء سے بھر چکا تھا اور ہر ایک کہہ رہا تھا:

مصائب سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے دشواریوں پہ اشک برسانا نہیں آتا

بہر حال امریکہ نے افغانستان میں جنگ کے دوران تمام بین الاقوامی معاہدوں اور پابندیوں کو پامال کر دیا اور کیمیائی ہتھیاروں سے نہتے مسلمانوں کو نشانہ بنایا انکے گھر اجاڑ دیے اور محدود ایٹم بم اور B.52 طیارے استعمال کر کے طالبان کی اسلامی حکومت گرادی اور اپنے جھنڈے وہاں لہرادیے وہاں سے کچھ لوگ جان بچانے کی غرض سے پاکستان کی طرف آئے انکا خیال تھا کہ ایک اسلامی ملک ہے جو مظلوم و بے کس مسلمانوں کو پناہ دینے میں تامل نہیں کریگا۔لیکن امریکہ نے پاکستان کو مجبور کر دیا کہ یہ دہشت گرد ہیں تم انکو اپنے ملک میں پناہ نہیں دے سکتے ہو اب یہ لوگ نہ اپنے آبائی ملک جا سکتے تھے، نہ افغانستان میں انکے لئے جگہ تھی نہ پاکستان میں جگہ تھی اسلئے انہوں نے پاکستان اور افغانستان کے درمیان ایسے علاقوں میں پناہ لی جہاں آزاد قبائل رہتے ہیں۔آزاد کا مطلب یہی ہے کہ وہاں اسلحے پر پابندی نہیں ہے۔وہاں کسی ویزے اور پاسپورٹ کی ضرورت نہیں ہے اور اس علاقے پر انکی مرضی کے بغیر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا چنانچہ روس سے جنگ کے زمانے میں یہاں کئی افغان، اُزبک اور تاجک آباد تھے۔پھر طالبان کی پسپائی کے وقت کچھ عرب اور کچھ دوسرے لوگ جو پُر امن مجاھد تھے آکر یہاں پناہ گزیں ہو گئے۔علاقے

کے لوگوں نے انکو مہمان کا لقب دیا اور مہمانوں کی حیثیت سے انکو اپنے گھروں میں رکھا۔ یہ لوگ کسی ملک کیلئے کوئی خطرہ نہیں تھے۔ لیکن امریکہ نے پاکستان کو کہا کہ یہ لوگ دہشت گرد ہیں انکو مارو یا پکڑ کر میرے حوالے کردو پاکستان نے بڑے فخر سے کہا " آج چوہدری صاحب نے شکار کیلئے بلایا ہے، مجھے بھی جانا ہے اور میرے کتے کو بھی جانا ہے اور ٹوکرہ بھی کمانا ہے"۔

چنانچہ حکومت پاکستان کی آرمی تاریخ کی روشنی میں پہلی دفعہ اپنی عوام اور خالص مسلمانوں کے خلاف امریکی ہیلی کاپٹروں اور فوجی سامان کے ساتھ ان مظلوموں پر حملہ آور ہوئی یہ حملہ نہ عرف میں جائز تھا نہ شریعت میں جائز تھا اور نہ آزاد قبائل کے مخصوص قانون کی روشنی میں جائز تھا اور نہ بین الاقوامی قانون کے مطابق اسکا کوئی جواز تھا اس علاقے میں فوج نے مظالم ڈھائے شیخ اسامہ اور ایمن الظواہری کو بہانہ بنا کر شیر خوار بچوں کو شہید کردیا، عورتوں کو شہید کیا، بوڑھوں کو پکڑ پکڑ کر جنگی قیدی بنایا گیا جسکی وجہ سے علاقے میں کشیدگی پھیل گئی اور پاکستان کی فوج کو لوگوں نے نفرت اور عداوت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کردیا جبکہ اس فوج سے عوام کو اتنی محبت تھی کہ صحراء میں چٹانوں پر گزرنے والی گاڑیوں پر لکھا ہوتا تھا" [پاک فوج کو سلام]" اب وہی فوج ہے کہ جب کسی راستے پر جاتی ہے تو لوگ اسکا گولیوں سے استقبال کرتے ہیں۔ یہی کچھ امریکہ چاہتا تھا اور یہی طریقہ کار وہ آگے بڑھائے گا اور اگلے مرحلے میں کہدیگا کہ اسامہ کہوٹہ میں پاکستان کے ایٹمی

پلانٹ کے پیچھے چھپا ہوا ہے مجھے وہاں جانا ہے اسطرح وہ پاکستان کے ایٹم بم کو قابو میں کر دیگا لیکن امریکہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس انداز سے وہ مجاہدین اور خالص مسلمانوں کو کچل رہا ہے اس سے دہشت گردی میں دس گنا اضافہ ہو جائیگا۔ یہ قطعاً دہشت گردی ختم کرنے کا راستہ نہیں ہے امریکہ کے آلۂ کار حکمران ہمیشہ نہیں رہیں گے اور نہ امریکہ کیلئے ہمیشہ زمین ہموار ہوگی۔ آج امریکہ دیکھ لے پرویز مشرف کہاں پڑا ہوا سڑ رہا ہے۔

دہشت گردی ختم کرنے کا راستہ

امریکہ کو چاہئے کہ وہ جس چیز کو دہشت گردی کہتا ہے اسکے خاتمہ کیلئے ایسے اقدامات کرے جس سے دہشت گردی جنم لینے کے بجائے ختم یا کم ہو جائے۔

وہ اقدامات یہ ہیں:

(۱)......امریکہ اسرائیل کو پابند کرے کہ وہ تمام فلسطینی علاقے خالی کردے، اور مسجد اقصیٰ کی آزاد حیثیت کو تسلیم کرے۔

(۲)......امریکہ عراق سے واپس چلا جائے اور خلیج اور جزیرۂ عرب سے اپنی افواج نکالدے۔

(۳)......امریکہ افغانستان سے نکل جائے اور افغانستان میں طالبان کی اسلامی حیثیت تسلیم کرے۔

(۴)......امریکہ پاکستان سے اپنے اڈے ختم کرکے پاکستان کی آزاد اور

خود مختار حیثیت تسلیم کرے جس میں ایٹمی پروگرام بھی شامل ہے۔ اور جنوبی وزیرستان میں آپریشن بند کرائے اور ڈرون حملے روک دے۔

(۵)...... جو اسلحہ امریکہ یا اسرئیل کے پاس ہے امریکہ پوری دنیا کو اس طرح اسلحہ رکھنے کی اجازت دیدے یا دنیا کی طرح اپنے اسلحے کو محدود کرے اور بلا وجہ پوری دنیا کی تھانیداری کا شوق دل سے نکال دے۔ 'جیو اور جینے دو' کے اصول پر عمل پیرا رہے۔

(۶)...... بوسنیا اور کوسوو کی آزاد حیثیت کو تسلیم کرے۔

(۷)...... ہندوستان مقبوضہ کشمیر میں علاقائی دہشت گردی بند کردے اور مقبوضہ کشمیر کی آزاد حیثیت تسلیم کرے۔

(۸)...... روس اپنے علاقے میں اسلامی ریاستوں میں مداخلت بند کردے۔ اور چیچنیا کی آزادی کو تسلیم کر کے وہاں سے اپنی افواج واپس بلائے۔

(۹)...... امریکہ ڈالروں کے زور پر غریب مسلمانوں کو عیسائی بنانا چھوڑ دے۔ اور دینی مدارس میں مداخلت نہ کرے۔

(۱۰)...... امریکہ مسلمانوں کو اپنے اسلامی قوانین نافذ کرنے کی اجازت دے اور منافق حکمرانوں کے ذریعہ سے مداخلت نہ کرے۔

یہ موٹے موٹے چند اسباب ہیں جنکی وجہ سے پوری دنیا میں ہیجان برپا ہے

اگر امریکہ اور یورپی ممالک ان امور پر توجہ دیں اور یہ اسباب ختم کردیں تو پوری دنیا میں دہشت گردی ختم ہوجائے گی۔ ورنہ جبر وتشدد سے دہشت گردی میں اضافہ ہوگا جس کا ذمہ دار خود امریکہ ہوگا افسوس تو اسپر ہے کہ جو کام امریکہ کے نزدیک دیگر ممالک کے لئے ممنوع اور ناجائز ہے وہ خود امریکہ کیلئے جائز ہے۔ یہ عجیب پالیسی ہے اسی پر تعجب کے طور پر اقبال مرحوم نے مدلل انداز میں فرمایا:

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کار گر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر؟

میں آخر میں اسلامی بادشاہوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ مسلمانوں کے حکمران ہیں تو وہ مسلمانوں کی نمائندگی کریں اور کفار کی نمائندگی نہ کریں اسی میں انکی بھلائی ہے اور یہی انکی ذمہ داری ہے۔ اپنی اسلام کی تاریخ پر نگاہ رکھیں اور اسپر چلنے کی کوشش کریں۔

جس دور پہ ناز اں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کی کہانی یاد رہی خود اپنا فسانہ بھول گئے

منہ دیکھ لیا آئینہ میں پر داغ نہ دیکھا سینہ میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے

مسلم سے اخوت دور ہوئی پھر روز کی خانہ جنگی ہے
اپنوں کو مٹانا یاد رہا باطل کو مٹانا بھول گئے

فرنگی کی غلامی کا کیا کہنا بربادی ہی بربادی ہے
جو درسِ شاہِ بطحاء نے دیا دنیا کو پڑھانا بھول گئے

اغیار کا جادو چل بھی چکا ہم اک تماشہ بن بھی چکے
اوروں کو جگانا یاد رہا خود ہوش میں آنا بھول گئے

تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضاء میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

(حضرت مولانا) فضل محمد صاحب یوسف زئی (مدظلہم)

استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی ۵

۸ مارچ ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوجوانوں کے نام ایک درد بھرا پیغام

ستم کی دھوپ لرزتی ہے جس کے سائے سے
سروں پہ عزم کا وہ سائبان رکھتے ہیں
تراش لیتے ہیں سورج شب مظالم سے
لہو میں صبح تغیر کی شام رکھتے ہیں

اے ملت اسلام کے نوجوانو!

اگر تمھیں خواب غفلت سے بیدار کرنے یا اس قبرستان کا سناٹا توڑنے کے لیے میری چیخوں کی ضرورت ہے تو میں آخری فریضہ ادا کرنے کی بھی پوری کوشش کروں گا، یاد رکھو تمھاری عزت وعظمت اور تمھاری ملت کی آزادی کے بجھتے ہوئے چراغوں کو آج خون کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک بوڑھا کمزور آدمی تمھیں آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں دے سکتا اور ایک تنہا فرد کے آنسو ایک قوم کے اجتماعی گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے۔

اس دنیا میں کئی سیاسی غلطیوں کی تلافی ممکن ہے، ہاری ہوئی جنگیں دوبارہ لڑی اور جیتی جا سکتی ہیں، شکستہ اور ٹوٹے ہوئے قلعے دوبارہ تعمیر ہو سکتے ہیں، تاریک راتوں میں بھٹکے ہوئے قافلے صبح کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کر سکتے ہیں، لیکن ایک اجتماعی گناہ ایسا بھی ہے جس کے لیے کوئی کفارہ نہیں ہوتا اور بھٹکے ہوئے قافلوں کے لیے ایک رات ایسی ہوتی ہے جس کے لیے کوئی صبح نہیں ہوتی، اے اہلِ پاکستان! میں تمھیں اس آخری گناہ سے روکنا چاہتا ہوں جس کے بعد قوموں کے لیے رحم اور بخشش کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، میں تمہیں اس تاریک رات کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں جو کبھی ختم نہیں ہوتی...... ایک قوم کا آخری گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظلم کے خلاف لڑنے کے حق سے دست بردار ہو جائے اور بدقسمتی سے تمھارے حکمران اس گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ انھوں نے تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے بظاہر ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے ہیں اور مستقبل کے تمام امیدوں کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے۔ انھوں نے جرأت کے وہ اخلاقی اور ذہنی حصار توڑ دیئے ہیں جو مظلوم اور بے بس انسانوں کے لیے آخری جائے پناہ کا کام دیتے ہیں۔ اگر اس گناہ کی سزا تمھاری موجودہ نسل تک محدود رہ سکتی تو مجھے اس قدر اضطراب نہ ہوتا لیکن تمھارے حکمرانوں نے وہ سارے چراغ بجھا دیے ہیں جو آئندہ نسلوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکتے ہیں۔

بکریوں کی حفاظت بھیڑیوں سے؟

نوجوانو!

یہ بات یاد رکھو جب حکمران تمھاری آزادی اور بقاء امریکہ کو سونپ دیں گے تو تمھارے مصائب اور مشکلات کی نہ ختم ہونے والی رات شروع ہو جائے گی، میرے نوجوان دوستو! مجھے حکمرانوں کے امریکہ کے ساتھ معاہدے پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں جسے تم مستقبل کے امن اور خوشحالی کی ضمانت سمجھتے ہو، یہ معاہدہ اس عفریت کے چہرے کا حسین نقاب ہے جس کے خون آشام ہاتھ تمھاری شہ رگ تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر تمھارا یہ نظریہ ہے کہ تم بھیڑ بن کر بھیڑیوں کی سرپرستی میں زندہ رہ سکتے ہو تو میں بار بار کہوں گا کہ حکمرانوں کے ان معاہدوں اور مذاکرات سے تم جہنم کے اس دروازہ پر دستک دے رہے ہو جو گمراہی اور ذلت ورسوائی کی آخری منزل ہے، مجھے صرف اس کا اندیشہ نہیں ہے کہ جہنم کی آگ میں صرف تم بھسم ہو جاؤ گے بلکہ میرا خیال ہے ہماری آئندہ نسلیں شاید صدیوں اس جہنم کا ایندھن بنتی رہیں گی۔

عزیز وہم وطنو!

کیا تم صرف زندہ رہنے کے لیے دشمن کی غلامی اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے؟ لیکن یاد رکھو کہ تم اور تمھارے بیٹے اور پوتے غلامی کی ان زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کا زیور سمجھنے کے بعد بھی اپنے آقاؤں سے زندہ رہنے کا حق نہیں منوا سکیں گے۔

میرے تازہ دم نوجوانو!

مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تمھیں ایک بدترین غلامی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ میرا اندازہ ہے کہ تمھیں اپنی روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دست بردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔ فرض کرلو اگر تم انسانیت کے بلند مقاصد سے منہ پھیرلو اور اپنے اسلامی اور قومی اقدار سے بھی بیزار ہوجاؤ تو پھر بھی تمھیں صرف حیوانوں کی طرح زندگی کا حق محفوظ رکھنے کے لیے ان درندوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا جو تمھارا خون پینے، تمھارا گوشت نوچنے اور تمھاری ہڈیاں چبانے سے پہلے یہ اطمینان چاہتے ہیں کہ تم مکمل طور پر ان کے نرغے میں آچکے ہو اور تمھارے اندر اپنی مدافعت کے لیے وہ حیوانی شعور بھی باقی نہیں رہا جو کمزور بکریوں کو بھی سینگ مارنے پر مجبور کردیتا ہے۔

یہ کس قوم کا قبرستان ہے؟

میرے مجاہد نوجوان ساتھیو!

مجھے صرف یہی خدشہ نہیں کہ تمھاری درس گاہیں بند کردی جائیں گی، تمھارے کتب خانے جلادیئے جائیں گے اور تمھاری مساجد گرجوں اور مندروں میں تبدیل ہوجائیں گی، بلکہ مجھے خدشہ ہے کہ اگر حکمرانوں کی یہی پست ذہنیت رہی تو پھر قوم کی تباہی کے راستے کی ہر نئی منزل پچھلی منازل سے بہت زیادہ تاریک نظر آئے گی۔ پھر مستقبل کے مؤرخ تمھارے اجڑے شہروں کے

کھنڈرات دیکھ کر یہ کہا کریں گے:

”یہ ویرانے ان بدنصیب حکمرانوں کی یادگار ہیں جنھوں نے آسمان کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کے بعد کارگل و افغانستان اور اسامہ بن لادن کا امریکہ سے سودا کر کے ذلت وپستی اور بے غیرتی کا راستہ اختیار کیا تھا، مورخین لکھیں گے کہ یہ اس قافلے کی آخری منزل ہے جس کے رہنماؤں نے اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی تھیں، یہ اس قوم کا قبرستان ہے جس نے خود اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹ لیا تھا“۔

ملت اسلام کے نوجوانو!

اگر تم ہمت، عظمت اور جرأت وشجاعت کا جھنڈا بلند کر لوتو دنیا کے ہر غیور اور بہادر نڈر مسلمان تمھارے شانہ بشانہ کھڑا ہوگا، لیکن اگر تم مایوسی اور بزدلی کا شکار ہوگئے یا اپنے حکمرانوں کی طرح تم نے بھی یہ سمجھ لیا کہ دشمنان دین ووطن ہی کے ساتھ تم بہتر طور پر زندہ رہ سکتے ہوتو اپنوں میں کوئی بھی تمھاری مدد کے لیے نہیں آئے گا تم اگر باہر کے مسلمانوں کی آزادی کشمیر کا راستہ دکھانا چاہتے ہوتو تمھیں پہلے اپنے خون سے آزادی کے چراغ روشن کرنے ہوں گے، لیکن اگر تم خود موت کی نیند سو گئے تو دوسرے تمھیں اس قبرستان کے اندھیروں میں جگانے کے لیے آوازیں نہیں دیں گے۔

انصاف کی تلاش!

اے غیرت مند نوجوانو!

اگر ہم بہ نظر انصاف کرۂ ارض پر نظر ڈالیں تو ہمیں آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم مسلمان ہیں، سب سے زیادہ ہجرت کی زندگی گزارنے والے مسلمان ہیں، سب سے زیادہ کفار کے دست نگر اور غلام مسلمان ہیں، اپنے آسمانی قانون سے سب سے زیادہ محروم مسلمان ہیں، آزادی سے سب سے زیادہ دور مسلمان ہیں، سب سے زیادہ ان کے مقدس مقامات خطرے میں ہیں، سب سے زیادہ ان کے علاقے دوسروں کے قبضے میں ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ ان کا خون گر رہا ہے، کفار کی نظر میں سب سے زیادہ وحشی اور غیر مہذب مسلمان ہیں اور سب سے زیادہ محکومیت اور غلامی کے مستحق مسلمان ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ مرتد بنائے جانے والے انسان مسلمان ہیں۔

مسلم ممالک کے تمام مشکل فیصلے کفار کے ہاتھوں میں ہیں، ظالم بھی کافر تو جج بھی کافر ہے اور عدالت بھی کافروں کی ہے اور انصاف کی فریاد بھی کافروں سے ہے، حالانکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی تقریباً ۵۵ کے قریب حکومتیں ہیں دنیا کے ۴۲ فیصد زمین صرف مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے، ۷۵ فیصد تیل پر مسلمان قابض ہیں پوری دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی کرنسی مسلمانوں کی ہے تعداد کے اعتبار سے مسلمان سوا ارب کے لگ بھگ ہیں جبکہ دوسرے نمبر پر ۵۵ کروڑ عیسائی ہیں۔

مسلمانوں کی حکومتیں جغرافیائی لحاظ سے اس طرح وسط میں واقع ہیں کہ اگر یہ چاہیں تو پوری دنیائے کفر کے بری، بحری اور فضائی راستوں کو بند کر سکتے ہیں۔

ان تمام حالات کے باوجود ان کی پستی اور ذلت ورسوائی کو دیکھئے کہ اقوام متحدہ میں ان کا کوئی مقام نہیں، سلامتی کونسل میں ان کا کوئی کردار نہیں، ویٹو پاور سے یہ محروم ہیں بلکہ اپنی حکومت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی میں آزاد نہیں، اپنی تعلیم میں آزاد نہیں، اپنی تجارت ومعیشت میں آزاد نہیں، اپنے آسمانی نظام وقانون (قرآن) پر چلنے میں آزاد نہیں، اس کے ساتھ ساتھ اگر ان کی مظلومیت کو دیکھا جائے تو یہ اتنے ستم رسیدہ ہیں کہ داستان ستم بیان کرنا بھی آسان نہیں، کیا دنیا نے اخبارات ونشریات کے ذریعہ سے نہیں دیکھا کہ کئی بار مسجد اقصیٰ کے پاس یہودی افواج نے مسلمان فلسطینی خواتین کو سر کے بالوں سے پکڑ کر سر عام سڑک پر گھسیٹا؟؟

تیری غیرت کا جنازہ ہے پر تجھے خبر نہیں

کیا دنیا کے اخبارات اور میڈیا کے ذریعے یہ نہیں سنا کہ سرکاری طور پر بعض نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان خواتین کو جنسی تسکین کی غرض سے کفار افواج کے سامنے پیش کیا؟ کیا ”کوسوو“ کی سینکڑوں باحیا اور باعزت مسلم خواتین کے ساتھ سرب افواج نے اجتماعی زیادتیاں نہیں کیں؟ کیا بوسنیا کی باعزت خواتین کی عزتیں نہیں لوٹی گئیں؟ اور کیا دنیا کے مختلف حصوں میں جا کر خیراتی اداروں کے رحم وکرم پر آج تک زندگی نہیں گذار رہیں ہیں؟ کیا افغانستان

میں نوجوان بچیوں کو ہیلی کاپٹروں میں سوار کرا کر روسی افواج نے فضاؤں میں ان سے اجتماعی زیادتی کر کے برہنہ حالت میں ہیلی کاپٹروں سے نیچے نہیں گرایا؟ اور کیا نیٹو افواج آج اس قسم کے مظالم نہیں ڈھا رہی ہیں؟ کیا مقبوضہ کشمیر میں مسلم نوجوان خواتین برہنہ حالت میں ان کے مردوں کے ساتھ سڑکوں پر نہیں پھرائیں گئیں؟ اور کیا بیسیوں باحیاء خواتین نے اپنی عصمت وعزت بچانے کے لیے دریائے نیلم وغیرہ میں چھلانگیں نہیں لگائیں؟ کیا چیچنیا میں کفار نے مسلمانوں پر قیامت خیز مظالم نہیں ڈھائے؟ اور کیا صومالیہ، اسپین، ایتھوپیا، برما اور اریٹریا کے مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ نہیں توڑے گئے؟

کیا عراق کے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو بموں سے نشانہ نہیں بنایا گیا، کیا وہاں مدارس اور مساجد کو بمباری کے ذریعہ زمین بوس نہیں کیا گیا؟

اور کیا عراقی اسلحہ کو ضائع کرنے والے اقوام متحدہ کے یہودی افسروں نے اس مسلمان ملک کے اسلحہ کو ضائع کر کے ان سے یہ کہہ کر معاوضہ نہیں لیا کہ ہم نے تمہارا اسلحہ ضائع کیا ہے اس میں ہمارا وقت لگا ہے، ہم نے محنت اٹھائی ہے اس کا ہمیں پیسہ ادا کرو اور کیا اب تک عراقی بے گناہ عوام اس ظلم کا شکار نہیں؟ اور کیا بغیر کسی جرم کے افغانستان پر کفار امریکہ نے کروز میزائل داغ کر بے گناہ انسانوں کو شہید نہیں کیا؟ اور ساتھ ساتھ سوڈان کو نشانہ نہیں بنایا؟ اور کیا یہ رقصِ ابلیس اب تک جاری نہیں ہے؟

اور کیا لیبیا کو امریکہ نے نشانہ نہیں بنایا اور کیا پاکستان نے اپنی ٹیکنالوجی میں ترقی کر کے اپنے خرچ پر جو ایٹم بم بنایا اس کی سزا اب تک اس کو نہیں دی جا رہی ہے؟

اے دنیا کے مسلم نوجوانو!

کیا اندلس وغرناطہ، اسپین اور الحمرا پر کفار نے قبضہ نہیں کیا؟ اور کیا قرطبہ کی تاریخی مسجد میں بت نہیں رکھے ہوئے ہیں؟ اور کیا مسجد اقصیٰ ہم سے نہیں چھینی گئی؟ اور کیا بلخ وبخاریٰ اور سمرقند مسلمانوں کا نہیں تھا؟ اور کیا ہندوستان مسلمانوں سے نہیں چھینا گیا؟ اور کیا وہاں تاریخی بابری مسجد کو گرا کر اس کی جگہ مندر نہیں بنایا گیا؟ یقیناً یہ سب کچھ ہوا ہے اور آئندہ ان مظالم وبربریت کے کم ہونے کی امید نہیں بلکہ بڑھ جانے کا ڈراؤنا منظر سامنے نظر آ رہا ہے حال ہی میں مقبوضہ کشمیر کے اندر جو مظالم گائے کے پجاریوں نے وہاں کے مسلمانوں پر ڈھائے ہیں اور جو انسانیت سوز اور شرمناک سلوک قیدیوں اور عام مسلمان مرد وخواتین سے روا رکھا ہے اس کی ایک جھلک جگر تھام کر ملاحظہ فرمائیں:

آہ وفغاں سن ذرا تھام کے جگر

آج کل مقبوضہ کشمیر میں ہندوستان کی آٹھ لاکھ سے زائد ظالم اور درندہ صفت فوج جو کچھ مظالم وہاں کے مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے اس کا بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں، البتہ چند انسانیت کش اور اخلاق سوز واقعات کو مسلمان نوجوانوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ شاید کوئی غیور نوجوان اس ظلم کے خلاف طارق بن زیاد یا محمد

بن قاسم بن کر اٹھ کھڑا ہو اور ظالم کے اس ظالمانہ پنجوں کو مروڑ کر مسلمان خواتین کی آبرو بچائے۔ یہ چند واقعات وہ ہیں جو روزنامہ ''اوصاف'' نے اپنے مؤرخہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۹ء کے اداریہ میں لکھے ہیں۔ایڈیٹر کے قلم سے یہ مصدقہ و مستند واقعات پڑھیے اور جگر تھام کر عالمِ اسلام کے جگر خراش واقعات کا بغور مطالعہ کیجیے اور پھر فیصلہ کیجیے:

کہ جہاد فرض ہے یا ابھی تک فرض نہیں ہوا؟

حقیقت تو یہ ہے کہ ظلم اگرچہ کشمیر میں ہو رہا ہے مگر اس کی ایک جھلک پورے بدن پر لرزہ طاری کر دیتی ہے اور انسان کو اپنے وجود سے نفرت ہونے لگتی، ۳۵ سالہ کشمیری خاتون اپنی داستانِ غم ان الفاظ میں سناتی ہیں:

''میرے چھ بچے ہیں، ایک رات چھ فوجی میرے گھر میں داخل ہوئے اور میرے خاوند کو گھسیٹ کر لے گئے، کچھ ہی دیر بعد مزید پانچ فوجی آئے اور میرے کپڑے پھاڑ دیئے میں نے ان کے ارادے کو بھانپتے ہوئے اپنی پانچ سالہ بچی کو گود میں لینا چاہا لیکن انھوں نے میری بچی کے سینے پر بندوق تانی اور پھر آتے رہے اور جاتے رہے میرے بچے یہ سب کچھ دیکھ کر بلک بلک کر روتے رہے، میں کیا کرسکتی تھی''۔

علاقہ وڈون کا ایک شخص غلام نبی ڈار اپنے خاندان پر گذرنے والی قیامت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

گھر کی تلاشی کے بعد فوجی درندے میرے بیٹے عبدالرحمن کو پکڑ کر انٹیروگیشن سینٹر لے گئے، تلاشی کے کچھ دیر بعد کچھ سپاہی دوبارہ تلاشی کے بہانے آئے ایک سپاہی نے میرے سینے پر بندوق تانی رکھی اور دوسرا میری بہو کو کھینچ کر اندر لے گیا اس کے کپڑے پھاڑ دیے گئے وہ مدد کے لیے پکارتی رہی لیکن میں اس کے لیے کچھ نہ کرسکا، میں یہ کہتا رہا بیٹی میں کیا کروں میں مجبور ہوں"۔

ضلع بارہ مولا کے گاؤں ہائیگام میں پیش آنے والا واقعہ بہت ہی دردناک ہے:
اس گاؤں میں ایک دفعہ کریک ڈاؤن سے پہلے گاؤں کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو قریب ہی ایک باغ میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا، پھر انھیں درختوں سے باندھ کر وحشیانہ انداز میں زدوکوب کیا گیا، اس دوران بچوں اور عورتوں کی چیخ وپکار پر بھارتی فوجی اور نیم فوجی درندوں کی طرف سے قہقہے لگائے جاتے رہے۔ اور اس کے بعد خواتین کو الگ کر کے سب کے سامنے ان کی اجتماعی آبروریزی کی گئی اور اس سارے گھناؤنے عمل کے دوران قریب سے گذرنے والی شاہراہ پر چلنے والا ٹریفک روکے رکھا گیا تاکہ مسافر بھی یہ دلدوز منظر دیکھ سکیں"۔

اننت ناگ (اسلام آباد) میں بھی ابلیسیت اور درندگی کا جو شرمناک کھیل کھیلا گیا اس کے تصور سے ہی انسان کو اپنے وجود سے نفرت ہونے لگتی ہے، اننت ناگ کے ایک نواحی گاؤں کا رہنے والا عبدالرشید ملک ایک دوسرے گاؤں

''ہرپورہ'' سے اپنی دلہن کو بیاہنے کے بعد باراتیوں کے ہمراہ بھری بس کے ذریعہ واپس گھر لے جارہا تھا، باراتیوں سے بھری یہ بس جب آہلر پل پر پہنچی تو اچانک سی بی آر والوں نے اس پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجے میں اسد اللہ نامی ایک باراتی موقع پر شہید ہوگیا جبکہ دولہا عبدالرشید سمیت آٹھ باراتی شدید زخمی ہوگئے اس کے بعد بھارتی فوج کے درندوں نے دلہن اور اس کے ایک سہیلی کو زبردستی اٹھالیا اور اڑتالیس گھنٹے کے بعد اجتماعی آبروریزی کر کے مقامی پولیس کے حوالے کیا، دو ہفتوں تک زیر علاج رہنے کے بعد خاتون نے بتایا کہ اس کی عصمت تار تار کرنے میں کم از کم ۲۷ فوجی درندے ملوث تھے''۔

ظلم وستم کے یہ چند واقعات وادیٔ کشمیر میں کسی ایک دن کے حادثاتی طور پر رونما ہونے والے واقعات نہیں ہیں بلکہ وہاں کے مسلمانوں کے لیے روز کا معمول ہے۔

غیور نوجوان کی تلاش

اے غیرت مند مسلمانو! تم کہاں سو گئے ہو؟

اے ملت کے پاسبان غیور عرب! تم کہاں ہو؟

اے ناموس ملت کے بچانے والے بہادر عجم! تم کہاہو؟

اے صلاح الدین ایوبی! تمھاری گرجدار آواز کہاں کھوگئی ہے؟

اے نوجوانوں کے سرتاج اور بے سہارا ماؤں کی لاج محمد ابن قاسم! تم کہاں

چھپ گئے ہو؟ اے ساحل اندلس پر گرجنے والے بہادری کے نشان طارق بن زیاد! تم نے آج کی مظلوم ماؤں سے کیوں آنکھیں پھیر لیں؟ اے غیر اقوام کے پاسبان احمد شاہ ابدالی! تم کہاں ہو؟ اے فاتح ہندوستان اور ملت کے پاسبان محمود غزنوی! تم کہاں چھپے ہوئے ہو؟ ہندوستان کے درندوں نے ایک بار پھر تمھیں پکارا ہے تم کیوں خاموش ہو؟

انگریزوں کی داستانِ ظلم

اے امت مسلمہ کے غیور نوجوانو!

کیا تم نے تحریک آزادی ہندوستان کے وہ دلخراش واقعات بھلا دیئے ہیں جس میں ظالم انگریز نے سرزمین ہندوستان میں آپ کے آباء واجداد اور آپ کے مذہبی رہنماؤں اور آپ کے مقدس مقامات کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کو سن کر ایک خوددار اور غیرت مند مسلمان خون کے آنسوں بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ تیسیر التواریخ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ صرف دہلی میں ستائیس ہزار ہندوستانی باشندوں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا، مجاہدین کی جائیدادیں ضبط کر دیں، ان کے مکانات نیلام کر دیے گئے یا انھیں جلا دیا گیا، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا، آبادی کا جو حصہ قتل و غارت گری سے بچ جاتا وہ زبردستی شہر بدر کیا جاتا۔ بڑے قلق کی بات ہے کہ زرو جواہر کے خزانوں کے ساتھ دہلی کے علمی، ادبی، اور ثقافتی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا، دینی مدرسے، کتب خانے، خانقاہیں، مسجدیں اور دوسرے رفاہی ادارے جذبہ

انتقام کا شکار ہو گئے۔ دہلی کے مقتدر اور صاحب ثروت لوگ یا تو جنگ میں مارے گئے یا پھانسی پر چڑھا دیے گئے، حد یہ کہ بہادر شاہ ظفر کے شہزادوں کو گولی مار کر ان کے سر تن سے جدا کر کے ان کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

سید طفیل احمد منگلوری ایم اے علی گڑھ، انگریز کے مظالم کی داستان اس طرح بیان کرتے ہیں:

''جب انگریزوں کو کامیابی ہوئی تو انھوں نے جس قسم کے مظالم ڈھائے وہ نا قابل بیان ہیں ان مظالم کی شدت کو خود انگریز مؤرخوں نے تسلیم کیا ہے، چنانچہ ''ہومز'' نے لکھا ہے کہ بوڑھے آدمیوں نے ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچایا ان سے اور بے کس عورتوں سے جن کی گود میں دودھ پیتے بچے تھے ہم نے اسی طرح بدلہ لیا جس طرح بڑے باغیوں سے۔

مؤرخ کیٹی تسلیم کرتا ہے کہ ایک مقام پر چھ ہزار ہندوستانیوں کا قتل عام کیا گیا۔تنہا الہ آباد کے علاقے میں ''نیل'' نے اتنے ہندوستانیوں کو مروا ڈالا جتنے مرد و عورت اور بچے بوڑھے ہندوستان بھر میں ۵۸۔۱۸۵۷ء کے سارے ہنگاموں میں انقلابیوں کے ہاتھ سے انقلاب کی وجہ سے نہیں مرے۔ایک انگریز افسر نے لکھا ہے کہ:

''انبالہ سے دلی تک ہزاروں بے قصور دیہاتیوں کو انگریزوں (یہود و نصاریٰ) نے مار ڈالا ان کے بدنوں کو سنگینوں سے چھیدا جاتا تھا، انگریز مؤرخ طامسن

نے لکھا ہے کہ دہلی کے مسلمانوں کو ننگا کر کے اور زمین سے باندھ کر سر سے
پاؤں تک جلتے ہوئے تانبے کے ٹکڑوں سے اچھی طرح داغ دیا گیا اور
مسلمانوں کو سور کی کھالوں میں سی دیا گیا، خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے کہ
ہزاروں عورتیں فوج کے خوف سے کنوؤں میں کود پڑیں یہاں تک کہ پانی ان
سے اوپر ہو گیا جب زندہ عورتوں کو کنویں سے نکالنا چاہا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں
گولی مارو نکالو نہیں ہم شریفوں کی بہو بیٹیاں ہیں ہماری عزت خراب نہ کرو، بعض
لوگوں نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے خودکشی کر لی۔" (مسلمانوں کا روشن مستقبل ص: ۹۲)

انگریزوں کا اصلی روپ

اے امت مسلمہ کے غیور نوجوانو!

یہ تو انگریز کے ان مظالم کی ایک معمولی سی جھلک ہے جو انھوں نے اندرون ہندوستان کئے تھے اب ذرا بیرون ہندوستان اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے ساتھ اس مکار قوم (یہود و نصاریٰ) کا برتاؤ اور سلوک بھی ملاحظہ کیجیے اس سلسلے میں" مکتوب شیخ الاسلام" مولانا نجم الدین اصلاحی کی فکر انگیز تحریر ہدیہ ناظرین ہے، فرماتے ہیں کہ:

ان سفید بھیڑیوں کی داستان ظلم و استبداد نہ صرف ارض ہند بلکہ دنیائے اسلام کا ذرہ ذرہ ماتم کناں اور ارض حرم کے مرغان حرم قیامت تک کے لیے سوگوار ہیں تفصیل تو تاریخ بتائے گی تاہم کچھ داغہائے سینہ اس دفتر پارینہ سے دہرا لینا

عقائد وایمانیات کی تجدید کے مترادف ہے اور قرآنی صداقت: {وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ} کا اعتراف ہوگا۔ مانا کہ عیسائیت ابتدائے اسلام سے ملت اسلام کی دشمن رہی ہے مگر اس نے قرون وسطٰی میں جو وحشیانہ مظالم اسلام پر کیے ہیں ان کو دیکھ کر آسمان کانپ اٹھا اور زمین کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اندلس کے کھنڈر، غرناطہ کی ٹوٹی ہوئی دیواریں، قرطبہ کے اجڑے ہوئے مکانات، اسپین اور سسلی کے مستحکم قلعے، مالٹا کے اسلامی کھوپڑیوں سے بنے ہوئے قلعے، جدہ پر گولہ باری، بیت المقدس پر قبضہ، نجف اشرف، کاظمین، کربلا و بغداد پر تسلط، حرمین شریفین کی توہین، طائف و جدہ میں کئی سو عورتوں کی گرفتاری، سمرنا، اناطولیہ استنبول، ترکیہ شرقیہ، تھریس وغیرہ کے مظالم، بحر ابیض کے غیر ترکی جزائر کے رہنے والے اور یونانی سرویہ، مانٹی نیگرو، ہرسک، مجارستان، بلغاریہ، رومانیہ وغیرہ اور بحر اسود کے مکان، اہل اسلام سے پوچھیے کہ ان سفید بھیڑیوں نے کیا ظلم ڈھائے؟ عیسائی حسب شہادت تاریخی خونخوار بھیڑیے ہیں، جن کے شدائد سے یروشلم، فلسطین، سواحل، سوریا، اناطول میں خون سے بہنے والی گلیاں، اسپین، جبل الطارق، پرتگال، سسلی، مالٹا، کریٹ، مقدونیہ کے کھنڈرات دھاڑیں مار مار کر اب تک رو رہے ہیں۔ غرض اسلامی دنیا پر وہ مظالم کیے گئے کہ خود عیسائی دنیا چیخ اٹھی چنانچہ ۱۸۰۷ء میں گیلی پولی کے بیڑہ کو غرق کیا، ۱۸۲۱ء میں یونانیوں نے شہر

نادریں پر قبضہ کیا، بچوں کو ماوؤں کی گودوں سے چھین کر بوٹی بوٹی کر ڈالا اور قتل عام سے وبا پھیل گئی ۱۸۲۷ء میں ابراہیم پاشا مصری پر اچانک حملہ کر کے عثمانی ومصری بیڑہ غرق کر کے ایک انگریز کے قتل کے افتراء میں سب جائز سمجھا گیا، ماسکو میں ترکی سپاہیوں کی ہڈیاں ڈھیر کی گئیں، جن کو بلغاری، پتھروں سے کچلتے تھے جن کے متعلق روس کا سپہ سالار لکھتا ہے کہ ایسے وحشیانہ مظالم کی مثال عالم بہیمت میں بھی نہیں ملتی، ہندوستان کے لاکھوں بچوں کا خون، فرانس کے میدانوں، اطالیہ کے پہاڑوں، سالونیکا کے مرغزاروں، درہ دانیال کی چوٹیوں، صحرائے سینا اور سویز، سوریہ کے ریگستانوں، عدن، یمن، عراق وایران کی خندقوں اور سبزہ زاروں، مشرق اور مغربی افریقہ کی جرمنی آبادیوں، ایشائے کوچک وغیرہ کے برف خانوں، بحر اسود اور ابیض حتیٰ کہ بحر احمر کے سواحل میں پانی کی طرح بہایا گیا خون، اسی طرح رولٹ بل کا پاس ہونا، کورٹ مارشل کا جاری ہونا، پنجاب میں رنگین مظالم کا منتشر ہونا جلیانوالہ باغ میں مشین گنوں کا مینہ (بارش) برسانا، مساجد کا منہدم کرنا، نماز سے روک دینا اور گذشتہ ۳۵۔۳۶ بیرون ہند جنگوں میں کروڑوں ہندوستانیوں کا برفانی سبزہ زاروں میں میٹھی نیند سلا دینا تاریخ کی اہم روداد ہے۔" (حاشیہ مکتوب شیخ الاسلام ص:۱۸۵)

یہ ہے انگریز قوم کا اصلی چہرہ کہ اس کے مظالم سے دنیائے اسلام چیخ اٹھی، آج مسلم ممالک کے نقشے جو تبدیل شدہ صورت میں نظر آ رہے ہیں اور کئی نام اور

ممالک کا نشان تک نظر نہیں آتا، وہ سب اسی مکار اور ظالم قوم کی کارستانی اور عیاری کا نتیجہ ہے۔

امریکہ کا کردار

آج کل امریکہ ایک طرف مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام لگا رہا ہے اور دوسری طرف خود عالمی دہشت گرد بنا ہوا ہے۔ اسامہ بن لادن پر بم دھماکوں کا جھوٹا الزام لگا کر انھیں حاصل کرنے کے لیے افغانستان پر ننگی جارحیت کر رہا ہے، ڈرون حملوں اور اپنی فضائی طاقت سے افغانستان اور پاکستان کی فضائی حدود کی مجرمانہ خلاف ورزی کر رہا ہے اور بے گناہ انسانوں کا قتل عام کر رہا ہے جبکہ شمالی افغانستان میں دس ہزار بے گناہ معصوم طالبان کے قاتل جنرل مالک کو اپنا بغل بچہ بنایا ہوا ہے، مشرقی تیمور کے علیحدگی پسند لیڈر کو امن کا نوبل انعام دیا گیا ہے۔ جبکہ مسلمانان کشمیر کو آزادی کی آواز اٹھانے پر ریفرینڈم کا حق دینا تو کجا، انھیں دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ انسانی حقوق کی آڑ میں مسلم ممالک کو نشانہ بنایا جا رہا ہے ار دنیا کے انسانوں کو انسانیت سوز اور اخلاق باختہ کلچر اپنانے پر مجبور کر رہا ہے۔ جمہوریت کے نام سے اسلام کا نام و نشان مٹانا چاہتا ہے، مسلمانوں کے معمولی اسلحہ جات پر اعتراض کرتا ہے جب کہ اسرائیل اور غیر مسلم ممالک کو اسلحہ سے لیس کر رہا ہے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کو اپنا بغل بچہ اور لونڈی بنا رکھا ہے اور اس کی مدد سے مسلم امت کا استحصال اور استیصال کر رہا ہے

دنیا کا ٹھانیدار بنا ہوا ہے۔ تحریک آزادئ ہند کے دوران علماء اور سفید پوش بزرگوں کو جس طرح نشانہ بنایا گیا اس کی جھلک بھی ملاحظہ فرمائیں، جناب شاہین جمالی نے حضرت شیخ الہندؒ کی حیات طیبہ اور ان کی مجاہدانہ زندگی کی جو تصویر کشی کی ہے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو موصوف کے پورے مقالے کو درج کیا جاتا، تاہم اختصار کے پیش نظر ایک اقتباس ہدیہ ناظرین کیے بغیر بھی نہیں رہ سکتا، جناب شاہین جمالی لکھتے ہیں:

’’اے بوڑھے مجاہد! تیرے عزم وارادہ کی جوانی پر ہزاروں زندگیاں قربان، تیرے صبر واستقلال پر لاکھوں حوصلے نثار، اور تیری بصیرت و دور اندیشی کو بے شمار سلام، یہ تیرا دل گردہ تھا کہ اپنی گرفتاری پر بھی تو الحمد للہ ’’بمصیبتی گرفتارم نہ بمعصیتی‘‘ کا حوصلہ مندانہ نعرہ لگا رہا تھا، تُو کتنا عجیب وغریب فولادی انسان تھا کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء سے جون ۱۹۲۰ء تک مشقت سفر اور مالٹا کی قید میں جسم و جان پر مسلسل پانچ برس کے عرصے میں مصائب ومظالم کی یلغار اور کوڑوں کی ضرب کی ہر تکلیف کو ہنسی وخوشی جھیل گیا اور تیری پیشانی کبھی شکن آلود نہ ہوئی، اے شیر دل مجاہد ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو زندگی کی وہ آخری بے قرار آواز آج تک سنائی دے رہی ہے تو نے درد میں ڈوبی ہوئی اور دلدوز آواز میں کتنی معصوم تمنا کا اظہار فرمایا تھا کہ ’’مرنے کا تو کچھ افسوس نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ بستر پر مر رہا ہوں تمنا تو یہ تھی کہ میں میدان جہاد میں ہوتا اور

اعلاء کلمۃ الحق کے جرم میں میرے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاتے"۔

(پندرہ روزہ دیوبند ٹائمز ۱۵ مارچ ۱۹۸۰ء ص ۱۲)

مفتی انتظام اللہ شہابی حضرت شیخ الہند کے غسل کے وقت کی منظر کشی یوں کرتے ہیں:

"ڈاکٹر انصاری صاحب کو کوٹھی پر جب غسل دینے کے لیے تختہ پر لٹایا تو پیٹھ بالکل سیاہ تھی اور اس پر نشانات تھے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ یہ کیوں کر ہے؟ آپ کے وہ رفقاء جو مالٹا میں آپ کے ساتھ تھے انھوں نے اس طلسم حیرت کو توڑتے ہوئے بتایا کہ یہ نشانات ان دُرّوں (کوڑوں) کے ہیں جو مالٹا کی اسارت میں آپ پر پڑتے تھے انھوں نے بتایا کہ شیخ الہند نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ میرے سامنے ان مصائب کا جو مجھ پر ٹوٹ پڑتے رہے ہیں، کبھی ذکر نہ کرنا"۔

اے مسلم نوجوان!

اے پاکستان کے نوجوانو!

ان واقعات کے بعد تمھیں کھانے میں لطف آئے گا؟ اے پاکستان کے حکمرانو! کیا تمہارے میزائل اس کے بعد بھی کسی اور واقعے کا انتظار کرر ہے ہیں؟ اور کیا تمہارا ایٹم بم کسی اور حادثہ کے انتظار میں ہے۔

اے عرب نوجوانو!

کیا تمھیں صرف جزیرۂ عرب کے لیے پیدا کیا گیا تھا؟ کیا تم ایک اسامہ کو

اپنے جزیرۃ العرب میں پناہ نہیں دے سکتے تھے؟ کیا اب بھی تم کو عیش وعشرت سے گھومنے پھرنے میں مزہ آتا ہے؟

اے اہلِ قلم! اور اے اہل علم!

کیا اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تم اپنے سوئے ہوئے جوانوں کو جگا دو اور کفر کے ایوانوں کو آگ لگا دو؟

ارے مومنو! تم کہاں سو رہے ہو
اللہ کا یہ اسلام مٹا جا رہا ہے
آواز آرہی ہے مدینے سے تم کو
یہ دردر کی کیوں ٹھوکریں کھا رہا ہے

امت مسلمہ اتنی مظلوم کیوں؟

اب آیئے اور دیکھئے ان مظالم کی وجہ کیا ہے اور اچھے خاصے مسلمان دیندار، شب بیدار، متقی و پرہیزگار بھی کیوں ان مظالم کا شکار ہیں اور کافر اس ذلت و ہزیمت رسوائی اور دربدر پھرنے کے مصائب و آلام میں مبتلا کیوں نہیں؟ جب ہم قرآنِ عظیم کو دیکھتے ہیں تو قرآن مجید واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے:

"آپ کہہ دیجیے کہ تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو، یہ تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ اور اس کے رسول

۔ اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔ (سورۂ توبہ)

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ مسلمان جب جہاد چھوڑ دیں گے تو ان کو انتہائی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ اللہ کا حکم جس کا ذکر اس آیت میں ہے وہ یہی ہے کہ کفار مسلمانوں پر غالب آ جائیں گے اور ان کو ذلیل کر کے رکھ دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ:

"جب تم ناجائز کاروبار میں لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی میں پڑ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا یہ ذلت اس وقت تک مسلط رہے گی جب تک تم اپنے دین یعنی جہاد کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔" (ابوداؤد شریف)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا تھا کہ:

"جس قوم نے جہاد کو چھوڑ دیا وہ ذلیل وخوار ہو کر رہ جائے گی۔"

آخری استدعا

اے مسلمانو اور اے نوجوانو!

اب آؤ اس میدان جہاد میں اتر جاؤ اسلحہ سیکھ لو اور تھام لو اور ظلم وستم کے ان تمام تابوتوں میں آخری کیل ٹھونک دو اور جبر واستبداد کی زنجیروں کو توڑ کر رکھ دو اور اللہ کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر خالق کے حضور لا کھڑا کر دو اور مشرق ومغرب پر

اسلام کا جھنڈا لہرا دو، امریکہ اپنے لاؤلشکر کے ساتھ افغانستان میں بُری طرح پھنس گیا ہے، میدان میں آؤ اور امریکہ کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور دو، اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہوگا''۔

اے اللہ! اب تک ان مظلوموں کی آواز تیرے پاس نہیں آئی، ان کی آہوں اور فریادوں نے وہ کام نہیں کیا جوان کو کرنا چاہیے تھا، اے اللہ! کیا یہ دلسوز واقعات اور یہ چیخ وپکار تیری بارگاہ تک نہیں پہنچیں؟؟

مولائے قہار وجبار! مدد فرما...... مدد فرما...... مدد فرما، تیری مدد کی ضرورت ہے...... ضرورت ہے...... ضرورت ہے...... نصرت فرما...... نصرت فرما...... نصرت فرما...... دنیائے کفر پر غضب نازل فرما اور ان کو تباہ فرما...... تباہ فرما......

اے اللہ جس طرح تو نے روس کی طاقت کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے تباہ وبرباد کیا اسی طرح امریکہ کی طاقت کو پارہ پارہ فرما، نیست ونابود اور ریزہ ریزہ فرما...... آمین یارب العالمین

معمارِ حرم باز بتعمیر جہاں خیز

از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز

خیر اندیش

فضل محمد یوسف زئی

6/6/19